مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

جلد ۵

علم الفقہ

جو

مسائل فقہیہ ودینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس وعام فہم

اردو زبان میں بے نظیر کتاب ہے

مرتبہ

خاکسار سراپا عجز وقصور محمد عبد الشکور غفر له الله الغفور

باہتمام

کارپردازان صحیفہ مبارکہ النجم ابقاہا اللہ وادامہا واعانہا آمین

عمدة المطابع لکھنؤ میں طبع ہوا ۱۳۴۳ھ

علم الفقہ

مسلمانون کے لیے نہایت ضروری اور مفید کتاب

پہلے یہ کتاب ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع ہوئی ۱۳۱۷ ہجری مین اسکا آغاز ہوا اب بعونہ تعالیٰ اس وقت چھ جلدین اسکی مرتب ہو چکی ہین انکی قیمت حسب ذیل ہے ۔ جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد دوم مین نماز کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد سوم مین روزہ کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد چہارم مین زکوٰۃ و عشر وغیرہ کے مسائل ہین قیمت ۸ر جلد پنجم مین حج و زیارت کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد ششم مین نکاح کا بیان ہے قیمت ۸ر

ترجمہ اسد الغابہ یہ بھی مقدس کتاب ہے جس مین (۷۵۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہین اُردو زبان مین آج تک کوئی ایسی کتاب نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ انجمن نے اس کمی کو پورا کر دیا ، جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۲۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ دوسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ تیسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ چوتھی جلد مین (۷۰۳) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ پانچوین جلد مین (۱۲۳) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ چھٹی جلد مین (۸۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ اب تک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا ۔ بحمد اللہ کہ اس کتاب کی ایک جلد کا ترجمہ ہو گیا پہلی جلد کامل موجود ہے جس مین آغازِ آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت سے ،

چہل حدیث حدیث شریف مین ہے کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا اس بنا پر اکثر علما نے چہل حدیثین لکھین حتیٰ کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی حضرت امام ربانی
یہ چہل حدیث امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز روزہ کے متعلق جمع کی ہین اب تک نہ طبع ہوئی تھی اسکا ترجمہ کر کے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے قیمت ۲ر دس جلد ملنے کے خریدار سے عہ ،

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ جس قدر فقہی اختلافات امت مرحومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وضع للناس بیتہ ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین وبعث فیھا اشرف الرسل داعیا الی الشرع المبین فصلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین ماطاف طائف بالبیت العتیق وما دام البلد الامین حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی چار جلدین تمام ہوچکین اب یہ پانچوین جلد شروع ہوتی ہی جس مین اسلام کے پانچوین رکن حج کا بیان ہے امید ہے کہ خداے تعالے اسکو بھی بخیر وخوبی انجام کو پہونچائے آمین بالنبی الامین۔

حج کے معنے لغت مین کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت مین کعبۂ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات مین ٹھہرنا انھین خاص طریقون سے جو صاحب شریعت سے منقول ہین اُسی خاص زمانہ مین جو شریعت سے ثابت ہے (مراقی الفلاح وغیرہ)

صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت اسی امت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے گو حج کا رواج

حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہے مگر اُس وقت اِسکی فرضیت کا حکم نہ تھا - حج کی فرضیت سنہ ۹ ہجری کے آخر[1] مین ہوئی جب اللہ پاک کا یہ فرمان نازل ہوا تھا کہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ترجمہ اللہ کی خوشنودی کیلیے لوگون پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے یعنی اُس شخص پر جو وہان تک جا سکے - جس سال یہ آیت نازل ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا سالِ آیندہ یعنی سنہ ۱۰ ہجری مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمانِ عالی شان کی تعمیل فرمائی اور یہ آپکا آخری حج تھا جو حجۃ الوداع کے لقب سے مشہور ہے (ردالمحتار) فرضیت کے بعد ہی ایک حج کا اتفاق ہوا اس کے بعد آپ نے اپنی مفارقت سے دنیا کو بے نور کر دیا فالی اللہ المشتکی - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حج کی تاکید اور فضیلت

حج کا ضروری ہونا (جسکو اصطلاحِ فقہ مین فرضیت کہتے ہین) قرآن مجید سے اُسی صراحت کے ساتھ ثابت ہے جیسے نماز روزہ زکوٰۃ کا قرآن مجید مین اُس کے چند مسائل بھی مذکور ہین سچے مسلمانون کے لیے تو یہی دو تین لفظین کافی ہین مگر شوقینون کے جگانے کے لیے چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہین -

---

[1] اکثر علما اس طرف ہین کہ حج کی فرضیت سنہ ۶ ہجری مین ہوئی مگر علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار مین لکھا ہے کہ اُن علما کے پاس کوئی اسکی دلیل نہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل مین اس قدر تاخیر کرین حج کی فرضیت تو سنہ ۶ ہجری مین ہوا اور آپ سنہ ۱۰ھ تک یعنی چار برس تک اسکی تعمیل نہ کرین قبیلہ عبدالقیس کے لوگ جب آپکے پاس آئے تو آپنے انکو حج کا حکم نہین دیا (صحیح بخاری) قاضی عیاض لکھتے ہین کہ حج کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت تک حج فرض نہوا تھا اور یہ واقعہ سنہ ۸ ہجری کا ہے اور حج سنہ ۹ھ مین فرض ہوا تھا

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہوگی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ کی طرح حج کو بھی اسلام کا بنی قرار دیا ہے۔ (بخاری مسلم) اسی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ کچھ اُن مین سے دوسری تیسری چوتھی جلد مین مذکور ہو چکی ہین یہان ہم چند حدیثین نقل کرتے ہین جو ابھی تک نہین لکھی گئین۔

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو تو ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے) تو آپنے سکوت فرمایا یہان تک کہ اُس شخص نے یہی تین مرتبہ کہا تو آپنے فرمایا کہ اگر مین کہہ دیتا کہ ہان تو یقیناً (ہر سال کے لیے) ضروری ہوجاتا اور بلاشبہہ تم لوگ (ہر سال حج) نہ کرسکتے پھر آپ نے فرمایا کہ جو کچھ مین نہ کہا کرون مجھ سے نہ پوچھا کرو اس لیے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوے تو انبیا سے زیادہ پوچھنے اور اختلاف کرنے سے ہوے لہذا جب مین تم کو کسی بات کا حکم دیدون تو حتی الامکان اُسکو کرو اور جب مین تم کو کسی بات سے منع کردون تو اُسکو چھوڑ دو (مسلم)

(۲) ابوہریرہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپنے فرمایا کہ اللہ کی راہ مین (کافرون سے) لڑنا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپنے فرمایا کہ حج مبرور (بخاری مسلم)

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کرے اور (اثنائے حج مین) فحش گوئی سے بچے تو وہ (ایسا بیگناہ ہو کے لوٹے گا جیسے اُس دن بیگناہ تھا) کہ (جس دن) اُس کو اُس کی مان نے جنا تھا۔ (بخاری مسلم)

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ عمرہ اُن گناہون کا کفارہ ہے جو دوسرے عمرہ تک ہون اور حج مبرور کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہین ہے (بخاری مسلم)

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رمضان مین عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔ (بخاری مسلم)

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے اور کوئی عورت بغیر اپنی محرم (کی ہمراہی) کے سفر نکرے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا نام تو فلان فلان جہاد مین لکھ دیا گیا ہے اور میری بی بی حج کرنے نکلی ہے آپ نے فرمایا کہ (تو جہاد مین نجا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ) جا اور اپنی عورت کے ہمراہ حج کر (بخاری مسلم)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ (ایک مرتبہ) مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد مین (جانے کی) اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تمھارا جہاد حج ہے (بخاری مسلم)

(۸) علی مرتضی کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص زاد راہ اور سواری رکھتا ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہونچا دے اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اُسکے لیے یہودی یا نصرانی مرجانے مین (اور بے حج مرجانے مین) کچھ فرق نہین اور یہ اسلیے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اللہ (کی خوشنودی) کے لیے لوگون پر کعبہ کا حج کرنا ضروری ہے (یعنی) اُسپر جو وہان تک جا سکتا ہو۔ (ترمذی)

(۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ ساتھ کرو اس لیے کہ یہ دونون فقر کو اور گناہون کو ایسا دور کرتے ہین جیسے بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہین ہے (ترمذی)

(۱۰) ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کردینے والا مرض نہ روکے

اور وہ بغیر حج کیے مرجائے تو اُسے اختیار ہے چاہے یہودی (ہو کر) مرجائے چاہے نصرانی ہو کر (دارمی) اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو کیسی سخت تاکید ہے

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ اُنکی دعا قبول کرے اور اگر وہ اُس سے مغفرت مانگیں تو اللہ اُنکی مغفرت فرمائے (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی حج کرنے والے سے ملاقات کرو تو اُسے سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور اُس سے کہو کہ وہ تمھارے لیے استغفار کرے کیونکہ اُسکی مغفرت ہو چکی ہے (مسند احمد)

(۱۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے یا جہاد کرنے کے لیے (اپنے گھر سے) نکلے پھر رستہ ہی میں مرجائے تو اللہ اُسکو غزا کرنے والے کا ثواب دیگا۔ (بیہقی)

(۱۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اُس وقت قائم ہو گی کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے۔ (بخاری)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت اُس وقت قائم ہو گی جب معاصی کی کثرت ہو جائیگی اور حج نہ کرنا چونکہ ایک بڑی معصیت ہے لہذا آپ نے اسکے ترک کو علامات قیامت سے قرار دیا۔ یہاں تک تو حج کے مسائل تھے مکہ مکرمہ کے فضائل میں بھی بہت صحیح حدیثیں ہیں مگر اُس کی فضیلت کے لیے یہ بات کیا کم ہے اللہ جل شانہ کا مقدس مکان یعنی کعبہ مکرمہ وہاں ہے اور یہ شہر خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آباد ہوا حق تعالے نے قرآن مجید میں اس شہر مقدس کو بلد امین اور اُم القریٰ

کے خطاب سے مشرف فرمایا ہے۔
حج کی نسبت اگر صحابہ اور اگلے مسلمانون کے ذوق وشوق کی کچھ کیفیت بیان کیجائے تو بلامبالغہ ایک بہت بڑا ضخیم دفتر بھی کفایت نہ کریگا اور اُنکی دلی جذبات اور شوقی کیفیات کا ایک شمہ بھی بیان نہو سکے گا۔ اب تو روز بروز خشکی اور تری کے سفرون مین آسانی پیدا ہوتی جاتی ہی پہلے زمانہ مین یہ باتین کہان تھین مگر وہ اپنے ذوق وشوق مین تمام مصائب کو راحت سمجھتے تھے۔
اس بیان کو طول دینا مناسب نہین گو ائمہ ماضین کے حالات کا دل پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے لیکن حج تو ایک ایسی پیاری اور مرغوب عبادت ہی کہ اس کے لیے زیادہ ترغیب وترہیب کی کچھ ضرورت نہین۔ وہ کون مسلمان ہے جس کا دل یہ نہ چاہتا ہون کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے اُس پاک سرزمین کے جمال سے اپنی آنکھون کو روشن کرے جہان سے اسلام نکلا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہان پیدا ہوے وہین نبی ہوے برسون وہان وعظ فرمایا صدہا صحابہ سو رہے ہین۔ وہ کون مسلمان ہے جس کو یہ آرزو نہ ہو کہ اُس پرانے اور باعظمت گھر کا طواف کرے۔ جس کے گرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم پھرا کرتے تھے اے میرے ذوالجلال پروردگار اے خداوند لوح وقلم اے آفریدگارِ عالم اے وہ کہ تیرا پاک جلوہ عرش برین پر ہے اے وہ کہ کعبۂ مکرمہ کا رب البیت ہے اپنے برگزیدہ نبی محمدِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکے پسندیدہ ہمنشینون کے طفیل مین تمام مسلمانون کو اس نعمتِ عظمیٰ سے فیضیاب کر سب کے دلون کو اپنے جمالِ بیمثال کا پروانہ بنالے اور اس ناچیز عاجز کو بھی اپنی نیک نظر سے موردِ لطف وکرم فرمادے

اگلے بزرگون کے درد ذوق کا ایک آدھا قطرہ اُسکو بھی عنایت کر آمین بالنبی الامین

زان حریفم اگر رسد حرفے بندم از دولت ابد طرفے

اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے نامون کی تشریح

میقات - وہ مقام جس سے آگے مکہ مکرمہ کا جانے والا بغیر احرام کے نہ جاسکے آفاقی کے لیے پانچ میقات ہین - اہل مدینہ کے لیے **ذوالحلفہ** - کوفہ بصرہ والون کے لیے **ذات عرق** شام والون کے لیے **جحفہ** نجد کے رہنے والون کے لیے **یلملم** ہندوستانیون کی بھی یہی میقات ہے - اور حلّی کی میقات حل ہے اور حرمی کی میقات حج کے لیے تو حرام ہے مگر عمرہ کے لیے حل

آفاقی وہ شخص جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو جیسے مدنی عراقی شامی ہندوستانی -

حلّی وہ شخص جو میقات کے اندر مگر مکہ مکرمہ سے باہر رہتا ہو جیسے نخلہ محمود کے رہنے والے

حرمی خاص مکہ مکرمہ کا رہنے والا -

احرام حج یا عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ یا کوئی ایسا فعل کرنا جو قائم مقام تلبیہ کے ہو مثل ہدی کے روانہ کرنے کے - جو شخص احرام باندھے اُسکو **مُحرِم** کہتے ہین -

حج بحالت احرام کعبۂ مکرمہ کا طواف اور عرفہ کا وقوف ایک مخصوص زمانہ مین اور حج کرنے والے کو **حاج** کہتے ہین -

عمرہ بحالت احرام کعبہ کا طواف اور سعی - عمرہ کرنے والے کو **معتمر** کہتے ہین -

افراد صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج پر اکتفا کرنا - جو شخص ایسا کرے اُسکو **مُفرِد** کہتے ہین -

قران حج وعمرہ دونون کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کرکے پھر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اُسکو **قارن** کہتے ہین۔

تمتع ایام حج مین پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرلینا اور اُسکے بعد اُسی سال اُسی سفر مین حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔ جو شخص ایسا کرے اُسکو **متمتع** کہتے ہین

طواف کعبہ شریف کے گرد گھومنا اور کبھی صفا مروہ کے درمیان مین سعی کرنے کو کہتے ہین۔

شوط۔ ایک چکّر۔

استلام جب حجر اسود کی نسبت مستعمل ہوتا ہے تو اُسکا بوسہ لینا مقصود ہوتا ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت بولا جاتا ہے تو صرف اُسکا چھو لینا مراد ہوتا ہے۔

تلبیہ اُس عبارت کا پڑھنا لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

تہلیل کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا پڑھنا۔

تلبید کسی چیز کا مثل گوند وغیرہ کے احرام سے پہلے بالون مین لگا لینا تاکہ ٹوٹنے سے محفوظ رہین

وقوف کے معنے لغت مین ٹھیرنا اور اصطلاح مین عرفات اور مزدلفہ مین پہونچ جانا۔

رمی ایک خاص مقام مین کنکریون کا مارنا۔

رمل شانہ ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا۔

اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اُسکا ایک سرا داہنے شانے سے اُتار کر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائین شانے پر ڈال لے۔

لے اے اللہ مین تیرے دروازہ پر بار بار حاضر ہون اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک تعریف اور احسان تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہت تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہین ۱۲

تقلید بالون کی یا کپڑے کی رسی بنا کر اسمین جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھکر ہدی کے گردن مین ڈال دینا تاکہ دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور اس سے مزاحمت نہ کرے اور اس رسّی کو قلادہ کہتے ہین۔

اشعار ہدی کی پہچان کے لیے اُسکے داہنے شانے پر خفیف زخم لگا دینا جو اُسکی کھال کو کاٹ دے مگر گوشت تک نہ پہونچے۔

تجلیل ہدی کو جھول اوڑھا دینا۔

تحلیق بالون کا منڈوانا۔

تقصیر بالون کا کتروانا۔

رفث جماع کرنا یا عورتون کے سامنے جماع وغیرہ کا ذکر کرنا اشارۃً یا صراحۃً۔

مکہ ایک شہر ہے جو کسی زمانہ مین بالکل جنگل تھا کوہستان اور بے آب وگیاہ ریگستان ہونے کے سبب سے لوگ وہان رہنے کا قصد نہ کرتے تھے جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اُنکی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس جنگل مین لاکر چھوڑا اور خدا سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کردے اور یہان میوہ جات پیدا کر تب اُسوقت سے حق تعالیٰ نے اُس جنگل مقدس کو آباد کردیا میوہ جات بھی یہان بکثرت پیدا ہونے لگے۔ وہ جنگل خدا کو ایسا محبوب ہوا کہ اُس کو محبوب سمجھ لیا اور بلد امین کا مبارک لقب اُسے دیا اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان مبعوث فرمایا بکہ بھی اسی شہر کو کہتے ہین۔

کعبہ شہر مکہ مکرمہ مین ایک مقدس مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتون

نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ و السّلام کی پیدائش سے پہلے زمین بیت معمور
کی محاذات مین تعمیر کیا تھا بیت معمور ساتوین آسمان پر ایک مکان ہے جس کا فرشتے
طواف کیا کرتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اُس کو بوجہ پہلی عمارت
کے منہدم ہوجانے کے درست کیا اور اُنکی اولاد نے اُس کو آباد رکھا یہانتک کہ
نوح علیہ السّلام کے طوفان مین وہ غرق ہوگیا پھر حق تعالیٰ نے اپنے خلیل مکرم حضرت
ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ و السّلام کو اُسکی تعمیر کا حکم دیا اور انھون نے اور
حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نے اُسکی تعمیر کی جیساکہ قرآن مجید مین مذکور ہی حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ مکرمہ مین دو دروازے بنائے ایک بجانب شرق دوسرا
بجانب مغرب کہ ایک دروازہ سے آدمی داخل ہو اور دوسرے سے نکل جائے اور انھون
نے دروازون کی چوکھٹ اونچی نہ بنائی تھی بلکہ زمین سے ملی ہوئی - پھر لوگ برابر اُس
مکان مقدس نشان کی تعمیر اور درستی کرتے رہے اور اُسکا طواف کرنے کو دور دور
سے لوگ آتے رہے یہانتک کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ و السلام کے زمانہ مین نبوت سے
پہلے کچھ حصہ کعبہ شریفہ کا آگ سے جل گیا اہل مکہ نے اُسکی تعمیر کا ارادہ کیا اور
اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کمائی سے جو مال پیدا کیا گیا ہو وہی اُسکی تعمیر
مین صرف کیا جائے الغرض انھون نے تعمیر شروع کی مگر قدیم طرز عمارت کو بدل دیا
اور بجاے دو دروازون کے صرف ایک دروازہ بجانب مشرق باقی رکھا اتفاق
سے سرمایہ کم پڑگیا اس سبب سے بقدر چھ گز کے دیوار چھوٹی کر دی گئی - (اعلام
الاعلام بنا مسجد الحرام) پھر آنحضرت علیہ الصلوۃ و السّلام نے آخر عمر مین
اپنی یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر مین سال آیندہ تک زندہ رہا تو کعبہ کی از سر نو

تعمیر کرونگا اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر اُسکی عمارت کرونگا اور جو حصہ کفار قریش نے
کعبہ سے نکال دیا ہے اُسکو پھر اُسمین داخل کردونگا مگر سال آئندہ مین آپ کی وفات ہوگئی خلفائے
راشدین کو مہمات خلافت سے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ آپکی اس تمنا کے پوری ہونیکی کوشش کرتے
جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اہل حجاز وغیرہ نے خلیفہ بنایا تو انھون نے کعبہ کی تعمیر سرور انبیا
کی تمنا کے موافق شروع کی اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر کعبہ کی عمارت بنادی بعد اسکے
جب عبد الملک نے عبد اللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے حجاج کو بھیجا اور اُسنے اُنپر فتح پائی تو
اُسنے نہ چاہا کہ ابن زبیر کا بنایا ہوا کعبہ باقی رہے چنانچہ اُسنے حجر اسود کی طرف دیوار توڑدی
اور اُسکی عمارت کو پھر وہی طرز کردیا۔ جو زمانہ جاہلیت مین تھا اور اب بھی اُسی طرز پر ہے۔
کعبہ مکرمہ دنیا مین سب سے پہلا مکان ہے جو اللہ جل شانہ کی عبادت کے لیے بنایا گیا چنانچہ
حق سبحانہ اُسکی تعریف مین فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا
وَّهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ فِیْهِ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا
ترجمہ بیشک (سب سے) پہلا گھر جو لوگون کے (عبادت کرنے کے) لیے بنایا گیا
یقیناً وہی ہے جو مکہ مین ہے برکت والا اور لوگون کا رہنما اُس مین واضح نشانیان
(ہماری قدرت کی) ہین جیسے مقام ابراہیم اور جو کوئی وہان داخل ہوجاتا ہے
(دشمن کے ڈر سے) بیخوف ہوجاتا ہے۔

حطیم وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے عہد مین کعبہ کے اندر داخل تھا اور
قریش نے سرمایہ کے کم ہوجانے کے سبب سے اُسکو داخل نہین کیا۔

حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے شرقی گوشہ مین جو
دروازہ سے قریب ہے گڑا ہوا ہے۔ یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے جس وقت

نازل ہوا تھا دودھ سے زیادہ سپید تھا مگر آدمیون کے گناہ نے اُس کو سیاہ کردیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اُٹھایا جائیگا اور اُس کو آنکھین اور زبان عنایت ہوگی جنسے اُسکا استلام کیا ہے اُسکے مومن ہونے کی گواہی دیگا (ترمذی و دارمی)

رُکن یمانی ایک پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ مین بجانب یمن گڑا ہوا ہے

مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السّلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اُترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہوکر اونٹ پر سوار ہوتے اس پتھر پر اُنکے دونون مبارک قدمون کا نشان بن گیا ہے۔

زمزم ایک چشمہ ہے جو بی بی ہاجرہ اور اُنکے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے حق تعالیٰ نے جاری کیا تھا اس پانی کے بہت فضائل احادیث مین وارد ہوئے ہین اسی سبب سے اس پانی کو کھڑے ہوکر پینے کا حکم ہے۔

میلین اخضرین صفا اور مروہ کے درمیان مین ایک نشیب تھا جس سے بی بی ہاجرہ دوڑکر نکل جاتی تھین اب وہ نشیب تو باقی نہ رہا مگر اُسکی حد معلوم کرنے کے لیے اسکے دونون سرون پر ایک ایک نشان گاڑدیا گیا ہے ان دونون نشانون کو میلین اخضرین کہتے ہین۔

مِنیٰ ایک گاؤن ہے حدود حرم مین مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل۔

عرفات ایک پہاڑ کا نام ہے جس میدان مین وہ پہاڑ واقع ہے اُس کو وادی عرفات کہتے ہین۔

بطن عُرنہ میدان عرفات مین ایک خاص مقام کا نام ہے۔

مُزدلفہ ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان مین۔
مُحسّر مزدلفہ مین ایک خاص مقام کا نام ہے۔
ذُوالحُلیفہ ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے مسجد نبوی سے پانچ میل سے کچھ کم ہے۔
ذات عرق ایک مقام ہے اُسمین عرق نامی ایک پہاڑ ہو کوفہ بصرہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔
جحفہ ایک مقام ہو شام سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہو مکہ سے تقریباً تین مراحل ہے۔
قرن ایک مقام ہو نجد سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہو مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔
یلملم ایک پہاڑ کا نام ہو یمن سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے ہندوستان سے جو لوگ کہ مکہ جاتے ہین اُن کو بھی یہ پہاڑ ملتا ہے مکہ سے دو مراحل ہے۔
جبل الرحمۃ میدان عرفات کے وسط مین ایک پہاڑ ہے۔
جبل قزح مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہے۔
مسجد خیف منیٰ مین ایک مسجد ہے اُس کا نام ہے۔
مُحصّب منیٰ اور مکہ مکرمہ کے درمیان مین ایک مقام ہے۔

حج کے فوائد اور اُسکی حکمتین

اگرچہ شریعت کا کوئی حکم مصالح اور فواید سے خالی نہین مگر انکی حکمتون کا کما ینبغی سمجھ لینا بڑی عقل قدسی کا کام ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہو کہ ایک بات سمجھ مین آجاتی ہو مگر اُسکے بیان کرنے کے لیے بہت سے مقدمات کے تمہید کی ضرورت

پڑتی ہی اور اُنکے مبادی ذہن مین حاضر نہین ہوتے بہرکیف جو کچھ سمجھ مین آرہا ہے اور جہانتک قوت بیانیہ کام دیتی ہے لکھتا ہون۔

(۱) حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے جو حق سبحانہ کے خلیل اور بڑے برگزیدہ تھے اور یہ بڑی حکمت ہے کہ جب کسی سے تقرب اور ازدیاد محبت منظور ہو تو اُن لوگون کا طریقہ اختیار کیا جائے جو اُسکی نظر مین محبوب اور پسندیدہ ہون۔

(۲) خاصکر اُس اُمت کے لیے حج کی فرضیت مین یہ بڑی حکمت ہے کہ حج کرنے سے اُن مقامات متبرکہ کی زیارت نصیب ہوتی ہے جہان اس امت کے سردار کے آثار نمایان طور پر موجود ہین وہین آپ پیدا ہوے وہین رہے وہان کی مبارک زمین سے آپ کے مقدس قدمون نے مس کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان امور کے ملاحظہ کرنے سے ایمانی کیفیت مین ایک عجیب ترقی ہوتی ہے۔ اسی سبب سے ہر مذہب کے عقلا نے اپنے مذہبی مقامات کی زیارت کو لازم کر لیا ہے۔

(۳) حج کے جتنے افعال ہین وہ سب عاشقانہ ہین اور ان سب سے ازخود رفتگی اور شیفتگی ظاہر ہوتی ہے اپنے محبوب کے لیے اپنے وطن گھر بار کا چھوڑ دینا مصائب سفر کا برداشت کرنا۔ ایک مدت تک جنگل جنگل پھرنا تمام آرائش اور زیب و زینت کی چیزون کو ترک کر دینا اور اکثر نفسانی خواہشون سے اجتناب کرنا پھر اُسکے گھر کے گرد نہایت شغف کے ساتھ چکر لگانا یہ تمام باتین ایسی ہین کہ اگرچہ بتکلف کی جائین اور دلی کیفیت سے نہ صادر ہون تب بھی دل مین کچھ نہ کچھ اثر کر جاتی ہین اور خدا نخواستہ یہ بھی نہو تو یہ بات تو ضرور ہے کہ عشاق کی صورت بنائی جاتی

ہے اور محض اللہ کے لیے تکالیف اور مصائب اُٹھانے اور گھر بار چھوڑنے کی
نفس کو عادت ہوتی ہے۔

(۴) وہ مقامات متبرکہ جنکی زیارت حج مین نصیب ہوتی ہے انوار و برکات الٰہیہ کے
مہبط ہین پس لامحالہ اُنکے زیارت کرنے والے پر اُن انوار و برکات کا ضرور انعکاس
ہوتا ہے اسی کی طرف حدیث شریف مین اشارہ ہے کہ حج کرنے والا گناہون
سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اُسی دن کا پیدا ہوا بچہ۔

(۵) شریعت کا ایک بڑا مقصود اتحاد فیما بین المسلمین اور اظہار شوکت وجلادت
بھی ہے یہ مقصود بھی حج مین پوری طور سے حاصل ہوتا ہے دور دراز ممالک کے
مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہین سب ایک ہی کام مین مصروف ہوتے ہین
اس اجتماع سے کیسی کچھ ہیبت اور شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے۔

حج کے احکام

فرض ہے عمر بھر مین ایک بار جبکہ وہ تمام شرائط پائے جائین جن سے حج فرض
ہوتا ہے باوجود پائے جانے اُن شرائط کے جو شخص حج نہ کرے وہ فاسق گنہگار ہے
اور جو فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائین تو علی الفور[؎] حج کرنا فرض ہے دوسرے
سال تک اُسمین تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

؎ یہ امام ابوحنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے اُنکے نزدیک بعد تمام شرائط کے پائے جانے کے اگر
کئی سال حج نہ کیا جائے تو ایسے شخص کی گواہی نہین قبول کی جاتی - امام محمد کے نزدیک علی الفور حج
کرنا کچھ ضروری نہین اُنکے نزدیک تاخیر سے گناہ نہین ہوتا ۱۲

واجب ہے (۱) اُس شخص پر جو میقات کے اندر بغیر احرام باندھے چلا جائے اور اُسکے بعد حج کا احرام باندھے (۳) اُس شخص پر جس نے حج کی نذر کی ہو۔

حرام ہے۔ ناجائز مال سے حج کرنا۔

مکروہ تحریمی ہے (۱) بغیر اجازت اُن لوگون کے حج کرنا جن سے اجازت لینا ضروری ہے (۲) جن کا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہو اُنکے نفقہ کا انتظام کیے بغیر حج کرنا۔

حج کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر واجب نہین۔

(۲) حج کی فرضیت سے واقف ہونا یا دار الاسلام مین ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچون پر حج فرض نہین۔

(۴) عاقل ہونا۔ مجنون مست بیہوش پر حج فرض نہین۔

(۵) آزاد ہونا لونڈی غلام پر حج فرض نہین۔

(۶) استطاعت یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ سے اور قرض سے محفوظ ہو اور اُسکے زاد راہ اور سواری کے لیے کافی ہو جائے اور جن لوگون کا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہے اُنکے لیے بھی اُس مین سے اس قدر چھوڑ جائے جو اسکے

عہ میقات سے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے جانا ممنوع ہے لہذا اگر کوئی شخص بھولکر بے احرام باندھے چلا جائے تو اُسپر واجب ہے کہ پھر میقات پر واپس آکر احرام باندھے پس اگر حج کا احرام باندھیگا تو یہ حج واجب ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام باندھیگا تو عمرہ واجب ہے ۱۲ منہ عہ مثلاً کسی کے ماں باپ اسکی خدمت کے محتاج ہون یا کسی کا قرض اُسکے ذمہ آتا ہو اور اُسکے پاس مال نہو یا کسی کی ضمانت کی ہو تو ان سب صورتون مین ماں باپ یا قرض خواہ یا جس سے ضمانت کی ہے اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے ۱۲ (بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ مین)

لوٹنے تک ان لوگون کو کفایت کر سکے۔

زاد راہ سے وہ متوسط مقدار مراد ہے جو اُسکی صحت قائم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور مٹھائی وغیرہ کا عادی ہو اُسکے لئے اُنھین چیزون کا ہونا ضروری ہے اگر ایسے شخص کے پاس فقط اسقدر روپیہ ہو جو صرف خالی روٹی یا دال وغیرہ کے لئے کافی ہو سکے تو وہ شخص زاد راہ کا مالک نہ سمجھا جائیگا۔

سواری بھی اونھین لوگون کے لئے شرط ہے جو مکہ معظمہ کے رہنے والے نہون بلکہ مکہ اور اُس کے آس پاس کے رہنے والون کے لئے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکین سواری کی شرط نہین اور جو پیادہ نہ چل سکین تو اُن کے لئے بھی شرط ہے (مراقی الفلاح)

(۷) ان سب شرائط کے ساتھ اسقدر وقت کا ملنا جسمین ارکان حج ادا ہو سکین اور مکہ معظمہ تک رفتار معتاد سے پہونچ سکے (رد المحتار)

یہان تک جو شرائط بیان ہوے یہ وہ تھے کہ اگر نہ پائے جائین تو حج فرض ہی نہ ہوگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جائے تو اُسکے بعد جس وقت یہ شرائط پائے جائینگے دوبارہ حج کرنا پڑیگا پہلا حج کافی نہ ہوگا اور آب آگے

ع۔ مالک ہونیکی قید اسلئے لگائی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی حج کرنے کے لئے یا اور کسی غرض سے کچھ مال ہبہ کرے تو اسپر حج فرض نہین نہ اسکے ذمہ ہبہ کا قبول کرنا ضروری ہے گو ہبہ کرنیوالا اسکا عزیز کیون نہو مثل باپ یا لڑکے یا اولاد اور بی بی کے ف نفقہ کے معنی خرچ کرنا کھانے پینے کپڑے کا خرچ نیز کا مکان سب نفقہ مین داخل ہے ۱۲

ع۔ سواری کے بیان مین فقہا نے بہت تفصیل کی ہے کہ کس قسم کی ہونی چاہیئے مگر ماحصل اسکا یہ ہے کہ ایسی سواری ہو جس پر سوار ہونیکی اُسے عادت ہو یا اسپر سوار ہونے سے اسکو تکلیف نہو پس جو شخص گھوڑے کی سواری کا عادی نہ ہو یا اسپر سوار ہونے سے اسکو تکلیف ہوتی ہو اُسکے لئے گھوڑے کی سواری کا موجود ہونا کافی نہین ہے۔

جو شرائط بیان کئے جاتے ہین وہ ایسے ہین کہ اُن کے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت رہیگی ہان بذات خود اُسوقت حج کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ دوسرے سے حج کرا لینا یا وصیت کرجانا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائینگے پھر بذات خود حج کرنا پڑیگا اور باوجود نہ پائے جانے اُن شرائط کے اگر حج کریگا تو دوبارہ نہ کرنا پڑے گا۔ (رد المحتار)

(۸) بدن کا ایسے عوارض سے محفوظ ہونا جنکے سبب سے سفر نہ کرسکے پس اندھے اور لنگڑے اپاہج اور ایسے بوڑھے پر جو سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذات خود حج کرنا فرض نہین۔ اسیطرح تمام اُن امراض کو قیاس کرلو جو سفر سے باز رکھین

(۹) کسی بادشاہ ظالم کا خوف یا کسی کی قید مین نہونا۔

(۱۰) راستہ مین امن[ع] ہونا۔ اگر راستہ مین ڈاکہ زنی ہوتی ہو یا کوئی دریا ایسا حائل ہو کہ اُسمین بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہون یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت مین بذات خود حج کرنا فرض نہین بلکہ اس امر کی وصیت کرجانا کہ بعد امن کے میری طرف سے حج کرلیا جاسے کافی ہے۔

(۱۱) عورت کے لئے ہمراہی مین شوہر یا کسی اور محرم[س] کا موجود ہونا۔ اور محرم کا عاقل

ع یہ صاحبین کا مذہب ہے اور اسی پر فتوی ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسے عوارض کے حالت مین دوسرے سے بھی حج کرانیکی ضرورت نہین ۱۲ ع ہمارے زمانہ مین حجاج کے لئے قرنطینہ مقرر ہے پس اگر اسمین حج کرنیوالون کے ساتھ زیادہ سختی کی جائے تو اُسکا شمار بھی بے امنی مین ہوگا ۱۲

س محرم اُسکو کہتے ہین جسکے ساتھ کبھی نکاح درست نہ ہو خواہ نسب کے سبب سے جیسے باپ چچا بھائی بیٹا وغیرہ یا دودھ کے باعث جیسے دودھ شریک بھائی وغیرہ یا سسرالی قرابت کیوجہ سے جیسے خسر وغیرہ لیکن س

بالغ مسلمان ہونا بھی شرط ہے اور فاسق نہ ہونا تو شوہر اور محرم دونوں مین شرط ہے
(۱۲) عورت کے لیئے عدت[۵] کا نہونا جو عورت عدت مین ہو خواہ عدت وفات کی
ہو یا طلاق کی خواہ طلاق رجعی کی یا بائن کی بہرحال اُسپر اُسوقت حج فرض نہ ہوگا اگر
سفر کر چکنے کے بعد عدت لاحق ہو جائے مثلاً اُسکا شوہر مرجائے یا طلاق بائن
ہو جائے تو اسکو دیکھنا چاہیئے کہ جس مقام مین وہ ہے وہان سے مکہ مکرمہ کی دوری
بقدر مسافت سفر کے ہے یا اُس کے وطن کی اگر دونون اس مقدار سے کم ہین تو اسکو
اختیار ہے چاہے مکہ مکرمہ جائے چاہے وطن واپس آئے اگر ایک کم ہے اور دوسری
زیادہ تو جو کم ہے اُسکو اختیار کرے یعنی اگر مکہ مکرمہ مسافت سفر سے کم ہو تو وہان
چلی جائے اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجائے اور اگر دونون کی دوری مسافت
سفر کی برابر ہو تو اگر وہ مقام جہان وہ ہے کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہین ٹھر جائے
اور عدت پوری کرلے اور اگر امن کی جگہ نہ ہو تو امن کے مقام مین جو وہان سے
قریب تر ہو جا کر عدت پوری کرے عدت کے پورا کرنیکے بعد اگر حج کا زمانہ باقی ہو
تو وہ حج کے لئے جا سکتی ہے اور اگر اسکے شوہر نے اسکو طلاق رجعی دی ہو تو اُسکے
شوہر کو چاہیئے کہ اُسکو اپنے ہمراہ رکھے ۔

---

[۴] پھر بھی احتیاطاً اُسکو چاہیئے کہ جوان عورت اپنے سسرالی یا دودھ کے رشتہ دارون کے ہمراہ
سفر نہ کرے ۱۲

[۵] عدت اُس زمانہ کو کہتے ہین جو عورت کے لئے بعد طلاق کے یا بعد شوہر کی وفات کے
شریعت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ اُس مدت کے اندر دوسرا نکاح نہین کر سکتی ۱۲

حج کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا حج صحیح نہین۔ بعد اسلام کے اسکا پہلا حج کافی نہوگا۔
(۲) حج کے تمام فرائض کا بجا لانا اور مفسدات سے بچنا۔
(۳) زمانہ حج مین حج کرنا اور اُس کے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت مین ادا کرنا مثلاً وقوف اپنے وقت مین طواف اپنے وقت مین۔ حج کرنے کے مہینہ یہ ہین شوال۔ ذیقعدہ اور ذیحجہ کا پہلا عشرہ۔
(۴) مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اُسی مقام مین ادا کرنا جو اُسکے لئے معین ہے مثلاً طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا وقوف عرفات کا عرفات مین ہونا وغیر ذٰلک
(۵) سمجھدار اور عاقل ہونا۔
(۶) جس سال احرام باندہا ہے اُسی سال حج کرنا۔

حج کی فرضیت ساقط ہونیکی شرطین

حج کے فرضیت کی پہلی سات شرطین اور حج کے صحیح ہونیکی کل شرطین جو مذکور ہوئین اُنکا پایا جانا بھی ضروری ہے اور اُن کے علاوہ چار شرطین اور ہین۔
(۱) اسلام کا آخر عمر تک باقی رہنا اگر خدانخواستہ درمیان مین مرتد ہو جائے (معاذ اللہ منہ) تو وہ پہلا حج کافی نہ ہوگا اور درصورت پائے جانے شرائط فرضیت کے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔
(۲) بشرط قدرت بذات خود حج کرنا اگر باوجود قدرت کے دوسرے سے حج کرائے

تو فرض ادا نہ ہوگا گو ثواب مل جائے گا۔

(۳) حج کا احرام باندھتے وقت نفل کی نیت نہ کرنا۔

(۴) حج کا احرام باندھتے وقت کسی دوسرے کی طرف سے نیت نہ کرنا۔

حج کا مسنون و مستحب طریقہ

اے زگلت نازدہ سرحب دل — باندھ ز حب وطنت پا بہ گل
خیز کہ شد پردہ کش و پردہ ساز — مطرب عشاق براہ حجاز
رو بہ حرم کن کہ دران خوش حریم — ہست سیہ پوش نگارے مقیم
صحن حرم روضۂ خلد برین — او بچنان صحن مربع نشین
قبلۂ خوبان عرب روے او — سجدۂ شوخان عجم سوے او

جب کسی خوش نصیب صاحب اقبال پر رب العرش کی رحمت خاصہ کا نزول ہو اور حق تعالی اپنے فضل وکرم سے اسکو اس سعادت عظمی کی توفیق دے اور حج بیت اللہ کا مبارک ارادہ اسکے قابل قدر دل مین پیدا ہو تو اسکو چاہیے کہ استخارہ[عــه] کرکے کوئی تاریخ اس سفر مقدس[عــه] کی معین کرے اور جہان تک ممکن ہو ابرار واخیار کے ہمراہی کی کوشش کرے اور اس امر کے لئے بھی استخارہ کرے اور اپنے مان باپ سے اجازت حاصل کرے اور تمام اپنے احباب واعزہ سے رخصت ہو اور انسے معافی طلب کرے اور جن جن لوگون کے حقوق مانند قرض وغیرہ کے اسکے ذمہ ہون انکو ادا کردے یا انسے اجازت لے لے

عــه استخارہ کا مسنون طریقہ اور اسکی دعا دوسری جلد مین دیکھو ۱۲ عــه بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پنجشنبہ کے دن روانہ ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کیلئے پنجشنبہ کو ہی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے تھے ۱۲

جب چلنے لگے تو مسجد میں دو رکعت نماز سفر پڑھے اور کچھ صدقہ دے اور خدا کا شکر کرتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جاوے ؎

زہے سعادت آن بندہ کہ کرد نزول　　گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

کم از کم اپنے وطن سے ایسے وقت چلے کہ مکہ مکرمہ میں ذیحجہ کی ساتوین تاریخ سے پہلے پہونچ جائے تاکہ ساتوین تاریخ کا خطبہ سن سکے۔

جب میقات پر پہونچے تو احرام باندھ لے اگر مفرد ہو تو صرف حج کا اور قارن ہو تو حج و عمرہ دونون کا متمتع ہو تو صرف عمرہ کا۔

احرام کے بعد تمام گناہون سے[عس] اور تمام اُن باتون سے جو حالت احرام میں[عہ] ممنوع ہین پرہیز کرے اور احرام کے بعد فوراً اور نیز ہر صبح کو اور جب بلندی پر چڑھے یا نشیب مین اترے یا کسی کو سوار آتا ہوا دیکھے اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور ہر نماز کے بعد غرض ہر حال مین کھڑے بیٹھے سوا حالت طواف کے بلند آواز سے تلبیہ کی کثرت کرے مگر اتنا نہ چلائے کہ تکلیف ہو اور جب مکہ مکرمہ قریب آجاوے تو غسل کرے اور دہان دن مین کسی وقت باب المعلیٰ سے داخل ہو اور سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے اور مسجد حرام مین باب السلام کی طرف سے شرف وصول حاصل کرے اور اسوقت اگر بدقسمتی سے خدانخواستہ حالت ذوق و شوق مین کچھ کمی ہو تو بہ تکلف[سہ] آثار شوق پیدا کرے اور نہایت

عس گناہ کا ارتکاب تو ہر حالت میں ممنوع ہے لیکن احرام کی حالت مین اسکا ارتکاب اور بھی زیادہ قبیح ہے ۱۲

عہ حالت احرام میں جو چیزین ممنوع ہین اُنکا ذکر انشاء اللہ آگے ہوگا ۱۲

سہ زیادہ تکلف کی بھی ضرورت نہین صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ یہ کون مقام مقدس ہے جسکی آرزو ۱۲

خشوع وخضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقام مقدس کی جلالت وعظمت کا تصور ہر وقت دل میں رکھے اور تلبیہ^ع کے ساتھ تہلیل بھی کرتا رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہے اور اُسوقت جو شخص اُس سے مزاحمت کرے اُسکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور کعبہ کے جمال دلربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب^ع کرے پھر تکبیر وتہلیل کرتا ہوا حمد وصلوٰۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے مقابلہ میں آئے اور اُسکا استلام کرے۔

آفاقی ہو تو طواف قدوم کرے طواف کرتے وقت اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھ لے۔ طواف اپنی داہنی طرف سے جو کعبہ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہے شروع کرے طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے اور سات شوط کرے ہر شوط کا ختم حجر اسود کے مقابلہ میں اور ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابلہ میں آئے تو اُسکا استلام کرے اور پہلے تین شوطوں میں رمل کرے۔ اور نیز ہر شوط میں رکن یمانی کا بھی استلام کرے۔ بعد اسکے دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب مقام ابراہیم علیہ السلام میں پڑھے وہاں نہ میسر ہو تو کعبہ شریف کے اندر جس جگہ چاہے نماز پڑھ لے اُسکے بعد ملتزم میں آئے اور زمزم کا پانی پیے اور پھر حجر اسود کا

ص برسوں لوگوں کے دلوں میں رہتی ہے اور بڑی خوش قسمتی سے یہ دن نصیب ہوتا ہے علاوہ بریں اس عظیم الشان مجمع میں اکثر لوگ صاحب درد وذوق ہونگے انکی حالت پر نظر کرنا بھی بہت مفید ہوگا ۱۲

ع تلبیہ کے ساتھ تہلیل کرنے میں علما نے یہ حکمت لکھی ہے کہ اس سے توہم شرک دفع ہوجاتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس مکان کی پرستش منظور ہے ۱۲ عصہ علما نے لکھا ہے کہ پندرہ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے منجملہ انکے کعبہ مکرمہ کے دیکھنے کے وقت اور زمزم کا پانی پیتے وقت اور ملتزم میں وغیرہ ذالک ۱۲ عصہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر

استلام کر کے سعی کرے اور جب صفا پر چڑھے تو بیت اللہ کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو اور تکبیر و تہلیل کرے درود پڑھے اور ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگے پھر جب مروہ پر چڑھے تو اسی طرح کرے یہان بھی سات شوط پورے کرے ہر شوط کی ابتدا صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط مین میلین اخضرین کے درمیان مین سعی کرے اور بہتر ہے کہ طواف قدوم کے بعد بحالت احرام مکہ مکرمہ مین ٹھہرا رہے اور جتنے دن وہان رہے روزانہ جسقدر چاہے طواف کرے طواف کے لئے کوئی وقت مقرر نہین جسوقت چاہے کرے مگر ان طوافون مین رمل اور انکے بعد سعی نکرے۔

پھر ذیحجہ کی ساتوین تاریخ کو کعبہ مکرمہ کے اندر امام خطبہ پڑھے اور اسمین حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے اور ایک خطبہ ہو۔

پھر ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ کو فجر کی نماز مکہ معظمہ مین پڑھکر منیٰ جانے کی تیاری کرے اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ مین جاکر پڑھے اور منیٰ مین قیام کرے اور حتی الوسع مسجد خیف کے قریب ٹھیرے۔

منیٰ مین نوین تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے مین پڑھے پھر جب آفتاب نکل آئے تو عرفات جائے اور وہان وقوف کرے جب ظہر کا وقت آجائے تو فوراً مسجد نمرہ مین جائے اور امام اسوقت مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان مین خفیف جلسہ بھی کرے اور جس وقت امام منبر پر بیٹھے اُس کے سامنے اذان بھی دی جائے ان خطبون مین حج کے مسائل بیان کئے جائین خطبون سے

ص[۱] پینا مستحب ہے علماء نے لکھا ہے کہ تین قسم کے پانیون کا بغرض تعظیم کھڑے ہو کر پینا وارد ہوا ہے زمزم کا پانی[۲] وضو کا بچا ہوا پانی[۳] مومن کا جھوٹا پانی۔ ان کے علاوہ اور کسی پانی کا کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے[۱۲]

فراغت کرکے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لی جائے اذان صرف ایک مرتبہ
دی جائے ہان اقامت دونون فرضون کے لیے علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اور
دونون فرضون کے درمیان مین کوئی نفل نہ پڑھی جائے ان دونمازون کے
ایک وقت مین پڑھنے کی اُسی شخص کو اجازت ہے جو محرم ہو اور امام کے ساتھ نماز
پڑھے نماز سے فارغ ہو کر پھر موقف چلا جائے عرفات مین سوا بطن عرنہ کے جہان
چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لیے زوال کے بعد غسل بھی کرلے اور جبل رحمت
کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر تکبیر تہلیل تلبیہ کرتا ہوا ہاتھ پھیلا کر خوب دل سے دعا
مانگے اور بہت گڑگڑائے اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام اعزہ کے لیے استغفار
کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے خصوصًا اگر آفاقی ہو کیونکہ اُس کو یہ دن کہان
نصیب ہوتا ہے اور وقوف سواری پر افضل ہے ورنہ کھڑا رہنا بہ نسبت بیٹھے رہنے
کے بہتر ہے اور امام اسکے بعد ایک خطبہ پڑھے اُسمین حج کے مسائل بیان کرے
یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے۔ پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام مع
تمام لوگون کے آہستگی کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور جب
وسیع میدان ملجائے تو تیز روی بھی کرسکتے ہین بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو جب
مزدلفہ پہونچ جائین تو جبل قزح کے قریب اُترین اور آنے جانے والون کے
لیے راہ چھوڑ دین اور وہین مغرب و عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھین اذان بھی ایک ہی
مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی مرتبہ اور دونون فرضون کے درمیان مین
کوئی نفل نہ پڑھین اور اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستہ مین مغرب کی نماز پڑھ لے
تو وہ درست نہوگی بلکہ اُسکو چاہیے کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلے اُسکا اعادہ کرلے

دسوین تاریخ کی رات بھر مزدلفہ مین ٹھہرے جب صبح ہوجاے تو فجر کی نماز سب لوگ اول وقت اندھیرے مین پڑھلین پھر سب لوگ وہان وقوف کرین مزدلفہ مین سوا بطن محسر کے جہان چاہین وقوف کر سکتے ہین اس وقوف کی حالت مین سب لوگ نہایت الحاح وزاری کے ساتھ اپنے دینی و دنیوی مقاصد کے لیے خداوند عالم سے دعا کرین اور بہت الحاح وزاری کے ساتھ یہ التجا کرین کہ اے پروردگار جس طرح تو نے ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائین قبول فرمائین اُسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائین بھی قبول فرما۔ آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کردین پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے سب لوگ امام کے ہمراہ منی واپس جائین اور وہان اترین پھر جمرۃ العقبہ کے پاس آکر نشیب سے اسکو رمی کرین سات کنکریان ماری جائین اور یہ کنکریان یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئین یا راستہ سے اٹھالین جمرۃ العقبہ کے پاس سے نہ لین رمی کے ابتدا ہی سے تلبیہ موقوف کردین بعد اسکے قربانی کرین پھر اپنے سر کو منڈوا ڈالین یا ایک انگل کترواوین مرد کے لیے منڈوانا بہتر ہے اور عورت کو منڈوانا منع ہے اسکو کتروا دینا چاہیے۔ اسکے بعد وہ تمام باتین جو حالت احرام مین منع تھین سوا رفث کے جائز ہوجائینگی پھر منی مین نماز عید پڑھکر اُسی دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اس طواف مین رمل اور سعی دونون نہ کرے اور اگر اس سے پہلے طواف مین سعی نہ کی ہو تو اس طواف مین رمل اور سعی دونون کرے طواف زیارت کرکے پھر منی مین واپس آئے وہان ٹھہرے طواف زیارت کے بعد رفث بھی جائز ہوجاتا ہے۔

گیارھوین تاریخ کو زوال کے بعد پیادہ پا تینون جمرون کی رمی کرے جو مسجد خیف کے پاس ہے اُس کو سات کنکریان مارے ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے بعد اُسکے وہین ٹھہر کر حمد و صلوٰۃ پڑھکر جو کچھ چاہے دعا کرے اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانون کے لیے استغفار کرے پھر اسی طرح اُس جمرہ کی رمی کرے جو پہلے جمرہ کے قریب ہے اور اُسکے پاس بھی ٹھہر کر دعا کرے پھر سوار ہو کر جمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور وہان نہ ٹھہرے پھر رات بھر منیٰ مین رہے۔

بارھوین تاریخ کو تینون جمرون کی بدستور سابق پھر رمی کرے اور اُسی دن غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ واپس چلا آئے اور راستہ مین تھوڑی دیر کے لیے محصب مین اُترے پھر جب مکہ مکرمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف وداع کرے اس طواف مین بھی رمل و سعی نہین ہے پھر طواف کی دو رکعتین پڑھکر زمزم کا مبارک پانی پیئے اور گھونٹ گھونٹ کرکے پیے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھکر حسرت سے آہ سرد بھرے پھر اُس مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے جو بیت اللہ مین ہے اور اپنا منھ اور سینہ ملتزم پر رکھدے اور کعبہ مکرمہ کے پردون کو پکڑ کر دعا کرے اور روئے اگر خود بخود حالت طاری نہ ہو تو اُس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کرکے بہ تکلف اپنے اوپر حالت پیدا کرے پھر پچھلے پیرون واپس آئے یعنی کعبہ شریف کی طرف پشت نہ کرے حج کے تمام افعال ختم ہو گئے۔

عورت بھی اسی طرح حج کرے مگر بلند آواز سے تلبیہ نہ کرے اور میلین اخضرین کے درمیان مین سعی نہ کرے اور ازدحام کے وقت حجر اسود کا استلام نہ کرے۔ اور رمی کے بعد اپنے بالون کو نہ منڈوائے بلکہ ایک ایک اُنگل کترڈالے۔

طریقہ مفرد کے حج کا ہے قارن بھی اسی طرح تمام افعال ادا کرے صرف فرق یہ ہے
کہ وہ جب مکہ مکرمہ مین پہونچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اُسکے بعد طواف
قدوم کرے عمرہ کا طواف اور طواف قدوم دونون کا طریقہ ایک ہی ہے سعی بھی ہر طواف
کے بعد کرے پھر دسوین تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کرکے قربانی ضرور کرے اگر نہ
استطاعت ہو تو تین روزے دسوین تاریخ سے پہلے اور سات روزے بعد ایام
تشریق کے رکھ لے۔ متمتع کو چاہیے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھکر
مکہ معظمہ آئے اور عمرہ کا طواف کرے اور اُسی وقت تلبیہ موقوف کرے۔ طواف
کے بعد نماز طواف پڑھکر سعی کرے اس طواف کے پہلے تین شوطون مین رمل بھی
کرے بعد اسکے اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا بال کتروائے پھر چاہے تو احرام سے
باہر ہو جائے چاہے نہ باہر ہو باہر ہو جائیگا تو حج کے احرام کے لیے میقات جانا پڑیگا
نہ باہر ہوگا اور مکہ مین رہیگا تو اُسکی میقات حرم ہے۔ الغرض اس طواف
کے بعد از سر نو حج کا احرام باندھے اور بہتر ہے کہ آٹھوین تاریخ کو حج کا
احرام باندھے پھر مفرد کی طرح حج کے تمام ارکان بجا لائے اور قارن کی
طرح قربانی اسپر بھی ضروری ہے نہ کرسکے تو اُس کے مانند دس
روزے۔

اور اگر متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے
اسکے بعد حج کا احرام کرے اور پھر بدستور سابق حج کرے بعد اُسکے دسوین
تاریخ کو تحلیق یا تقصیر کرے تب وہ عمرہ اور حج دونون کے احرام سے باہر ہو جائیگا
اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہین ہو سکتا۔

حج کے فرائض

حج میں پانچ فرض ہیں۔

(۱) احرام۔ یہ حج کے لیے شرط بھی ہے اور رکن بھی ہے اگر شرط نہ ہوتا تو زمانہ حج سے پیشتر احرام صحیح نہ ہوتا اور اگر رکن نہ ہوتا تو جس شخص کو حج نہ ملے اُس کو احرام پر قائم رہنا درست نہ ہوتا۔

(۲) وقوف عرفات۔ گو ایک منٹ ہی کے بقدر ہو اور خواہ دن میں ہو یا رات میں۔

(۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنے چار شوط۔

(۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنے احرام کو وقوف پر مقدم کرنا اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا۔

(۵) ہر فرض کو اُسی کے مکان مخصوص میں ادا کرنا یعنی وقوف کا خاص عرفات میں اور طواف کا خاص مسجد حرام یعنے کعبہ مکرمہ کے گرد ہونا۔

(۶) ہر فرض کا اُسی خاص وقت میں ادا کرنا جو شریعت سے اُسکے لیے مقرر ہے یعنے وقوف کا نویں ذیحجہ کی ظہر کے وقت سے دسویں تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اسکے بعد ادا کرنا۔

حج کے واجبات

حج میں چھ واجب ہیں (۱) وقوف مزدلفہ (۲) سعی (۳) رمی (۴) آفاقی کے لیے طواف قدوم (۵) حلق یا تقصیر (۶) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا حج کے واجبات

لوگون نے پینتیس ۳۵ تک لکھے ہین مگر درحقیقت وہ بلاواسطہ حج کے واجبات نہین ہین
بلکہ اُسکے افعال کے ہین کوئی احرام کا ہے اور کوئی طواف کا اور کوئی وقوف
کا لہذا ہمنے صرف انھین چھ واجبات پر اکتفا کی اور باقی واجبات کو ہم اُسی
فعل کے ضمن مین بیان کرینگے جس کا وہ واجب ہے۔

حج کے مسائل

حج مین بہت سے ارکان ہین ہر رکن کے مسائل علیحدہ بیان کیے جاتے ہین
تاکہ اُنکے معلوم کرنے مین آسانی رہے۔

احرام (۱) میقات سے بغیر احرام کے آگے نکل جانا اگرچہ وہ کوئی ہو گو مکہ معظمہ بغرض
تجارت یا سیر ہی کیون نہ جاتا ہو (۲) میقات پر پہونچکر احرام باندھنا واجب ہے
اور جو میقات سے پہلے باندھ لے بشرطیکہ اُسکے آداب کی رعایت کرسکے تو افضل
ہے۔ (۳) احرام جس چیز کا باندھا ہے خواہ حج کا یا عمرہ کا اُس احرام سے بغیر
اُس چیز کے پورا کیے ہوئے باہر ہوجانا جائز نہین اگرچہ وہ فاسد بھی ہوجائے
بخلاف نماز کے کہ اگر وہ فاسد ہوجائے تو اُس کا پورا کرنا جائز نہین ہان اگر حج کا
احرام کیا ہوا اور حج کا زمانہ فوت ہوجائے تو عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوجائے
اسی طرح حج سے روک دیا جائے تو بھی ہدی ذبح کرکے احرام سے باہر ہوجائے
(۴) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت موکدہ ہے اور نہ ہوسکے تو صرف وضو پر
اکتفا کرے حیض و نفاس والی عورت اور نابالغ بچون کے لیے بھی غسل مسنون
ہے۔ اس غسل کے عوض مین تیمم مشروع نہین کیونکہ یہ غسل صفائی

کے لیئے ہے نہ طہارت کی غرض سے (۵) غسل سے پہلے ناخون کا کتروانا اور
حجامت کا بنوانا اور بعد غسل کے سپید چادر اور تہ بند کا پہننا اور خوشبو لگانا مستحب
ہے (۶) احرام کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز بہ نیت واجب پڑھے بشرطیکہ کوئی وقت
مکروہ نہو بعد اسکے مفرد اپنے دل میں صرف حج کا ارادہ کرے اور اللہ تعالی سے اپنے
اس ارادہ مین کامیابی کی دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی
اے اللہ مین حج کا ارادہ رکھتا ہون پس تو اسکو میرے لیے آسان کردے اور اسکو
مجھسے قبول فرما اور معتمر اپنے دل مین صرف عمرہ کی نیت کرے اور یون دعا مانگے اَللّٰھُمَّ
اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی اے اللہ مین عمرہ کا ارادہ رکھتا ہون پس تو
اسکو میرے لیے آسان کردے اور اسکو مجھسے قبول فرما اور قارن حج و عمرہ دونو کی
نیت ایک ساتھ کرے اور یون دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِی وَتَقَبَّلْھُمَا
مِنِّی اے اللہ مین حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہون پس تو ان دونون کو میرے لیے آسان
کردے اور انکو مجھسے قبول فرما اور متمتع پہلے عمرہ کی نیت بطریق مذکور کرے بعد اسکے
جب عمرہ کے افعال سے فراغت پائے تو حج کی نیت کرے۔ بعد ان تینون کے تلبیہ کرے
اور دلمین نیت حج یا عمرہ وغیرہ کی مقصود ہے نیت کرکے تلبیہ کہتے ہی احرام بندھ جاتا ہے
جس طرح نماز مین نیت کرکے تکبیر کہتے ہی تحریمہ بندھ جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص
بعد نیت کے تلبیہ نکرے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف اونٹ قربانی کے لیے لیکر روانہ ہوجائے
یا کسی اونٹ کی تقلید کردے (خواہ وہ اونٹ کسی نفل قربانی کا ہو یا حرم مین کوئی شکار
اُسنے کیا ہو اسکے بدلے کا ہو) اور اسکے ہمراہ حج کے ارادہ سے خود بھی روانہ ہوجائے
یا اسکو پہلے روانہ کردے اور بعد اسکے خود بھی چلدے کہ میقات سے پہلے اس سے

جاکر مل جائے یا عمرہ یا قران کے لیے ہدی روانہ کرے اور پھر خود بہ نیت احرام روانہ ہوجائے تو یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے ہوجائینگے اور ان افعال کے کرتے ہی احرام بندھ جائیگا بشرطیکہ یہ سب افعال حج کے زمانہ مین ہون۔ بخلاف اسکے اشعار اور تجلیل اور اونٹ کے سوا اور کسی جانور کی تقلید یا قربانی کا نہ بغرض عمرہ و قران کے روانہ کرنا اور پھر اُس سے میقات کے پہلے نہ ملجانا قائم مقام تلبیہ کے نہیں اور ان افعال سے احرام نہوگا

(۱۷) احرام کے صحیح ہونے کیلئے کسی رکن خاص کا نیت مین معین کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر کسی رکن کی تعیین نکرے یعنی نیت مین نہ حج کی تخصیص کرے نہ عمرہ کی تب بھی احرام صحیح ہوجائیگا ہان قبل شروع کرنے افعال کے اُسکو معین کرنا ضروری ہے عٰہ اور نکریگا اور افعال شروع کردیگا تو وہ احرام عمرہ کے لیے معین ہوجائیگا۔ اور اگر کوئی شخص حج کی نیت کرے مگر اُسمین فرض یا نفل کی تخصیص نکرے تو وہ احرام حج فرض کا ہوجائیگا بشرطیکہ اُسکے ذمہ حج فرض ہوا اور اگر باوجود حج کے فرض ہونیکے نفل کی نیت کرلیگا تو وہ احرام نفل ہی کا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ اپنے حج مین کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرلے یا نذر کے حج کی نیت کرلے تو جیسی نیت اُسنے کی ہوگی ویسا ہی ہوگا عٰہ۔

عٰہ جس صورت مین کہ عمرہ یا قران کی قربانی روانہ کرے تو اس صورت مین خود لیکر جانا یا اُس سے میقات کے پہلے جاکر مل جانا ضروری نہیں ۱۲ عٰہ یعنی ہدی کا روانہ کرنا یا اسکو لیکر جانا اور یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے اس سبب ہین کہ جسطرح تلبیہ نسک یعنی حج یا عمرہ ہی کیوقت ہوتا ہے اسیطرح یہ افعال بھی نسک کے ساتھ خاص ہین بخلاف اشعار وغیرہ کے کہ وہ بسا اوقات اور کسی فائدہ کیلیے بھی کیے جاتے ہین مثلاً اشعار بغرض علاج اور تجلیل سردی سے محفوظ رکھنے کیلیے بھی ہوتے ہین ۱۲ عٰہ چنانچہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس آئے ہین تو انھون نے یہی کہکر احرام باندھا ہے کہ جس نسک کیلیئے رسول خدا صلعم نے احرام باندھا ہے اُس کیلیئے مین بھی احرام باندھتا ہون (بحر الرائق)

(۸) احرام کی حالت مین ان افعال کا ارتکاب ممنوع ہے۔ رفث کرنا۔ گناہ کا ارتکاب کسی سے جھگڑا کرنا جنگلی جانور کا خود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا تاکہ کوئی دوسرا شخص شکار کرلے یا کسی قسم کے شکار مین اعانت کرنا۔ سلے ہوئے کپڑے کا پہننا مثل کرتہ پائجامہ۔ ٹوپی۔ عبا۔ قبا۔ موزون وغیرہ کے۔ ورس یا زعفران یا کسم یا کسی اور خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا۔ منہ اور سر کا کسی چیز سے چھپانا۔ ڈاڑھی اور سر کے بالون کا خطمی سے دھونا خوشبو کا استعمال کرنا تیل کا استعمال کرنا۔ اپنے جسم کے بالون کا خواہ وہ سر کے ہون یا ڈاڑھی کے یا اور کسی مقام کے) منڈوانا یا کسی دوا کے ذریعہ سے اُن کا اڑا دینا یا کتروانا یا اکھاڑ ڈالنا یا جلا دینا۔ ناخونون کا کتروانا۔ ان باتون کے علاوہ اور کسی بات کی ممانعت نہین نہانا۔ سایہ مین آرام لینا بشرطیکہ وہ چیز جس سے سایہ لے اُس کے سر اور چہرہ مین لگنے پائے۔ ہمیانی کا کمر مین باندھنا ہتیارون کا کمر مین لگانا اپنے پاس رکھنا۔ انگوٹھی وغیرہ پہننا۔ بے خوشبو سرمہ کا استعمال کرنا۔ ختنہ کرانا۔ فصد لینا۔ پچھنے لگوانا بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے۔ دانت کا اکھڑوانا۔ اپنے بدن کا یا سر کا نرمی کے ساتھ کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹنے پائین نہ کوئی جوئین وغیرہ گرنے پائے۔ نکاح کرنا غرض یہ تمام باتین جائز ہین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ ۔ یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک جس شخص کے اوپر حج فرض ہے وہ اگر حج نفل کی نیت کرے یا کسی دوسرے کی طرف سے تو وہ احرام حج فرض ہی کیلئے ہوگا اور اُس کا فرض ادا ہوجائیگا امام شافعی حج کو روزے پر قیاس کرتے ہین کہ جس طرح رمضان کے مہینہ مین اگر نفل روزہ کی نیت کی جائے تب بھی فرض ہی ادا ہوتا ہے اسی طرح حج کے زمانہ مین چاہے نفل کی نیت کرے تب بھی فرض ادا ہوگا مگر یہ قیاس صحیح نہین حج کا وقت روزہ کے وقت کے مثل نہین ہے بلکہ نماز کے وقت کے مثل ہے جیسا کہ اصول فقہ مین ثابت ہو چکا ہے

حاشیہ صفحہ ۳۳ سلہ گناہ کا ارتکاب اگرچہ ہر حالت مین ممنوع ہو مگر حالت احرام مین اس کا صدور اور بھی زیادہ قبیح ہو جس طرح ریشمی لباس کا استعمال ہر حالت مین منع ہو مگر حالت نماز مین اس کا استعمال اور بھی زیادہ بُرا ہے (در المختار)

سلہ ۲ اس سے مراد دنیاوی امور مین یا بلا ضرورت دینی امور مین جھگڑنا لیکن اگر ضرورت سخت واقع ہو جائے اور دینی معاملہ ہو تو پھر کچھ مضائقہ نہین کیونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو حج کی تکمیل کا باعث ہو (شامی) **سلہ ۳** دریائی جانورون کے شکار کی ممانعت نہین گو وہ از قسم ماکولات نہون ۱۲ **سلہ ۴** کسی شخص کو شکار کے ذبح کرنے کیلئے چاقو وغیرہ دینا یا کوئی آلہ شکار کا مثل بندوق وغیرہ کے اس کے حوالہ کرنا اور شکار کا بھگانا یا اس کے پر وغیرہ کا توڑ ڈالنا یا اُسکی خرید و فروخت کرنا اس کا گوشت کھانا یہ سب شکار کی اعانت مین داخل ہے۔ جوئین اور مچھر وغیرہ کا بھی شمار جنگلی جانورون مین ہے ان کا قتل بھی ناجائز ہے انکے مرجانے کے لیے کپڑے کا دھوپ مین ڈالنا یا اُس کا دھونا سب ممنوع ہے ۱۲ **سلہ ۵** اگر کوئی کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ خود بخود جسم پر قائم رہے مثل پائتابہ بنیان وغیرہ کے وہ بھی سلے ہوئے کے حکم مین ہے ۱۲ **سلہ ۶** پہننے سے مراد وہ طریقۂ استعمال ہے جو مروج ہو مثلاً کرتہ کا پہننا اس طرح معمول ہے کہ آستین مین ہاتھ ڈالے جاتے ہین اور سر اُسکے گریبان مین داخل کیا جاتا ہو اگر کوئی شخص کرتہ کو اپنی پشت پر ڈالے اور اسکی آستینون مین ہاتھ نہ داخل کرے نہ اسکے گریبان مین سر ڈالے تو ممنوع نہین ۱۲ **سلہ ۷** ہان اگر جوتیان نہ ملین تو موزون کو کاٹ ڈالے تاکہ ٹخنون سے نیچے ہو جائین اس کے بعد ان کو پہن سکتا ہے ۱۲ **سلہ ۸** ہان اگر اس کو دھو ڈالے کہ اس کی خوشبو بالکل جاتی رہے تو اس کا پہننا جائز ہے ۱۲ **سلہ ۹** خواہ پورا منہ چھپائے یا اس کا بعض حصہ ہان کسی بدبو وغیرہ کی وجہ سے یا یونہین ناک پر ہاتھ رکھ لینا جائز ہے ۱۲ **سلہ ۱۰** خوشبو کا بغیر استعمال کے بالاختیار سونگھنا مکروہ ہے ۱۲ (شامی) **سلہ ۱۱** تیل کا اگرچہ اکثر مصنفین نے ذکر نہین کیا لیکن وہ چونکہ تمام خوشبوؤن کی اصل ہے اس لئے وہ بھی خوشبو مین داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے ۱۲ (بحر الرائق)

سلہ ۱۲ جس طرح اپنے بالون کا منڈوانا منع ہے اسی طرح حالت احرام مین کسی دوسرے کے بالون کا مونڈ دینا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ دوسرا محرم نہ ہو ۱۲

سلہ ۱۳ ہان اگر کوئی ناخون ٹوٹ گیا ہو کہ اُس مین نمو نہو سکے تو اس کا کاٹ ڈالنا جائز ہے ۱۲

سلہ ۱۴ مگر مستحب ہے کہ نہانے مین بدن کا میل نہ صاف کیا جائے بلکہ حرارت کے دفع کرنے کے لے نہائے کیونکہ حج مین نظافت اور لطافت مطلوب نہین بلکہ پراگندگی اور شوریدہ سری مرغوب ہے ۱۲

تلبیہ (۱) احرام کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ کرنا تو فرض ہو اور ایک مرتبہ سے زیادہ سنت ہے اور جس طرح نماز مین ہر انتقال کے وقت تکبیر مسنون ہے اسی طرح حج مین ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ مسنون ہے مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح شام کو اور نشیب و فراز مین اترتے چڑھتے وقت کسی سے ملاقات ہونے کے وقت۔

(۲) مستحب ہے کہ جب تلبیہ کرے تو تین مرتبہ اُسکی تکرار کرے۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے کرنا مسنون ہے مگر نہ ایسی بلند آواز کہ اُس سے مشقت ہو

(۴) تلبیہ کی عبارت جو اوپر لکھی گئی اُس سے کم نہ کہنا چاہیئے ہان زیادہ رکھنے کا اختیار ہے۔

(۵) تلبیہ کرنے کی حالت مین سوا سلام کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہے۔

(۶) تلبیہ کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۷) تلبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

طواف (۱) طواف مین بیس باتین واجب ہین کہ اُنکے ترک کر دینے سے ایک قربانی کرنی پڑتی ہے ۱؎ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا ۲؎ ابتدا طواف کی اپنی داہنی جانب سے کرنا ۳؎ اگر کوئی عذر نہو تو پیادہ پا طواف کرنا اگر بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کرے گا تو اُس کا اعادہ اُسپر ضروری ہوگا ہان اگر نفل کا طواف ہو اور تھکا ہوا ہو تو سوار ہو کر کرسکتا ہے لیکن پھر بھی پیادہ پا کرنا افضل ہے ۴؎ طواف کی حالت مین نجاست حکمیہ[ع] کے دونون فردون یعنی حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا ۵؎ حالت طواف مین اپنے جسم عورت کا پوشیدہ رکھنا ۶؎ طواف کے باقی تین شوط[ع] کا پورا کرنا ۷؎ سعی کی ابتدا

ع نجاست حکمیہ کی تعریف اور حدث اصغر و اکبر کا بیان پہلی جلد مین ہو چکا ۱۲ ع طواف مین سات شوط ہین اُسمین چار فرض تین واجب ۱۲

صفا سے کرنا ۸ سعی پیادہ پاکرنا بشرطیکہ کوئی معذوری نہ ہو ۹ ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا ۱۰ رمی و ذبح اور حلق مین ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی پہلے رمی اسکے بعد ذبح اُسکے بعد حلق ہاں جس کے اوپر ذبح واجب نہ ہو جیسے مفرد تو اُس کو صرف رمی اور حلق کے درمیان مین ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ۱۱ حلق کا ایک مقام خاص یعنی حرم کے اندر ہونا ۱۲ مفرد اور قارن اور متمتع کے لئے ایک خاص زمانے یعنی ذیحجہ کی دسوین گیارھوین بارھوین ان تاریخون مین سے کسی تاریخ مین ہونا ۱۳ ذیحجہ کی دسوین گیارھوین بارھوین تاریخون مین کسی تاریخ مین طواف زیارت کا کرنا ۱۴ طواف کا حطیم کے پیچھے سے ہونا تاکہ حطیم بھی طواف مین شامل ہو جائے ۱۵ عرفات مین شب کے کسی جز کے اندر وقوف کرنا ۱۶ عرفات سے امام کے پہلے نہ پھرا نہ ہونا ۱۷ عرفات سے آتے وقت راستہ مین مغرب کی نماز نہ پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہونچنے تک اس مین تاخیر کرنا ۱۸ پہرون کی رمی دوسرے دن پر نہ اُٹھا رکھنا ۱۹ سعی کا کم از کم بغیر چار شوط طواف کے کیے ہوئے نہ کرنا ۲۰ ممنوعات احرام سے اجتناب کرنا۔ زیادہ تفصیل ان واجبات کی انشاء اللہ جنایات کے بیان مین ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت شوطون کا عدد بھول جائے یعنی یہ نہ یاد رہے کہ کے شوط کر چکا ہے تو اُس کو اعادہ کرنا چاہیے ہاں اگر کوئی راست گو آدمی بتا دے تو اُس کے قول پر عمل کرلے

(۳) اگر کوئی شخص بھولے سے سات شوط کے بعد ایک شوط اور زیادہ کر جائے تو کچھ مضائقہ نہین ہاں اگر دیدہ و دانستہ کریگا تو اس کے بعد چھ شوط اور کرنے ہونگے تاکہ ایک طواف پورا ہو جائے کیونکہ نفل عبادت بھی شروع کرنیکے بعد لازم ہو جاتی ہے

(۴) طواف کرتے کرتے اگر جنازہ کی نماز یا پنجوقتی نماز پڑھنے یا وضو کرنے چلا جائے تو پھر جب
لوٹ کر آئے تو وہیں سے شروع کر دے جہاں سے باقی ہے نئے سرے سے طواف
شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) طواف کی حالت میں کوئی چیز کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور شعر پڑھنا اور
بے ضرورت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(۶) طواف کی حالت میں نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا مسنون ہے۔

(۷) جن اوقات میں نماز مکروہ ہے طواف مکروہ نہیں۔

(۸) طواف کے ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور علی الاتصال پڑھے یا کچھ دیر کے بعد مگر
جب تک ان دو رکعتوں کو پڑھ نہ لے دوسرا طواف شروع نہ کرے کیونکہ دو طوافوں کا وصل کر دینا مکروہ تحریمی ہے (بحر الرائق)

رمل (۱) طواف کے پہلے تین شوطوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

(۲) رمل اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو پس اگر کوئی شخص طواف قدوم کے بعد سعی نہ
کرے بلکہ اس کا ارادہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ طواف قدوم میں رمل نہ کرے
طواف زیارت میں اسی طرح جو شخص قارن ہو اور عمرہ کے طواف میں رمل کر چکا ہو تو حج کے طواف قدوم میں رمل نہ کرے

(۳) اگر کوئی شخص پہلے شوط میں رمل کرنا بھول گیا تو وہ صرف دو شوطوں میں رمل کرے اور اُن دو شوطوں میں جو اس کے بعد ہیں

(۴) اور اگر کوئی شخص پہلے تینوں شوطوں میں رمل کرنا بھول گیا تو اب وہ رمل کو بالکل موقوف کر دے

(۵) اگر کوئی شخص طواف کے ساتوں شوطوں میں رمل کر جائے تو اس پر کوئی جنایت نہیں ہاں
اتنی بات ضرور ہے کہ مخالفت سنت کی وجہ سے کراہت تنزیہی آ جائے گی۔

(۶) اگر ازدحام کی وجہ سے رمل دشوار ہو تو تھوڑی دیر توقف کرے کہ ازدحام کچھ کم ہو جائے اور
اگر کچھ کچھ فاصلہ پر جا کر رمل کر سکے تو بہتر ہے کہ فاصلہ پر جا کر رمل کے ساتھ طواف کرے۔

استلام (۱) ہر شوط کی ابتدا پر اور طواف کے ختم ہو جانے پر حجر اسود کا استلام مسنون ہے، اور رکن یمانی کا مستحب
(۲) حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کعبہ مکرمہ کے کسی اور رکن کا استلام کرنا مکروہ تنزیہی ہے -
(۳) حجر اسود کے استلام میں صرف منھ کا اسپر رکھدینا مسنون ہے بوسہ کی آواز نکالنا نہ چاہیے (بحر الرائق)
(۴) اگر ممکن ہو تو حجر اسود پر سجدہ کرنا بھی مسنون ہے -
(۵) حجر اسود کا استلام اسوقت مسنون ہے جبکہ اور کسی کو تکلیف نہو ازدحام کیوقت لوگوں کو ہٹانا اور انکو ایذا دیکر اندر جانا اور استلام کرنا مکروہ ہے - بلکہ ازدحام کیوقت یہ چاہیئے کہ کسی لاٹھی سے حجر اسود کو مس کرکے اس لاٹھی کا بوسہ لے یہ بھی ممکن نہو تو حجر اسود کیطرف منھ کرکے کھڑا ہو جائے اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور ہتیلیاں حجر اسود کی جانب کرکے ان کو بوسہ دے لے

سعی (۱) طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی واجب ہے طواف سے پہلے جائز نہیں -
(۲) سعی کے ساتوں شوط واجب ہیں کوئی بھی فرض نہیں -
(۳) طواف کے بعد علی الاتصال سعی کرنا مسنون ہے واجب نہیں - اور سعی کی حالت میں نجاست حکمیہ سے طاہر ہونا بھی مسنون ہے اور صفا مروہ پر چڑھنا اور اسکے بعد کے افعال بھی مسنون ہیں
(۴) سعی میں پیادہ رہنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو -
(۵) پورے حج میں صرف ایک مرتبہ سعی کرنا چاہیئے چاہے طواف قدوم کے بعد کرلے چاہے طواف زیارت کے بعد بعض فقہا نے لکھا ہے کہ طواف زیارت کے بعد بہتر ہے -

وقوف (۱) آٹھویں تاریخ کو کسی وقت منی جانا مسنون ہے اور مستحب ہے کہ بعد طلوع آفتاب کے جائے اور نماز ظہر کی وہیں پڑھے اور رات کو وہیں رہے -
(۲) نویں تاریخ کو بعد طلوع آفتاب کے عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے وقوف میں صرف عرفات کے اندر پہونچ جانا ضروری ہے نیت کرنا یا کھڑا رہنا کچھ ضروری نہیں - (۳) وقوف مزدلفہ کے لیے

پیادہ پا داخل ہونا مسنون ہے یعنی جب مزدلفہ قریب آجائے تو سواری سے اُتر پڑے اور مزدلفہ کی حد کے اندر پیادہ پا جائے (۹) مزدلفہ مین وقتاً فوقتاً تلبیہ تہلیل اور تحمید مستحب ہے۔

(۱۰) مزدلفہ مین فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھنا مسنون ہے (۱۱) مزدلفہ مین ایک رات شب باشی کرنا مسنون ہے (۱۲) وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے اگر طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے تو وہ قابل اعتبار نہین۔

رمی۔(۱) رمی واجب ہے (۲) رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگلی کی نوک سے پکڑ کر پھینکین (۳) واجب ہے کہ سات کنکریان سات دفعہ کر کے ماری جائین اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ مین سات کنکریان مارے تو یہ ایک ہی رمی سمجھی جائیگی (۴) پہلے مرتبہ یعنی ذیحجہ کی دسوین تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی رمی کی جائے پھر گیارھوین بارھوین تاریخون مین تینون جمرون کی رمی کرے مگر تیرھوین تاریخ کی رمی کچھ ضروری نہین بلکہ مستحب ہے اگر بارھوین تاریخ کو منیٰ سے کوچ نہ کیا ہو تو بہتر ہے کہ کرلے (۵) رمی تمام ان چیزون سے جائز ہے جو از قسم زمین ہون جن سے تیمم جائز ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مٹھی بھر خاک پھینکدے تب بھی رمی ہو جائیگی۔ لکڑی اور عنبر و مشک اور جواہرات وغیرہ سے جائز نہین۔

(۶) کنکری اگر جمرہ پر جا کر نہ لگے بلکہ کسی آدمی یا جانور پر پڑ جائے تب بھی درست ہے بشرطیکہ جمرہ کے قریب جا کر پڑ جائے اور قصداً ایسا نکرے (۷) نشیب مین کھڑے ہو کر رمی کرنا مسنون ہے اونچے مقام سے مکروہ ہے۔

(۸) ہر رمی کے ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے۔

(۹) کنکری مارنے والے اور جمرہ کے درمیان مین تقریباً پانچ گز کا فصل ہونا چاہیئے

(۱۰) رمی کیلئے جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ مزدلفہ سے ہمراہ لیتا آئے (۱۱) یہ بھی مکروہ ہے کہ ایک پتھر کو توڑ کر سات کنکریاں بنائے (۱۲) سات مرتبہ سے زیادہ رمی کرنا بھی مکروہ ہے (۱۳) جو کنکری کہ بالیقین نجس ہو اُس سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے (۱۴) دسوین تاریخ کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک رہتا ہے اگرچہ غروب تک جائز ہے اور بعد غروب کے فجر تک مکروہ وقت ہے اور باقی تاریخون کی رمی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے ہان تیرھوین تاریخ کی رمی کا وقت فجر سے شروع ہوجاتا ہے لیکن وہ وقت مسنون نہیں بلکہ وقت جائز (۱۵) دسوین تاریخ کی رمی شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کردینا چاہیے (۱۶) دسوین تاریخ کی رمی کے بعد قربانی اور حلق یا تقصیر کرکے طواف زیارت کے لئے مکہ کو چلے جانا چاہیئے اور وہاں سے طواف زیارت کرکے ظہر کی نماز مکہ مین پڑھکر اسی دن پھر منی مین واپس آجائے کیونکہ دوسرے دن رمی کرنا ہوگی اور رمی کیلئے ایک شب منی مین شب باشی کرنی مسنون ہے (۱۷) سوا تیرھوین تاریخ کے جس تاریخ کی رمی رہجائے

عہ جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا اس سبب سے مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریان پڑی رہجاتی ہین جو مردود ہوتی ہین اور جس قدر کنکریان مقبول ہوجاتی ہین وہ وہان سے اٹھ جاتی ہین فرشتے اٹھالے جاتے ہین چنانچہ دار قطنی کی روایت مین ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کنکریاں جن سے ہم ہر سال رمی کرتے ہین ہم خیال کرتے ہین کہ وہ کم ہوجاتی ہین آپ نے فرمایا ان مین جس قدر ان مین سے مقبول ہوجاتی ہین وہ اٹھالی جاتی ہین اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ان کے ڈھیر پہاڑون کی برابر دیکھتے ۱۲ منہ اور اگر اس کی نجاست یقینی نہ ہو تو اسکا دھونا مستحب ہے ۱۲ (بحر الرائق) عہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ ظہر کی نماز منی مین جاکر پڑھے جیسا کہ صحیح مسلم مین مروی ہے مگر صحاح ستہ مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ مین پڑھی تھی صاحب فتح القدیر نے اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲

تو اُس دن کے بعد جو شب آئے اسمین وہ رمی ادا ہو سکتی ہے اور قضا نہ سمجھی جائیگی
ہان مخالفت سنت کے سبب سے کراہت ضرور ہوگی۔ اور تیرھوین تاریخ کی
رمی اگر رہجائے تو وہ ہر حال مین قضا ہی سمجھی جائے گی کیونکہ اس دن کے بعد
جو شب آئے گی وہ اسمین نہین ادا کی جاسکتی۔

(۱۸) دسوین تاریخ کی رمی کے بعد اس ترتیب سے رمی کرنا مسنون ہے پہلے
اس جمرہ کی جو مسجد خیف سے قریب ہے پھر اُسکی جو اس سے قریب ہو پھر جمرۃ العقبہ کی

(۱۹) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد بقدر قرأت سورۂ فاتحہ کے کھڑا رہنا اور
تحمید و تہلیل اور تکبیر اور درود پڑھنے مین مصروف ہونا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے

(۲۰) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی تو پیادہ پا افضل ہے اور جمرۃ العقبہ کی سوار ہو کر۔

(۲۱) رمی سے فراغت کر کے جب مکہ مکرمہ آنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے
محصب مین اُترنا مسنون ہے۔

حلق و تقصیر

(۱) دسوین تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہے مرد کے لیے
حلق افضل ہے اور عورت کو تقصیر چاہیئے۔

(۲) تقصیر مین صرف چوتھائی سر کے بال سے بقدر ایک اُنگل کے کتروا دینا
کافی ہے اور پورے سر کے بالون سے ایک ایک اُنگل کتروا دے تو اولی ہے

(۳) جو شخص گنجا ہو اُسکے سر مین زخم ہون تو صرف اُسترہ کا سر پر پھروا لینا اُسکے
لیئے ضروری ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص نورہ وغیرہ یعنی کسی تیزاب سے بال اُڑا دے تو یہ بھی کافی ہے۔

(۵) حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہوجاتا ہے جیسے نماز مین سلام کے بعد تحریمہ سے باہر ہوجاتا ہے۔ یعنی جو جو اشیا حالت احرام مین ممنوع تھین اب جائز ہوجاتی ہین سوا عورتون کے کہ وہ بعد طواف زیارت کے حلال ہوتی ہین۔

عُمرہ

(۱) عمر بھر مین ایک بار سنت موکدہ ہے (۲) عمرہ کے لیے کسی خاص زمانہ کی شرط نہین جیسے کہ حج کے لیے ہے بلکہ جس وقت چاہے کرسکتا ہے ہان رمضان مین اُس کا کرنا مستحب اور نوین ذیحجہ کو اور اُسکے بعد چار دن تک جدید احرام سے عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

(۳) عمرہ کا حال بالکل حج کے مثل ہر وہی طریقہ احرام کا وہی فرائض وہی واجبات وہی محرمات وہی مفسدات سوا ان چند امور کے۔ عمرہ کے لیے وقت مقرر نہین عمرہ مین طواف قدوم و طواف وداع نہین۔ عمرہ مین مزدلفہ اور عرفات کا وقوف نہین اور نہ رمی ہر۔ عمرہ مین نہ کوئی خطبہ ہر اور نہ دو نمازون کا ایک ساتھ پڑھنا۔ عمرہ کے فاسد کرنے سے یا حالت جنابت مین عمرہ کا طواف کرلینے سے اونٹ یا گاے کی قربانی واجب نہین ہوتی بلکہ صرف ایک بکری کی قربانی کافی ہے۔ عمرہ کی میقات

ف عورتون کا حلال ہونا بھی حلق یا تقصیر ہی کے سبب سے ہوتا ہے۔ طواف زیارت کے سبب سے ہان حلق و تقصیر کا اثر عورتون کی حلت کے بارہ مین کعبہ کے طواف زیارت کے بعد ظاہر ہوتا ہے ۱۲ ف اہل مکہ ماہ رجب مین عمرہ کیا کرتے ہین اسکی وجہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ادب فی رجب مین یہ لکھی ہر کہ ابن زبیر نے رمضان مین کیا تھا اور سبکو حکم دیا تھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ کا فعل بھی حجت ہر ۱۲ ف جدید احرام کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا احرام پہلے سے کیا ہے توان دنون مین اسکے ادا کرنے کی ممانعت نہین مثلاً کوئی شخص قارن ہوا اور حج اس سے فوت ہوگیا ہو تو اس کو اس زمانہ مین عمرہ کرلینا جائز ہے ۱۲

تمام لوگون کے لیے حِل ہے۔

قِران

(۱) قران افراد اور تمتع دونون سے افضل ہے۔ قران کا طریقہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہین۔ (۲) قران مین پہلے عمرہ کا طواف کرنا واجب ہے (۳) قارن کو عمرہ کا طواف حج کے مہینون مین کرنا ضروری ہے اگر کل شوط زمانہ حج مین نہون تو اکثر ضرور ہون (۴) عمرہ کی سعی کے بعد حلق و تقصیر ممنوع ہے (۵) مسنون ہے کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فراغت کرکے حج کے افعال کرے اگر کوئی قارن عمرہ کا طواف اور حج کا طواف قدوم ایک ساتھ کرلے بعد اسکے ایک ہی ساتھ دونون کی سعی کرے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت ہونیکے سبب سے گنہگار ہوگا۔ (۶) قارن پر دسوین تاریخ کی رمی کے بعد قران کے شکریہ مین ایک قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی میسر نہو تو اسکے بدلہ مین دس روزے رکھنا واجب ہین تین دسوین تاریخ سے پہلے اور سات ایام تشریق کے بعد (۷) اگر کوئی قارن عمرہ کے پورے یا اکثر طواف سے پہلے عرفات مین وقوف کرلے تو اسکا عمرہ باطل ہوجائیگا اور اس باطل کرنیکے سبب سے ایک قربانی اسکو کرنی پڑیگی اور اس عمرہ کی ایام تشریق کے بعد قضا بھی اسپر ضروری ہوگی اور اب وہ قارن نہ رہیگا بلکہ مفرد ہوجائیگا لہذا قران کے شکریہ مین جو قربانی واجب ہوتی تھی وہ اسپر واجب نہوگی۔

ف بخلاف حج کے کہ اسکی میقات اہل مکہ کے لیے حرم ہے ۱۲ ف اگر کسی وجہ سے کوئی شخص دسوین تاریخ سے پہلے روزہ نہ رکھ سکے تو پھر اسپر قربانی ضروری ہوجائیگی اب کوئی اس کا بدل اسکے لیے نہین ہوسکتا۔ بہتر ہے کہ یہ روزے اور نیز وہ سات روزے جو بعد ایام تشریق کے رکھے جائین پے در پے رکھے جائین بشرطیکہ ضعف کا خیال نہو اور بہتر ہے کہ پہلے روزے اس طرح رکھے جائین کہ آخری روزہ نوین تاریخ کو پڑے ۱۲

تمتع

(۱) تمتع افراد سے افضل ہے تمتع کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ ہدی لائے۔ دوسرے یہ کہ ہدی نہ لائے پہلی قسم دوسری سے افضل ہے۔ تمتع کا طریقہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں

(۲) تمتع کے صحیح ہونے کیلئے آٹھ شرطیں ہیں۔ عمرہ[۱] کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ حج کے مہینوں میں ہو۔ اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ کا احرام باندھکر صرف تین شوط اُسکے طواف کے کیے ہوں اور چار شوط شوال میں کرے تب بھی اُسکا تمتع صحیح ہوگا۔ عمرہ[۲] کا احرام حج سے پہلے کرے۔ حج[۳] کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ ادا کرے۔ عمرہ[۴] کا اور حج کا فاسد نہ کرنا۔ عمرہ[۵] اور حج کے احرام کے درمیان میں المام[ف۹] نہ کرے۔ عمرہ[۶] اور حج دونوں کا طواف ایک ہی سال میں ادا کرے۔ اگر کوئی شخص ایک سال عمرہ کا طواف کرے اور دوسرے سال حج کا تو وہ تمتع نہ کہلائے گا اگرچہ اُسنے المام بھی نہ کیا ہو اور دوسرے سال تک احرام سے بھی باہر نہوا ہو۔ مکی[۷] الوطن نہ ہو۔ جب[۸] حج کے مہینے شروع ہوں تو وہ مکہ میں غیر محرم نہوا ور نہ ایسا محرم ہو کہ عمرہ کا اکثر طواف زمانہ حج سے پہلے کر چکا ہو ہاں اگر کوئی شخص عمرہ کا طواف زمانہ حج سے پہلے کرکے اپنے وطن چلا گیا ہو پھر دوبارہ آکر اُس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ف ۹ المام کے معنی ہیں عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس چلا جائے اور پھر لوٹنے کی کوئی ضرورت نہ رہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ ہدی اپنے ہمراہ نہ لایا ہو۔ ہدی کی صورت میں [illegible] - دوسری صورت یہ کہ بغیر حلق و تقصیر کے چلا گیا ہو [illegible] واپس آنا پڑے گا ۱۲

(۳) متمتع اگر ہدی نہ لایا ہو تو عمرہ کی سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرالے اور احرام سے باہر ہو جائے اُسکے بعد حج کے لیے جدید احرام باندھے اور بہتر تو یہ ہے کہ آٹھوین تاریخ سے پہلے حج کا احرام باندھ لے نہو سکے تو آٹھوین کو سہی اگر نوین کو باندھے تب بھی جائز ہے اور اگر اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو پھر دسوین تاریخ سے پہلے احرام سے باہر نہ ہو دسوین تاریخ کو ہدی کی قربانی کرکے احرام سے باہر ہو اور حج کا احرام باندھے اور اُسکی میقات اب وہی ہے جو اہل مکہ کی ہے یعنے حرم۔

(۴) متمتع کو طواف قدوم کرنا مسنون نہین اور طواف زیارت مین اسکو رمل کرنا چاہیئے۔

(۵) قارن کیطرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہے نہ میسر ہو تو اُسی طرح دس روزے رکھنا چاہیے۔ تمتع اور قران اہل مکہ اور تمام اُن لوگون کیلیئے جو داخل میقات مین رہتے ہون مکروہ تحریمی ہے۔ تمتع تو بالکل صحیح ہی نہین اور قران صحیح تو ہے مگر کراہت تحریمہ کیساتھ زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی رد المحتار مین ہے

عورتون کے حج و عمرہ کا بھی یہی طریقہ ہے صرف ان چند باتون مین فرق ہے (۱) احرام کی حالت مین وہ اپنے سر کو بند رکھین اور صرف منہ کو کھلا رکھین اور منہ کے کھلا رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی چیز اسپر نہ ڈالین جو اس سے مس کرے بلکہ منہ پر لکڑی وغیرہ کی تیلیان رکھکر اوپر سے کپڑا ڈال لین تاکہ کپڑا منہ سے ہٹا ہوا رہے (۲) حالت احرام مین سلا ہوا کپڑا اور موزے اور زیور پہننا انکو ممنوع نہین (۳) تلبیہ بلند آواز سے نہ کرین بلکہ آہستہ آواز سے (۴) طواف کے وقت اضطباع نہ کرین۔

ف۵ عورت کیلیے اجنبی لوگون سے منہ کا چھپانا ضروری ہے نہایہ مین اس کو واجب لکھا ہے اور محیط مین لکھا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ عورت کو بلا ضرورت اجنبیون کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا منع ہے اور ایسا ہی فتاوی قاضیخان مین بھی ہے اور بحر الرائق مین ہے کہ اگر وہان کوئی اجنبی نہ ہو تو منہ کا چھپانا مستحب ہے اور اگر کوئی اجنبی ہو تو منہ کا چھپانا واجب ہے ۱۲

(۵) طواف مین رمل کرے (۶) میلین اخضرین کے درمیان مین دوڑے نہین -
(۷) حلق نہ کرائے بلکہ بالون کا چوتھائی حصہ کتروائے سب بالون کا چوتھائی کتروادے
تو بہتر ہے ورنہ چوتھائی سر کے بالون کی چوتھائی تو ضرور ہی کتروائے - (۸) ازدحام
اور مجمع کے وقت حجر اسود کا استلام نہ کرے - (۹) اگر عورت کو حیض یا نفاس ہوجائے
تو وہ سوا طواف اور سعی کے تمام افعال حج کے بجالاوے صرف طواف اور سعی نکرے
کیونکہ طواف مین مسجد کے اندر داخل ہونا پڑتا ہے اور حیض ونفاس والی عورت کو
مسجد کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے رہگئی سعی سو وہ طواف کی تابع ہے جب طواف نہ کیا
تو سعی بھی نکرے پھر اگر تیرھوین تاریخ تک اسکو اپنے حیض سے ایسے وقت طہارت
حاصل ہوجائے کہ چار شوط طواف کے کرسکتی ہے تو فوراً بعد غسل کے طواف زیارت
کرے اگر تاخیر کریگی تو ایک بدنہ کی قربانی اُسپر واجب ہوجائیگی ہان اگر تیرھوین
تاریخ کو بھی پاک نہو تو پھر طواف زیارت کی تاخیر سے اُسپر گناہ نہوگا کیونکہ وہ معذور رہے

جنایتون کا بیان

جنایت کے معنی لغت مین برا کام کرنا - اور اصطلاح شریعت مین فعل حرام کا ارتکاب
خواہ مال سے تعلق رکھتا ہو مثل اسکے کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اُسکی رضی کے لیجائے
یا جسم سے تعلق رکھتا ہو مثل ترک نماز اور شرابخواری وغیرہ کے مگر فقہا کی اصطلاح مین
جنایت خاص اُسی فعل حرام کو کہتے ہین جو جسم سے تعلق رکھتا ہو -

لیکن حج کے بیان مین جنایت سے مراد وہ فعل حرام ہے جسکی حرمت احرام کے سبب سے
ہو یا حرم کے سبب سے - اسلیے ہم ان جنایتون کو بیان کرتے ہین جو احرام کے
سبب سے ہین اسکے بعد اُن جنایتون کو بیان کرینگے جو حرم کے سبب سے ہین -

احرام کی جنایتین

انمین بعض ایسی ہین کہ اُنکے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہو بعض ایسی ہین کہ اُنکے ارتکاب سے دو قربانیان واجب ہوتی ہین بعض ایسی ہین کہ جن سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہو پھر کسی مین تو نصف صاع گیہون کسی مین اس سے بھی کم اور بعض ایسی ہین کہ اُنسے ایک خاص چیز کی قیمت کا ادا کرنا واجب ہوتا ہو لہذا ہم ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین

(ایک قربانی کی جنایتین) (۱) خوشبو کا استعمال کرنا۔ اگر خوشبو زیادہ ہو تو بہر حال ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کم ہو تو اُسمین یہ شرط ہو کہ پورے ایک عضو مین جو بہت چھوٹا نہو مثل کان ناک وغیرہ کے خوشبو کا استعمال کرے جیسے ہاتھ پیر سر وغیرہ اگر خوشبو کم ہو اور پورے ایک بڑے عضو مین نہ لگائی گئی ہو بلکہ آدھے عضو مین مثلاً کسی چھوٹے عضو مین تو قربانی واجب نہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی خوشبودار چیز کو کھاکر منھ کو خوشبودار کرلے تو اُسپر بھی قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ خوشبو خالص ہو کسی دوسری چیز کی آمیزش اُسمین نہو اور اگر خوشبو کسی دوسری چیز مین ملادی گئی ہو اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو جیسے حلوا یا شربت وغیرہ تو اگر وہ پکی ہوئی شئی ہے تو کسی حالت مین اُس کو خوشبو کا حکم ندیا جائیگا خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور اگر وہ پکی ہوئی چیز نہین ہو تو کھانیکی چیز مین اُسکے غلبہ کا اعتبار کیا جائیگا اگر خوشبو

ف اسمین فقہا کا اختلاف ہے کہ غلبہ معلوم کرنیکا کیا طریقہ ہے بعض تو کہتے ہین کہ اگر خوشبو مل جانے کے بعد اس مرکب مین ویسی ہی خوشبو آئے جیسی اُس خالص خوشبو مین تھی تو سمجھا جائیگا کہ خوشبو غالب ہے ورنہ سمجھا جائیگا مغلوب ہے اور بعض کہتے ہین کہ مقدار کا لحاظ کیا جائے اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو وہ غالب سمجھی جائیگی ورنہ مغلوب اسی کو رد المحتار مین ترجیح دی ہے ۱۲

غالب ہے تو اس کو خوشبو کا حکم دیا جائیگا نہین تو نہین اور پینے کی چیز مین خواہ خوشبو غالب ہو یا نہین ہر حال اس کو خوشبو کا حکم دیا جائیگا ہان اتنا فرق ہی کہ اگر غالب ہو گی تو قربانی واجب ہو گی اور غالب نہو گی تو صدقہ واجب ہو گا غالب نہونیکی صورت مین اگر کئی بار پئیگا تب بھی قربانی واجب نہو گی۔ اور اگر وہ چیز جس مین خوشبو ملائی گئی ہے نہ کھانیکی ہو نہ پینے کی بلکہ ایسی چیز ہو جو بدن مین لگائی جاتی ہے مثل صابون موم روغن وغیرہ کے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر اُس کو دیکھکر لوگ کہین کہ یہ صابون ہے یا موم روغن ہے تب اُسمین صدقہ واجب ہو گا اور اگر اُسکو دیکھکر لوگ کہین کہ یہ خوشبو ہے تو قربانی واجب ہو گی۔

اگر ایک ہی مجلس مین پورے بدن پر خوشبو لگائے تو ایک ہی قربانی واجب ہو گی اور اگر مختلف مجالس مین پورے بدن پر لگائے تو جس مرتبہ خوشبو لگائے گا ہر مرتبہ کے عوض مین ایک قربانی واجب ہو گی ہان جس مرتبہ کی خوشبو کم ہو گی اور پورے ایک عضو مین نہ لگائی گئی ہو گی تو اُسکے عوض مین قربانی واجب نہ ہو گی۔

اگر کسی نے خوشبو لگانے کے بعد قربانی کر لی مگر اُس خوشبو کو جسم سے زایل نہین کیا تو پھر دوسری قربانی واجب ہو گی۔ خوشبودار لباس کے استعمال سے بھی قربانی واجب ہو تی ہی مگر جب پورے ایک دن اسکو پہنے رہے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بالشت مربع مین لگی ہو خوشبو کا استعمال ہر حالت مین قربانی کو واجب کرتا ہی گو بطور دوا کے استعمال کی جاے اور خوشبودار چیز کا مثل پھول عطر وغیرہ کے سونگھنا مکروہ ہے۔

عہ یہ اُس خوشبو کا حکم ہے جو بعد احرام کے لگائی گئی ہو ورنہ اگر قبل احرام کے لگائی گئی ہو اور اس کا اثر جسم پر بعد احرام کے باقی رہ جائے تو کچھ جنایت نہین ۱۲

(۲) رقیق منہدی[عہ] کا استعمال۔ خواہ سر مین لگائے یا ڈاڑھی مین یا ہاتھ پیر وغیرہ مین۔
(۳) روغن زیتون یا روغن کنجد کا لگانا۔ اِن دونون تیلون کے کھانے سے یا دوا کے استعمال کرنے سے کوئی جنایت نہین ہوتی۔
(۴) سِلے ہوئے کپڑے[عہ] کا موافق رواج اور عادت کے استعمال کرنا۔ اِسمین یہ شرط ہے کہ پورے ایک دن یا پوری ایک رات اس کو پہنے رہے اس سے کم مین قربانی واجب نہوگی بلکہ صدقہ۔ ایک کپڑا سِلا ہوا پہنے یا کئی ہر حال مین ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ پہنے تب بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی خواہ درمیان درمیان مین اُتار بھی ڈالا کرے ہان اگر ایک مرتبہ پہنکر اُتارے اور اُتارتے وقت یہ نیت کرے کہ مین اب نہ پہنون گا تو پھر دوبارہ پہننے سے دوسری قربانی واجب ہوگی اسی طرح اگر ایک مرتبہ پہنکر اس کا کفارہ دیدے اور بعد اس کفارے کے اُتار کر دوبارہ پہنے یا اُتارے ہی نہین تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔
اگر کسی ضرورت سے سِلا ہوا کپڑا پہنا تھا اور جب اُس ضرورت کے زائل ہو جانے کا یقین یا گمان غالب ہوگیا تب بھی اُس کو پہنے رہا تو دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ اسی طرح جس ضرورت سے پہنا تھا وہ ضرورت جاتی رہے اور معًا دوسری ضرورت پیدا ہو جائے تب بھی دوسری قربانی واجب ہوگی۔

عہ رقیق منہدی کے استعمال کی قید اس لیے ہے کہ اگر منہدی گاڑھی ہوگی تو اُس سے دو قربانیان واجب ہونگی جیساکہ آگے بیان کیا جائے گا ۱۲ عہ پس اگر کوئی شخص کرتہ کو اس طرح پہنے کہ آستینون مین ہاتھ نہ ڈالے صرف گریبان مین سر ڈالے تو کچھ جنایت نہین ۱۲

(۵) سر کا یا منھ کا ڈھانکنا کسی ایسی چیز سے کہ عادۃً اُس سے ڈھانکنے کا رواج ہو مثل رومال ٹوپی چھتری وغیرہ کے بخلاف اسکے اگر کوئی شخص طشت سے یا اور کسی شئی سے جس سے ڈھانکنے کا دستور نہو اپنے سر کو ڈھانک لے تو کچھ مضائقہ نہین۔ چوتھائی سر یا چوتھائی منھ کا ڈھانکنا مثل پورے ڈھانکنے کے ہے۔ اسمین بھی یہ شرط ہے کہ ایک دن یا رات ڈھانکے رہے جیسا کہ سیلے ہوسے کپڑے مین بیان ہوچکا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے سر یا منھ کو ڈھانکے یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہنے تو اُسپر بھی قربانی واجب ہوگی اور جب اُسکو معلوم ہوجاے کہ اب ضرورت جاتی رہی اسکے بعد پھر بھی وہ ڈھانکے رہے یا اُس لباس کو پہنے رہے تو دوسری قربانی اُسپر واجب ہوگی۔

(۶) سر یا ڈاڑھی کے بالون کا دور کرنا خواہ منڈوا کر یا کسی اور طریقہ سے مثل دوا وغیرہ کے چوتھائی سر اور چوتھائی ڈاڑھی کا بھی وہی حکم ہے جو پورے سر اور پوری ڈاڑھی کا ہے۔

(۷) پوری ایک بغل یا زیرناف یا گردن کے بالون کا دور کرنا۔

(۸) ہاتھون یا پیرون کے ناخونون کا کتروانا۔ اگر ہاتھ اور پیر دونون کے ناخون ایک ہی مجلس مین کتروائے جائین تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر علٰحدہ علٰحدہ مجلسون مین کتروائے تو دو قربانیان واجب ہونگی اور ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخونون کے کتروانے کا بھی وہی حکم ہے جو دونون ہاتھون یا دونون پیرون کے ناخونون کے کتروانے کا ہے۔

(۹) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال منڈوا کر پچھنے لگوانا۔

(۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا خواہ کوئی طواف ہو فرق یہ ہے کہ طواف زیارت کے بحالت جنابت ادا کرنے مین ایک گاے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور اسکے سوا اور

کسی طواف مین صرف ایک بکری یا بھیڑ

(۱۱) طواف زیارت کا حدث اصغر کی حالت مین کرنا۔

(۱۲) عمرہ کا طواف جنابت یا حدث اصغر کی حالت مین کرنا خواہ پورا طواف اس حالت مین کرے یا صرف ایک ہی شوط۔ اسی طرح عمرہ کے طواف کا کوئی ایک شوط ترک کر دینا۔

(۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلدینا اور اُسکے حدود سے باہر ہو جانا اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد چلا جائے تو اُسپر کچھ جنایت نہین اگرچہ امام ابھی نہ چلا ہو اسی طرح جو شخص غروب آفتاب سے پہلے چلدے اُسپر قربانی واجب ہے اگرچہ امام کے ہمراہ ہو۔ اور اگرچہ اُسکی سواری بغیر اسکی تحریک کے بھاگ نکلے۔

(۱۴) طواف زیارت کے ایک یا دو یا تین شوطون کا ترک کر دینا اگر تین سے زیادہ چھوڑ دیگا تو پھر قربانی سے اُسکی تلافی نہین ہوسکتی بلکہ اس طواف کا اعادہ اُسپر ضروری ہے اگر اعادہ نہ کیا تو جماع کے حق مین ہمیشہ محروم رہیگا اور جب جماع کیا کرے گا ایک قربانی واجب ہوا کریگی بشرطیکہ یہ تعدد جماع کا مجالس متعددہ مین ہو۔ ایک ہی مجلس مین کئی بار جماع کرنے سے ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ ہان اگر پہلے جماع سے نیت احرام کے توڑنے کی کرلی ہو اور مسئلہ سے ناواقف ہو تو پھر ایک ہی قربانی واجب ہوگی

عہ مسئلہ ہے کہ احرام توڑنے کی نیت یا بغیر اس نیت کے اگر کوئی شخص خلاف احرام افعال کا ارتکاب کرے تو اس سے احرام نہین ٹوٹتا بلکہ جنایت ہوتی ہے نماز کا حال نہین ہے کہ کوئی فعل مخالف تحریمہ کے اگر کرے تو تحریمہ فاسد ہوجائے ہان اگر عذر شرعی لاحق ہوگیا ہو جیسین شریعت کی طرف سے بند ہوجانے کا حکم ہے تو اس صورت مین البتہ احرام کے مخالف افعال بہ نیت ترک احرام کرنے سے احرام ٹوٹ جائے گا ان عذرون کی تفصیل حصہ احرکے بیان مین انشاء اللہ آئیگی ہان اسقدر فرق ہے کہ اگر باوجود مسئلہ جاننے کے کئی جنایات کا ارتکاب کرتا تو ہر جنایت کا کفارہ دینا پڑتا اب صرف ایک ہی کفارہ دینا پڑے گا ۱۲

اگرچہ مجالس بھی متعدد ہو جائین (درمختار۔ ردالمحتار)

(۱۵) طواف وداع کے کل شوطون یا چار شوطون کا ترک کردینا۔ اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کیے ہوے مکہ سے چل دیا لیکن ابھی میقات سے باہر نہین ہوا تو اُسپر واجب ہی کہ لوٹ آئے اور طواف وداع کرے اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہی تو اُسکو اختیار ہے چاہے لوٹ کر طواف وداع کو ادا کرلے اور چاہے اُسکے بدلے قربانی کردے لوٹنے کی صورت مین یہ چاہیئے کہ عمرہ کا احرام[۱] باندھکر لوٹے طواف وداع مین اس تاخیر سے کوئی جنایت نہو گی کیونکہ اس طواف کا کوئی وقت مقرر نہین۔

(۱۶) سعی کے کل شوطون یا اکثر شوطون کا ترک کردینا۔

(۱۷) سعی مین بلا عذر سوار ہو جانا۔

اِن دونون صورتون مین اگر کوئی شخص پھر سعی کا اعادہ کرے گو یہ اعادہ بعد احرام سے باہر ہو جانے اور منافی احرام افعال کے ارتکاب کے بعد کیون نہو تو قربانی واجب نہ ہوگی۔ (بحر الرائق)

(۱۸) وقوف مزدلفہ کا ترک کردینا۔

(۱۹) رمی کا بالکل ترک[۲] کردینا یا کسی ایک دن کی پوری رمی کا ترک کردینا یا کسی

---

[۱] عمرہ کا احرام باندھکر لوٹنے کا حکم اس سبب سے ہے کہ صورت مفروضہ مین وہ شخص میقات سے باہر چلا گیا ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے داخل ہونا منع ہے ۱۲

[۲] رمی کا ترک جب ہی سمجھا جائے گا جب چودھوین تاریخ کو آفتاب غروب ہو جائے اور اُسنے رمی نہ کی ہو کیونکہ چودھوین تاریخ کی شام تک رمی کا زمانہ باقی ہے ایک دن کی چھوٹی ہوئی رمی دوسرے دن ادا کر سکتا ہے ہان بعد چودھوین تاریخ کے پھر رمی کا زمانہ باقی نہین رہتا ۱۲

دن کی رمی کے اکثر حصہ کا ترک کر دینا مثلاً سات کنکری کی جگہ تین کنکری مارے۔

(۳۰) حرم سے باہر حلق یا تقصیر کرانا۔

(۳۱) حج مفرد کے حلق یا تقصیر مین یا طواف زیارت مین دسوین ذیحجے سے تاخیر کرنا۔

(۳۲) عورت کے بوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا بشہوت اُس کو مَس کرنا یا اسی کی مثل کوئی اور فعل کرنا خواہ انزال ہو یا نہو اور اسی طرح اِستمنا[ع] اور جماع بہیمہ بھی موجب جنایت ہے مگر ان دونون مین انزال شرط ہے۔

(۳۳) وقوف عرفات کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا اس مین اس قدر تفصیل ہے کہ اگر جماع حلق یا تقصیر سے پہلے ہوا ہے تو ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور بعد حلق کے بکری یا بھیڑ کی۔

(۳۴) جن مناسک مین کہ ترتیب واجب ہو اُنکی ترتیب بدل دینا۔

(۳۵) قارن کا ذبح سے پہلے یا رمی سے پہلے حلق[سہ] کرا لینا۔

(۳۶) بعد حج کرنیکے بغیر حلق کرلئے حرم سے باہر چلا جانا اور پھر بارھوین ذیحجہ کے بعد

حـه مثلاً دسوین تاریخ کو سات رمی ہین وہی صرف جمرہ عقبہ کی تو انمین سے چار ترک کردے اور باقی دنون مین ہر دن اکیس اکیس رمی ہین تو انمین سے مثلاً گیارہ رمی ترک کرے خواہ یہ گیارہ رمی جو ترک کی گئی ہین کچھ کچھ تینون جمرہ کی ہون یعنی چار ایک کے چار دوسرے کی تین تیسرے کی یا کسی جمرہ کی پوری ہون اور کسی کی بعض بہر صورت ایک قربانی واجب ہوگی ۱۲ عـه استمنا جلق لگانا جماع بہیمہ جانور سے فعل بد کرنا ۱۲ سـه اس صورت مین قارن پر دو قربانیان واجب ہوتی ہین مگر ایک تو قران کے شکریہ کی ہے لہذا اس کا ذکر یہان بیکار کیونکہ اوپر ہو چکا ہے دوسری جنایت کے سبب ہے اسی کا بیان ذکر کیا گیا صاحب ہدایہ نے دونون قربانیان جنایت کے سبب قرار دی ہین اسپر لوگون نے اُنکی تغلیط کی ہے پھر صاحب بحر الرائق وغیرہ نے اُنکی عبارت کی توجیہ بھی کی ہے ۱۲

لوٹتا۔ اگر حرم کے باہر جا کر بارھوین تاریخ کے اندر اندر پھر حرم مین آکر حلق کرا لیا تو کچھ جنایت نہین۔

دو قربانی کی جنایتین

(۱) گاڑھی مہندی کا یا اور کسی قسم کی کسی خوشبودار چیز کا سر مین لگانا۔ بشرطیکہ وہ چیز گاڑھی ہو اور پورے سر مین یا چوتھائی سر مین لگائی جائے اور بقدر ایک دن رات کے لگی رہے۔ ایک قربانی تو بسبب استعمال خوشبو کے اور دوسری بسبب سر ڈھانکنے کے مگر یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی قربانی ہوگی خوشبو کے استعمال کے سبب سے سر ڈھانکنا تو اسکے حق مین جنایت ہی نہین۔

(۲) قارن[1] کی وہ جنایتین جنکے کرنیسے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔

(۳) جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو اُسکی وہ جنایتین جنکے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔ جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہ لایا ہو وہ اگر عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نہ ہو جائے تو اسپر بھی ہر ایسی جنایت کے کرنے سے دو قربانیان واجب ہونگی۔

اُن جنایتون کا بیان ہو چکا جن سے قربانی واجب ہوتی ہے لہذا یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جہان قربانی کا لفظ بغیر کسی جانور کی تخصیص کے استعمال کیا گیا ہے وہان بکری بھیڑ

---

[1] قارن پر اور نیز متمتع مذکور پر دو قربانیان اس سبب سے ہوتی ہین کہ وہ دو احرام مین مقید ہے ایک تو عمرہ کا دوسرا حج کا ایک جنایت کے ارتکاب سے لسنے دو احرامون کے خلاف کیا گویا دو جنایتین کین اسی سبب سے جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہین لایا اگر بغیر عمرہ کے احرام سے باہر ہوئے حج کا احرام باندھ لے تو اُسپر بھی دو قربانیان واجب کی گئی ہین ۱۲

مراد ہو اور اگر گائے یا اونٹ کا ساتوان حصہ اسکے عوض مین دیا جائے تب بھی کافی ہے[1] بشرطیکہ جتنے لوگ اُس گائے یا اونٹ مین شریک ہون سب کی نیت بغرض ثواب ذبح کرنیکی ہو اگر کوئی شریک اپنے کھانیکے واسطے یا گوشت بیچنے کے لیے ذبح کرنا چاہے تو پھر کافی نہ ہوگا اور جہان جانور کی تخصیص کردی گئی ہو وہی خاص مراد ہے۔ اور تخصیص جانور کی صرف دو جگہ کی گئی ہو ایک تو نمبر ۱ مین دوسری نمبر ۲۳ مین اور صرف اُنھین دونون مقامات مین پوری گائے یا اونٹ کی قربانی ہو اور کہین نہین۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان تمام قربانیون مین وہ سب شرطین ملحوظ ہین جو عید اضحی کی قربانی مین ہین مثل عمر کی ایک خاص مقدار اور معائب سے سالم ہونے وغیرہ کے۔

اب ہم اُن جنایتون کا بیان کرتے ہین جنکے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ جہان کوئی خاص مقدار صدقہ کی نہ بتائی جائے وہان ایک مقدار صدقہ فطر کی مراد ہو یعنی نصف صاع گیہون وغیرہ۔ اور صدقات کی مقدار مین یہ کلیہ قاعدہ ہو کہ جب کسی وجہ سے اُنکی قیمت قربانی کے برابر ہو جائے خواہ صدقات کے متعدد ہونیکے سبب سے یا قربانی کے ارزان ہونیکی وجہ سے تو صدقہ کی مقدار واجب مین سے اس قدر کم کر دینا چاہیے کہ باقی مقدار کی قیمت قربانی سے کم رہجائے۔ (رد المحتار وغیرہ) اب وہ جنایتین شروع ہوتی ہین۔ (۱) قلیل[2] مقدار کی خوشبو کا ایک عضو سے کم مین

[1] صاحب بحر الرائق نے لکھا ہو کہ اونٹ یا گائے کا ساتوان حصہ اس جگہ قائم مقام ایک بکری کے نہین ہو سکتا مگر محققین نے انکے اس قول کو قبول نہین کیا اور خود انھون نے بھی باب لعد مین جاکر اسکے خلاف لکھدیا ہو۔

[2] اعمدہ خوشبو کی قلت و کثرت پہچاننے کا فقہا نے یہ قاعدہ لکھا ہو کہ عام طور پر اسکو دیکھکر لوگ کہین کم ہے تو کم سمجھنا چاہیے اور اگر لوگ کہین کہ بہت ہے جیسے ایک چلو عرق گلاب ایک مٹھی مشک تو سمجھنا چاہیے کہ بہت ہو اور بعضون نے یہ لکھا ہو کہ اگر منہ کے اکثر حصہ مین لگجائے تو کثیر ہو ورنہ قلیل۔

استعمال کرنا۔ اور اسی طرح قلیل مقدار کی خوشبو کا کسی لباس کے ایک بالشت مربع سے کم مین لگا کر اُس لباس کو استعمال کرنا اگرچہ پورے ایک دن یا ایک رات کے بقدر استعمال کرے یا خوشبو قلیل نہ ہو بلکہ کثیر ہو یا پورے ایک بالشت مربع مین لگی ہو مگر ایک دن یا ایک رات سے کم اس لباس کا استعمال کرے۔

(۲) ایک دن یا ایک رات سے کم اپنے سر کا ڈھانکنا یا سلا ہوا کپڑا پہننا۔ اس مین اس قدر تفصیل ہے کہ اگر ایک گھنٹے سے کم سر ڈھانکا یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو صرف ایک مٹھی آٹا دینا ہوگا اور جو پورا ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ تک ڈھانکے یا پہنے رہا تو نصف صاع۔

(۳) موچھ کا منڈوانا یا سر ڈاڑھی کے چوتھائی حصہ سے کم کا منڈوانا یا گردن کے کسی حصہ کا منڈوانا بشرطیکہ تین بالون سے زیادہ ہون اگر صرف تین بال ہون تو ہر بال کے عوض مین ایک مٹھی آٹا۔ (فتاوی قاضی خان)

اگر کوئی شخص گنجا ہو یا اسکے سر کے بال پہلے ہی سے گر گئے یا اور کسی وجہ سے کم ہوگئے ہون حتی کہ بقدر چوتھائی سر کے نہون تو وہ اگر پورا سر منڈوا لیگا تب بھی صدقہ واجب ہوگا اسی طرح اگر کسی کی ڈاڑھی مین بہت ہی کم بال ہون کہ چوتھائی کی حد کو نہ پہنچین تو اُسپر پوری ڈاڑھی منڈوا دینے مین بھی صدقہ ہی واجب ہوگا۔ (رد المحتار)

(۴) پانچ ناخونون سے کم کا ترشوانا یا پانچ سے زیادہ کا مگر متفرق طور پر یعنے ہر عضو کے چار چار ناخونون کا ہر ناخون کے عوض مین ایک صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) طواف قدوم یا طواف وداع یا اور کسی نفل طواف کا بے وضو ادا کرنا ہر شوط کے عوض مین ایک صدقہ۔

(۶) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال بغرض پچھنے لگانے کے منڈوانا مگر پھر کسی وجہ سے پچھنے نہ لگوانا۔

(۷) طواف قدوم یا طواف وداع یا سعی کے تین یا تین سے کم شوطون کا ترک کر دینا ہر شوط کے عوض مین ایک صدقہ۔

(۸) ایک دن جسقدر رمی واجب ہین انمین سے نصف سے کم کا ترک کر دینا مثلا دسوین تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی سات رمی واجب ہین انمین سے تین ترک کرے یا اور تاریخون مین سب جمرون کی ملا کر اکیس رمی واجب ہین اُن مین دس ترک کر دے ہر کنکری کے عوض مین ایک صدقہ

(۹) کسی دوسرے شخص کا سر یا گردن مونڈ دینا یا اُس کے ناخون کاٹ دینا خواہ وہ دوسرا شخص محرم ہو یا غیر محرم۔

اُن جنایتون کا بھی بیان ہو چکا جنکے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے لہذا اب چند باتین اسی کے متعلق اور ہین اُن کو بھی یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہین۔

اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہے تو اگر بے عذر ترک کیا گیا ہے تو قربانی کرنی ہوگی اور بعذر ترک کرنے مین کچھ نہین نہ قربانی نہ صدقہ۔

اگر ممنوعات احرام مین سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے تو کہین قربانی واجب ہوتی ہے کہین صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا۔ اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اُسکے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ مسکینون کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے چاہے تین روزے رکھ لے جہان چاہے رکھے اور جسوقت چاہے رکھے اور اگر

ع۵ افضل یہ ہے کہ یہ مسکین مکہ کے رہنے والے ہون ان مسکینون کا چھ ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص چھ مقدار صدقہ فطر کی تین یا چار مسکینون کو دیدے تو کافی نہین ۱۲

اس کے بعد ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے صدقہ
دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

عذر کی مثالیں ۔ بخار[عه] ۔ سردی[عه] ۔ زخم[عه] ۔ دردسر[لله] ۔ جوئیں[عه] وغیرہ عذر کے لئے یہ ضروری
نہیں کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہے کہ اس سے خوف مرجانیکا ہو بلکہ صرف تکلیف اور
مشقت کا ہونا کافی ہے۔ خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مجبور[عه] رہنا اور سونا[عه] اور مفلسی[له] کا شمار
عذر میں نہیں ہے بلکہ ان حالتوں میں جو جنایت صادر ہوگی اسکا کفارہ ضرور دینا ہوگا
ہاں آخرت کا گناہ اسکے ذمہ نہ ہوگا۔

عه مثلاً کسی کو بخار چڑہا اور اسنے سر ڈہانک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا ۱۲ عه مثلاً کسی کو سردی بہت
معلوم ہوئی اور اسنے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا بے سیا ہوا گرم کپڑا کوئی اسکے پاس نہ تھا ۱۲ عه مثلاً زخم
پر پہایا وغیرہ رکھنے کے لئے بال اس مقام کے منڈوا ئے یا کوئی خوشبودار مرہم اس مقام پر رکھا ۱۲ لله مثلاً
دردسر کے دفع کرنے کیلئے کوئی خوشبودار ضماد استعمال کیا ۱۲ عه جوئیں سر میں پڑگئیں اور اس ضرورت سے
اس نے بال منڈوا ڈالے ۱۲ عه مثلاً کسی محرم سے کسی نے کہا کہ میں تجھکو قتل کئے ڈالتا ہوں نہیں تو
تو اپنا سر منڈوا لے یا یہ خوشبودار لباس پہن لے ۱۲ عه مثلاً کسی محرم نے سونے کی حالت میں اپنا
سر چادر میں ڈہانک لیا یا اور کوئی فعل کیا ۱۲

له مفلسی سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اسکی وجہ سے اسپر قربانی یا صدقہ
واجب ہوا اور اسکے پاس اسقدر روپیہ نہیں ہے جو وہ قربانی کرسکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور
نہ سمجھا جائیگا اسپر قربانی یا صدقہ جو کچھ واجب ہوا تھا واجب رہیگا ہاں یہ اسکو اختیار ہے کہ جب
اسکو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنی مقدرت حاصل نہ ہوا تو امید ہے کہ
حق تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے ۱۲

مفسد حج وعمرہ

وقوف عرفات سے پہلے جماع یا لواطت کا مرتکب ہونا حج کو فاسد کردیتا ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہین ۔جماع و لواطت مین یہ شرط ہے کہ اس کیفیت[ع۵] سے واقع ہو کہ جس سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔ بھولے سے ہوجائے یا مجبوری سے سونے کی حالت مین یا کسی نابالغ بچہ سے اسکا وقوع ہو یا مجنون سے بہرحال حج فاسد ہوجائیگا عورت[ع۶] اگر کسی جانور کا خاص حصہ اپنے خاص حصہ مین داخل کرے یا کسی جانور یا آدمی کے خاص حصہ کو اپنے خاص حصہ مین داخل کرے تب بھی اسکا حج فاسد ہوجائیگا۔

ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ حج اگر فاسد ہوجائے تب بھی اسکا پورا کرنا ضروری ہے اور بعد پورا کرنے کے ایک قربانی کرنا بھی ضروری ہے ایک قربانی جب ہی واجب ہوگی کہ ایک مرتبہ جماع کیا جائے یا کئی بار یا کئی عورتون سے کیا جائے مگر مجلس ایک ہی ہو اگر مجالس متعدد ہونگی تو بقدر اُنکی تعداد کے قربانیان بھی[ع۷] ہونگی (بحرالرائق)

اس فاسد شدہ حج مین بھی تمام وہی رعایتین ضروری ہین جو صحیح حج مین کرنا پڑتی ہین

ع۵ اس کیفیت کا بیان مفصل پہلی جلد مین ہوچکا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ مرد کے خاص حصہ کا سر یا بقدر اسکے کسی کے خاص حصہ مین یا مشترک حصہ مین داخل ہوجائے اور عورت بہت صغیر سن نہ ہو اور اپنے خاص حصہ پر ایسا کپڑا وغیرہ نہ لپیٹے جو جسم کی حرارت محسوس ہونیکو مانع ہو ۱۲ ع۶ عورت کی قید اسلیے لگائی گئی کہ مرد اگر جانور کے ساتھ یہ فعل کرے تو اسکا یہ فعل مفسد حج نہ ہوگا کیونکہ جنایت کامل نہین ہے۔ لیکن بخلاف عورتون کے کہ ان مین بوجہ زیادتی شہوت کے ان صورتون مین بھی جنایت کامل ہوجائیگی ۱۲ ع۷ ہان اگر دوسرے جماع سے اُس حج فاسد کے توڑنے کی نیت کرے اور مسئلہ نہ جانتا ہو تو پھر دوسرے جماع کے بعد جسقدر جماع ہونگے اُن مین کفارہ واجب نہ ہوگا جیسا کہ سابق مین گذر چکا ۱۲

اگر کسی ممنوع احرام کا ارتکاب کریگا تو اُسکا کفارہ دینا پڑیگا۔
اس فاسد حج کی قضا علی الفور واجب ہے یعنی سال آئندہ مین اسکی قضا کرے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ حج اگرچہ نفل ہو تب بھی اسکی قضا کرنی پڑیگی کیونکہ ہر عبادت گو وہ نفل ہو بعد شروع کرنے کے لازم و واجب ہو جاتی ہے ہان نابالغ بچہ اور مجنون پر اس حج کی قضا واجب نہین (در المختار)

عمرہ مین طواف کے چار شوط سے پہلے جماع و لواطت مفسد ہے بعد چار شوط کے نہین عمرہ فاسد ہو جائے تو اسکو بھی پورا کرے اور ایک قربانی کرے اور اسکی قضا کرے۔

شکار کی جزا

کسی جنگلی[ع] شکار[ع] کے قتل[ع] کرنے یا اُس کے قتل مین اعانت کرنے سے جزا لازم ہوتی ہے

ع جنگلی اُن جانورون کو کہتے ہین جنکا توالد و تناسل خشکی مین ہوا ہو گو اُنکی بود و باش پانی مین ہو جیسے بط اور مرغابی وغیرہ یہ سب جنگلی جانور ہین کیونکہ اُن کے انڈے بچے خشکی مین ہوتے ہین۔ جو جانور جنگلی نہو بلکہ دریائی ہو اُسکا شکار حالت احرام مین بھی جائز ہے خواہ اُسکا کھانا جائز ہو یا نہین ۱۲ ع شکار اُس جانور کو کہتے ہین جو اصل خلقت مین وحشی ہو خواہ وہ کسی وجہ سے مانوس ہو گیا ہو جیسے ہرن کہ پالنے سے مانوس ہو جاتا ہے اگرچہ مگر وہ در اصل وحشی ہے اسلیے شکار کہلائیگا فقہا نے کبوتر کو وحشی الاصل قرار دیا ہے۔ جو جانور وحشی الاصل نہو اسکا قتل کرنا حالت احرام مین بھی جائز ہے جزا واجب نہین ہوتی جیسے بکری گاے اونٹ مرغی وغیرہ۔ گاے بیل اگر چھوٹ کر آوارہ ہو گئے ہون اور انمین وحشت آگئی ہو تب بھی وہ شکار نہ سمجھے جاینگے ۱۲ ع قتل مین تعمیم ہے چاہے قتل کا ارتکاب اپنے ہاتھون سے کرے چاہے باعث قتل ہو جاے دونون صورتون مین جزا دینا لازم ہی ہوگی فرق اسقدر ہے کہ پہلی صورت مین ارادہ اور نیت شرط نہین (بقیہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۶۱)

جزا سے مراد وہ قیمت ہی جو دو بصیر آدمی اُس شکار کی تجویز کریں اور یہ قیمت اُس مقام کے اعتبار سے ہو جہان وہ شکار مارا گیا ہی یا اُسکے قریب تر مقام کے اعتبار سے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدل جاتی ہو اور نیز اُس زمانہ کے اعتبار سے وہ قیمت ہو جس زمانہ مین وہ شکار مارا گیا ہے کیونکہ مختلف اوقات مین ایک چیز کی قیمت مختلف ہو جاتی ہے ۔

اس قیمت سے اسکو اختیار ہے کہ کوئی جانور قربانی کا مول لیکر حرم بھیجدے اور وہان ذبح کر دیا جاے یا اُس قیمت سے گیہون وغیرہ مول لیکر ہر فقیر کو ایک مقدار صدقہ فطر کی تقسیم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ہر مسکین کے کھانے کے عوض مین ایک ایک روزہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰ ۔ حتی کہ اگر کوئی شخص کسی شکار پر گر پڑے اور وہ اسکے گرنے سے مر جائے یا سوتے مین اُسکا ہاتھ کسی شکار پر پڑ جاے اور وہ مر جاے تو جزا لازم ہوگی اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مانوس جانور کی طرف گولی چلائے اور وہ کسی شکار کے لگ جاے تب بھی جزا لازم ہوگی اور دوسری صورتین ارادہ و قصد شرط ہی لہذا اگر کوئی شخص کنوان کھودے اور اسمین اگر کوئی شکار مر جاے تو دیکھا جائیگا کہ اُسنے کنوان کس غرض سے کھودا ہی اگر شکار کے گرفتار کرنے یا مارنے کیلئے کھودا ہی تب تو اسپر جزا واجب ہوگی اور اگر محض پانی کیلئے کھودا ہی تو جزا واجب نہ ہوگی ۔ اسیطرح اگر کسی شخص نے شکاری کتے کو کسی مانوس جانور کے پکڑنے کیلئے چھوڑا اور اُسنے جا کر شکار کو پکڑ لیا تو جزا واجب ہوگی علی ہذا اگر کسی شخص نے کسی کوٹھری کو بند کیا اور اسکے اندر کوئی پرند بند ہو گیا اور پیاس وغیرہ کے سبب سے مر گیا تو دیکھا جائیگا کہ بند کرنیوالیکو اس پرند کے وہان ہونیکا علم تھا یا نہین اگر تھا تو جزا واجب ہوگی ورنہ نہین ۱۲ منہ یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہی امام محمد کے نزدیک جن جانورون کا مثل ہو جو کہ اُنکے قتل کرنے سے اُنکے مثل جانورون کا قربانی کرنا ضروری ہی مثلاً ہرن کو مارے تو بکری شتر مرغ کو مارے تو اونٹ گورخر کو مارے تو گاے وعلی ہذا اور یہی امام شافعی کا بھی قول ہے ۱۲ (بحر الرائق رد المحتار)

رکھدے اور اگر قیمت اس قدر واجب ہوئی ہو کہ اس سے قربانی نہین ہوسکتی تو پھر صرف دوہی باتون کا اختیار ہے صدقہ دینے اور روزہ رکھنے کا۔ اور اگر اسقدر قیمت واجب ہوئی ہو کہ اسمین ایک مقدار صدقہ فطر کی نہین مل سکتی تو اختیار ہو کہ جسقدر ملجائے اُسی قدر خرید کر محتاج کو دیدے یا اُس کے عوض مین ایک روزہ رکھلے شکار اگر کسی آدمی کا مملوک ہوگا تو اُسکے قاتل کو دو قیمتین دینا پڑینگی ایک قیمت تو اُسکے مالک کے حوالہ کردے اور ایک قیمت اللہ کی راہ مین تصدق کردے (بحر الرائق)

قتل مین اعانت کرنیکی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ شکار جہان اُسوقت موجود ہو اُس مقام کی اطلاع شکاری کو کردینا دوسرے یہ کہ کوئی آلہ قتل کا اُسکو دینا یا قتل کی تدبیر بتانا پہلی صورت مین جزا واجب ہونے کیلئے پانچ شرطین ہین (۱) اُس شکار کا قتل اُسکے بتانے سے ہوجائے (۲) جسکو شکار کا مقام بتایا ہو وہ خود اُسکا مقام جانتا ہو بلکہ اسی کے بتانے سے اُسنے جانا ہو (۳) جسکو شکار کا پتہ بتایا ہو وہ اُسکے قول کو جھوٹ نہ سمجھے (۴) بتانے والا اُس شکار کے قتل ہونے تک محرم رہے (۵) شکار بھاگ نجائے اگر بھاگ جائے اور بعد اُسکے وہ شخص پھر اُسکو مارے تو بتلانے والے پر جزا واجب نہ ہوگی کیونکہ جب اُسنے بتایا تھا اُسوقت وہ شکار ہاتھ سے نہین آیا۔

دوسری صورت مین یہ شرط ہے کہ خود وہ شخص جسکو اُس محرم نے آلہ قتل دیا ہو یا تدبیر قتل بتائی ہے اپنے پاس آلہ قتل نرکھتا ہو یا اُس تدبیر قتل کو نہ جانتا ہو مثلاً کوئی شکار غار کے اندر چھپا بیٹھا ہو اور کوئی شخص اسکو قتل کرنا چاہے لیکن اُس سے کچھ تدبیر نبن پڑے اور کوئی محرم اسکو اُس غار کے اندر جانیکا راستہ بتادے یا کوئی نیزہ وغیرہ اتنا لمبا دیدے جو غار کے اُس مقام تک جہان شکار بیٹھا ہے پہنچ سکے۔

اگر کئی محرم ایک شکار کے قتل کے مرتکب ہون یا اُسکے قتل مین معین ہون تو
ہر ایک پر جزا واجب ہوگی اسی طرح اگر ایک محرم کئی شکارون کو قتل کرے تو اُسپر اتنی
ہی جزائین واجب ہونگی جتنے اُسنے شکار کیئے ہین (بحرالرائق)

اُن جانورون کے قتل کی جزا جنکا گوشت حلال نہین کبھی ایک بکری سے زیادہ نہین
ہوسکتی چاہیے وہ جانور کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی قیمتی کیون نہو مثلاً کوئی شخص ہاتھی کو مار ڈالے
تب بھی اسکی جزا مین صرف ایک بکری واجب ہوگی ۔

جزا کے عوض مین اگر صدقہ دے تو اُسکا حکم بالکل صدقہ فطر کے مثل ہے اور اس کے
مصارف وہی ہین جو صدقہ فطر کے ہین ۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو زخمی کردے اور وہ اس زخم سے مرے نہین یا شکار کے
بال اُکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کاٹ دے تو اس شکار کی حالت صحت کی
قیمت مین جسقدر کمی آگئی ہو وہ اس محرم کو دینا چاہیے بشرطیکہ یہ زخمی کرنا یا بال وغیرہ
کا توڑنا اس شکار کے فائدے کی غرض سے نہو اگر فائدہ کی غرض سے ہوگا تو پھر کچھ بھی جزا واجب
نہوگی مثلاً کوئی کبوتر کسی جال مین پھنسا ہوا ہو اور کوئی محرم اسکو جال سے نکالنا

عه یہ اس صورت مین جبکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہو ورنہ تو اسکی پوری قیمت مالک کو دینا پڑیگی اگرچہ
وہ قامت مین چھوٹا ہو مگر کسی وصف کے سبب سے اُسکی قیمت بڑھ گئی ہو تو اس وصف کا بھی اعتبار کیا جائیگا
مثلاً کوئی بولتا ہوا طوطا یا شکاری چیتا یا کوئی شکاری پرند بشرطیکہ وہ وصف شرعاً معیوب نہو اگر معیوب
ہوگا تو اسکا اعتبار نہ کیا جائیگا جیسے لڑائی کا مرغ یا سینڈھا وغیرہ مگر اللہ کی راہ مین بہر حال ایک ہی بکری
یا اسکی قیمت دینا ہوگی ان اوصاف کا اعتبار صرف مالک کا حق ادا کرنے کیلئے کیا جائیگا ۱۲ عه مثلاً
حالت صحت مین اسکی قیمت دس روپیہ تھی اور اب آٹھ روپیہ رہگئی تو دو روپیہ دینا ہون گے ۱۲

چاہیے نکالنے میں اُسکے بال وغیرہ ٹوٹ جائیں۔ بلکہ ایسی صورت میں اگر وہ مر بھی جائے تو بھی جزا واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی مُحرم کسی شکار کے پیر کاٹ ڈالے یا اُسکے پر نوچ ڈالے کہ وہ اپنی حفاظت سے معذور ہو جائے تو اُس شکار کی پوری قیمت دینا پڑے گی۔

اگر کسی شکار کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندے نہوں تو اگر اُن انڈوں سے کے اندر سے بچہ نہ نکلے گا تو انڈے کی قیمت دینی پڑیگی اور جو اسکے اندر سے بچہ نکلے تو اگر وہ صحیح وسالم نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر مرا ہوا نکلا یا نکلکر مر گیا تو اُس بچہ کی قیمت دینی پڑیگی نہ انڈے کی۔

اگر کوئی شخص جوئیں یا ٹیڑی کو مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا اس غرض سے کسی کو اشارہ سے جوئیں یا ٹیڑی کو بتائے یا کوئی فعل[ع] بقصد مار ڈالنے کے کرے اور وہ مر جائیں تو اگر دو تین مارے تو جسقدر چاہے صدقہ دیدے مثلاً ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی آٹا اور جو تین[ع] سے زیادہ مارے تو صدقہ فطر کی پوری مقدار دینا ضروری ہے۔ جوئیں کا بدن سے نکالکر زمین پر پھینکدینا بھی مارنے کے حکم میں ہے۔

یہانتک تو اُن جنایتوں کا بیان تھا جنکا ارتکاب صرف احرام کے سبب سے ممنوع تھا غیر مُحرم کے حق میں وہ امور ممنوع نہ تھے اب ہم اُن جنایتوں کو بیان کرتے ہیں

ع مثلاً میں کپڑے میں جوئیں ہیں انکو دھوپ میں ڈالدے اس غرض سے کہ وہ مر جائیں۔ اگر اس غرض سے نہیں ڈالا بلکہ اور کسی خیال سے اور وہ مر گئیں تو کچھ جنایت نہیں ۱۲ ع یہی اکثر فقہا کا قول ہے صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن فتاوی قاضی خان میں اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب دس سے زیادہ ہو جائیں تب ایک مقدار صدقہ فطر کی واجب ہوگی۔

جنکا ارتکاب حرم کے سبب سے منع ہے حرم کے اندر خواہ محرم ہو یا غیر محرم اُن جنایتون کا ارتکاب کریگا تو اُسکو جزا دینا ضروری ہوگی - اور اس جزا مین صرف دو اختیار ہین یا تو قربانی کرے اگر قیمت بقدر ایک قربانی کے ہوگئی ہو یا وہ قیمت محتاجون کو دیدے روزہ رکھنے کا اختیار نہین ہے

حرم[عہ] کی جنایتین

(۱) سوا اذخر[عہ] کے حرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا[للعہ] نہو اور خودرو ہو اور اُس قسم مین سے نہو جسکو لوگ عادةً بویا کرتے ہین جیسے غلہ اور میوہ جات کے درخت اگر ایسی گھاس یا درخت کو کوئی شخص کاٹے گا تو اُسکی قیمت دینا پڑیگی - بشرطیکہ یہ گھاس وغیرہ کسی کی مملوک نہو اگر مملوک ہوگی تو دوہری قیمت دینا پڑیگی - ایک تو بدستور خدا کی راہ مین اور دوسری اسکے مالک کو ہان اگر مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کردے تو پھر وہی ایک قیمت اللہ کی راہ مین دینا پڑیگی -

اذخر کے کاٹنے مین کچھ جنایت نہین اور جو چیز خودرو نہو بلکہ بوئی اور لگائی گئی ہو خواہ اُسکے بونیکا

عہ حرم مکہ اور اس کے آس پاس کے محدود مقامون کو کہتے ہین حرم کی حد ہر طرف سے برابر نہین ہے جیسا کہ ہم بیان کرتے ہین مدینہ منورہ کی جانب تو مکہ سے تین میل تک حرم ہے اور یمن کی طرف سات میل اور طائف کی طرف بھی سات میل اور عراق کیطرف بھی سات میل اور جدہ کیطرف دس میل حرم کے تمام اطراف کی حدبندی کردی گئی ہے پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نشان لگائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے پھر حضرت معاویہ رضؓ نے جو ابتک ہین ۱۲

عہ اذخر ایک قسم کی گھاس ہے جو دوا مین کام آتی ہے اور قبرون کو بھی اس سے پاٹتے ہین ہندوستان مین بھی اسکی جڑ دوا مین لکھی جاتی ہے ۱۲

للعہ کاٹ لینا اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالنا ایک حکم مین ہے ۱۲ اس قدر ٹوٹ جانا مراد ہے کہ اُسمین اسکی قوت باقی نہو اور نہ تر و تازہ رہ سکے اگر پورا درخت نہین ٹوٹا کوئی شاخ اسکی ٹوٹ گئی ہے تو صرف اُسی شاخ کے کاٹنے مین جنایت نہوگی تر و تازہ شاخ کے کاٹنے مین جنایت ہوگی ۱۲

رواج ہوا نہین اسکے بھی کاٹ لینے مین کچھ جنایت نہین - کیونکہ یہ اُس قسم مین ہے جس کو لوگ عادۃً برتتے ہین کسی درخت کی پتی وغیرہ توڑ لینے مین جو اُس درخت کو نقصان نہ پہنچائے کوئی جنایت نہین بشرطیکہ یہ چیزین کسی کی مملوک نہون اور اگر مملوک ہون تو مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کر دیا ہو یا خود مالک نے کاٹا ہو -

کوئی درخت وغیرہ اگر ایسا ہو کہ اُسکی شاخون کا کچھ حصہ حرم کے اندر ہو اور کچھ حصہ حرم سے باہر تو اُسکی جڑ کا اعتبار کیا جائیگا اگر جڑ حرم مین ہے تو وہ درخت حرم کا سمجھا جائیگا اور کچھ جڑ حرم کے اندر ہے کچھ باہر تب بھی وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر ایسے درخت پر کوئی پرند بیٹھا ہوگا تو اُسمین یہ بات دیکھی جائیگی کہ اگر وہ زخمی ہو کر گرے تو کہان گرے گا اگر حرم مین گرے تو وہ پرند حرم کا سمجھا جائیگا -

حرم کی گھاس کا جانورون سے چروالینا بھی جائز نہین[*] اگر خود بخود کوئی جانور چر لے تو اُسکے مالک پر ضمان نہ پڑیگا - (درمختار وغیرہ)

(۳) حرم کے شکار کا قتل کرنا - اگر کوئی جانور ایسی جگہ بیٹھا ہو کہ پیر تو اُسکے حرم مین ہون اور سر حرم سے باہر تو وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر لیٹا ہوا ہو تو اگر اُسکے بدن کا کوئی جز حرم مین ہوگا تو وہ جانور حرم کا سمجھا جائیگا -

اگر کوئی شخص کسی جانور کو حرم سے باہر نشانہ لگائے اور وہ جانور حرم کے اندر بھاگ جائے اُسکے بعد اسی نشانہ سے زخمی ہو تو جنایت ہو جائیگی -

---

[*] یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے قاضی ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے وہ کہتے ہین کہ چرانے کی ممانعت مین لوگون کا سخت حرج ہے اور حدیث مین صرف کاٹنے اور توڑنے کی ممانعت ہے چرانے کا ذکر نہین ہے بعض فقہا نے انھین کے قول پر فتوی دیا ہے اور لکھا ہے کہ لوگون کا عمل بھی اسی پر ہے ۱۲ (رد المحتار)

اگر حرم کے کسی پرند کے انڈے توڑ ڈالے یا بھون لے یا حرم کی ٹڈیان مارے یا حرم کے کسی شکار کا دودھ دوہے تو اُس کا ضمان دینا ہوگا بعد ضمان دینے کے اُس کا کھانا جائز ہے اور اُس کا پینا بھی جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

کوّے اور چیل اور بھیڑیے اور سانپ بچھو اور چوہے کے مار ڈالنے مین کچھ مضائقہ یعنی جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح کتے اور مچھر کھٹمل چیونٹی پسو اور کلنی اور کچھوا اور پروانہ مکھی اور چھپکلی اور بھڑ اور تمام خزندہ جانورون کے مار ڈالنے مین بھی جزا واجب نہین ہوتی جو حملہ کرے اور اُسکے حملہ کا دفعیہ بغیر قتل کے ممکن نہو بشرطیکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہو۔ ان جانورون کے قتل مین کچھ جزا نہین خواہ حرم کے اندر ہی کیون نہ قتل کیے جائین اور خواہ قاتل ان کا محرم ہو۔

کوّے کی کئی قسمین ہین اُن مین سے عقعق کو فقہانے مستثنی کیا ہے یعنے اسکے قتل سے جزا لازم ہوتی ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اگر کوئی غیر محرم شکار مارے اور اُسکو حرم سے باہر ذبح کرے تو اُسکا کھانا محرم کے لیئے جائز ہے بشرطیکہ اُس شکار کے قتل مین کسی محرم کی کسی قسم کی اعانت نہو نہ اُسنے اُس شکار کے قتل کا حکم دیا ہو گو اُس شکار کرنیوالے نے اُسکو کسی محرم ہی کے لیے شکار کیا ہو۔

ے ٹڈی اگر تین سے کم مارے تو صدقہ کی کوئی مقدار معین نہین جسقدر چاہے دیدے ہان تین سے زیادہ مارنے مین ایک مقدار صدقہ فطر کی معین ہے ل جو مین کا بھی یہی حکم ہے (درمختار) ع بعض فقہا کی عبارتون مین اس مقام پر کتے کے ساتھ کاٹنے والے کی قید ہے مگر یہ قید اتفاقی ہے کاٹتا ہو یا نہین جنگلی ہو یا پلا ہوا ہر حال مین اسکے مار ڈالنے سے جزا لازم نہوگی ہان اگر وہ کسی کا مملوک ہو تو اسکو ضمان دینا پڑیگی ل ھ خزندہ جانور ہین جو سوراخون مین گھس جاتے ہین اور انکے اندر رہو دہاش کرتے ہین جیسے سانپ بچھو چوہا وغیرہ ۱۲ الملہ عقعق وہ کوا ہے جسکے رنگ مین سیاہی کے ساتھ سپیدی بھی ہوا سکی آواز مین عین قاف کی صوت پیدا ہوتی ہے (ردالمحتار)

جو شخص حرم کے اندر داخل ہو اُسپر واجب ہے کہ اگر اُسکے ساتھ مین کوئی شکار ہو تو اُس کو چھوڑ دے[۵۷] یعنے آزاد کردے۔ اسی طرح جو شخص احرام باندھے اور اُسکے ہاتھ مین شکار ہو اُسپر بھی واجب ہے کہ اُس کو اپنے پاس سے علیحدہ کرکے کسی کے پاس امانت رکھا دے یا دیدے۔

اگر یہ شکار جس کو اسنے آزاد کیا ہے کوئی درندہ ہو جیسے شکرا باز وغیرہ اور وہ آزاد ہوکر حرم کے کسی شکار کو قتل کرے تو اسکی جزا اسپر واجب نہ ہوگی۔

اگر شکار اُسکے ہاتھ مین نہو بلکہ مکان مین ہو یا پنجرہ مین بند ہوا اور وہ پنجرا اُسکے ہاتھ مین یا اُسکے خادم کے ہاتھ مین ہو یا اسباب کے اندر رکھا ہو تو پھر اُس کا چھوڑنا ضروری نہین۔ اسی طرح اگر وہ رسّی مین بندھا ہو اور وہ رسّی اُسکے ہاتھ مین ہو تب بھی اُس کا چھوڑنا واجب نہین۔ (ردالمحتار)

مُحرم کو شکار کا مول لینا یا بیچنا جائز نہین اگر بیچے تو اُسپر ضروری ہے کہ واپس لے لے ورنہ جزا دینی پڑے گی۔

محرم شکار کا مالک کسی اختیاری سبب سے مثل خریدنے یا ہبہ وغیرہ کے نہین بن سکتا ہان اگر کوئی سبب اختیاری نہو تو اُسکی وجہ سے البتہ مالک بن سکتا ہے مثلاً کوئی عزیز اُسکا مرجاے اور اُسکے مال مین شکار ہو اور وہ اُس کو وراثت مین ملے تو اس صورت مین اُس کا مالک ہو جائیگا کیونکہ وراثت غیر اختیاری چیز ہے۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو پکڑے یا مول لے پھر اُسکو کوئی شخص اُڑادے تو اُسپر ضمان نہین

---

[۵۷] چھوڑ دینے کا یہ مطلب تھا مگر اس سبب سے بیان کیا گیا کہ پرند کا اُڑا دینا یا چرپایہ کا آزاد کر دینا ممنوع ہے۔ اسمین مال کی اضاعت ہے جو شریعت اسلامیہ مین جائز نہین رکھی گئی ۱۲

کیونکہ وہ شکار اُس محرم کی ملک مین نہ تھا۔
یہ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ جن جنایتون کے سبب سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوگی انکے سبب سے قارن اور ہدی والے متمتع پر دو قربانیان واجب ہونگی علی ہذا صدقہ بھی قارن وغیرہ پر دوگنا واجب ہوتا ہے۔ سوا اس جنایت کے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوے چلا جاے۔ اس جنایت مین قارن وغیرہ پر بھی مفرد کی طرح ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے (درمختار۔ ردالمحتار)

میقات سے بغیر احرام باندھے ہوے حرم کے اندر چلا جانا

بھی جنایت ہی۔ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ جو شخص حرم کے اندر جانا چاہے اُسپر ضروری ہی کہ احرام باندھکر میقات کے اندر داخل ہو۔ پس اسکے خلاف کریگا تو جنایت کا مرتکب ہوگا اُس جنایت کے احکام حسب تفصیل ذیل ہین۔
(۱) جو شخص حرم جانیکے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوے میقات سے آگے چلا جاے اُسپر واجب ہی کہ میقات پر لوٹ کر آئے اگر نہ لوٹا تو چاہے میقات سے آگے بڑھکر احرام باندھ لے یا نہ باندھے اُسپر ایک قربانی واجب ہے۔
(۲) اگر حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا۔ پھر میقات پر لوٹ کر اُسنے احرام باندھ لیا یا احرام تو میقات پر لوٹنے سے پہلے باندھ لیا مگر ابھی تک افعال حج وعمرہ شروع نہین کیے پھر میقات پر لوٹکر تلبیہ[عہ] کہا تو قربانی معاف ہو جائیگی۔
(۳) اگر میقات سے آگے بڑھکر احرام باندھ لیا اور افعال حج وعمرہ کے شروع کر دیئے مثلاً طواف کا ایک شوط کر لیا اسکے بعد میقات پر لوٹ کر آیا یا افعال حج وعمرہ کے شروع کر لیے

عہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے انکے نزدیک تلبیہ کی تجدید ضروری ہے ۱۲

پہلے میقات پر لوٹ کر آ گیا اگر تلبیہ نہ کہا تو ان دونون صورتونمین ایک قربانی واجب ہوگی

(۴) اگر دوبارہ میقات پر آنیسے حج کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو چاہیے کہ نہ لوٹے اور اس نہ لوٹنے کی وجہ سے ایک قربانی کردے۔

(۵) کوئی مکی یا وہ متمتع جو اپنے عمرہ سے فارغ ہوچکا ہے بقصد حج حرم سے باہر نکل گئے اور پھر حل مین جاکر احرام باندھا اور وہین سے عرفات مین وقوف کے لیے چلے گئے تو ان پر ایک قربانی واجب ہے کیونکہ اُنکی میقات حرم ہے اور وہ اُس سے بغیر احرام باندھے ہوئے نکل گئے۔

(۶) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے کئی مرتبہ حرم کے اندر آمد و رفت کرے تو ہر مرتبہ کے عوض مین اُسکے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ ضروری ہے۔ پھر اسی سال اگر کوئی حج یا عمرہ کریگا گو وہ اس بغیر احرام جانیکے جنایت اُتارنیکی غرض سے نہو تو ایک مرتبہ کی جنایت اُتر جائیگی۔ ہان بعد اس سال کے پھر خاص اسی نیت سے کریگا تو جنایت اُتریگی ورنہ نہین

(۷) اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام باندھے نکل جاوے اور اسکا ارادہ حرم مین جانیکا نہو بلکہ حل مین کسی مقام کے جانیکی نیت ہو تو اُسپر بغیر احرام نکل جانے مین کچھ جنایت نہین پھر وہ اُس مقام سے بغیر احرام باندھے حرم کے اندر جا سکتا ہے اگرچہ وہ اس حل کے مقام مین پندرہ روز سے بھی کم رہا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

(۸) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر اُسنے بغیر میقات پر لوٹے ہوئے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اتفاق سے وہ فاسد ہو گیا تو اُس کو پورا کر کے اُسکی قضا کرلے قضا کا احرام میقات سے باندھے اب اُسپر قربانی واجب نہوگی۔

احرام پر احرام باندھنا

احرام پر احرام باندھنے کی صورت یہ ہے کہ ہنوز ایک احرام سے باہر نہوا ہو کہ دوسرا احرام باندھ لے اسکی چار قسمین ہین۔ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا۔ حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا۔ عمرہ کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا۔ حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا اب ہر قسم کے احکام بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) غیر آفاقی اگر عمرہ کا احرام باندھکر چار شوط سے کم اُسکے طواف کے ادا کر چکا ہو تو پھر حج کا احرام باندھ لے تو اُسکو ضروری ہے کہ ان دو احرامون مین سے ایک احرام کو توڑ دے یعنی کوئی فعل مخالف احرام کے (مثل حلق وغیرہ کے) بہ نیت احرام توڑنیکے کرے اور اس احرام توڑنیکے جنایت کے کفارہ مین ایک قربانی کرے۔ پس اگر اُس نے حج کا احرام توڑا ہے اور یہی بہتر ہے تو اُسپر اس سال ایک عمرہ اور سال آیندہ مین ایک حج ضروری ہے اور اگر حج کا زمانہ باقی ہو اور اُسی سال حج کرلے تو پھر عمرہ کی حاجت نہین اور اگر اُسنے عمرہ کا احرام توڑا ہے تو صرف عمرہ کی قضا اُس کو کرنی ہوگی چاہے اسی سال کرلے چاہے سال آیندہ مین۔

غیر آفاقی کی قید اس لیے لگائی گئی کہ آفاقی اگر ایسا کریگا تو اُس کو کسی احرام کے توڑنیکی حاجت نہین کیونکہ وہ صورت مفروضہ مین قارن ہو جائیگا اور اگر عمرہ کے چار یا چار سے زیادہ شوط طواف کے کر چکا ہوگا تو متمتع ہو جائیگا اور قران و تمتع آفاقی کے لیے ممنوع نہین ہے عمرہ کے چار شوط سے کم طواف کرنیکی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا طواف بالکل کیا ہی

؎ غیر آفاقی وہ شخص جو مکہ کا یا حرم کے اندر اور کسی مقام کا رہنے والا ہو متمتع اپنے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مین قیام کرے وہ بھی حکماً غیر آفاقی ہے ۱۲

نہ ہوگا تو پھر عمرہ کے احرام کا خاصکر توڑنا ضروری ہوگا اور چار شوط یا اس سے زیادہ عمرہ کا طواف کرچکا ہوگا تو پھر خاصکر حج کے احرام کا توڑنا لازم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو پھر اُسپر دوسرے حج کا احرام باندھے تو اسکی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ دونوں حجوں کا احرام ساتھ ہی باندھے۔ دوسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھنے کے بعد بغیر اسکے کہ اُسکے افعال شروع کرے دوسرے حج کا احرام باندھے تیسرے یہ کہ ایکحج کا احرام باندھکر اسکے افعال شروع کردینے کے بعد دوسرے احرام باندھے۔

پہلی دونوں صورتوں میں دو حج اُسکے ذمہ لازم ہو جائینگے مگر ایک کا احرام توڑدے جب چلنے لگے اور اسکو سال آیندہ میں قضا کرے اور ایک عمرہ بھی اسکے ذمہ ضروری ہوگا اور ایک قربانی کرنی ہوگی تیسری صورت میں اگر دوسرے حج کا احرام دسویں تاریخ کو حلق یا تقصیر کے بعد باندھا ہے تو اس دوسرے حج کا سال آیندہ میں ادا کرنا اُسپر ضروری ہے اور جبتک اس کو ادا نکریگا محرم رہیگا اور اگر دسویں تاریخ کو حلق و تقصیر سے پہلے دوسرے حج کا احرام باندھلیا ہے تو پہلے حج کے لیے حلق یا تقصیر کرائے اور سال آیندہ میں دوسرا حج کرے اور ایک قربانی بھی جنایت کے بدلہ میں کرے اور اگر دسویں تاریخ سے پہلے احرام دوسرے حج کا باندھ لیا تو بدستور اس دوسرے احرام کو توڑ ڈالے اور ایک قربانی جنایت کی دے اور سال آیندہ میں دوسرا حج ادا کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص عمرہ کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لے تو اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ نہیں ہوا تو دوسرے عمرہ کا احرام خود بخود پہلے عمرہ کی سعی شروع کرتے ہی ٹوٹ جائیگا اور ایک قربانی اس احرام توڑنیکی اسکو دینا ہوگی اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے

فارغ ہوچکا ہے تو دوسرے عمرہ کا احرام توڑنے کی حاجت نہین اُسکو بھی ادا کرے اور اُسکے فراغت سے پہلے عمرہ کا حلق وتقصیر نکرائے ورنہ دو قربانیان کرنا ہونگی ایک توقبل فارغ ہونے دوسرے عمرہ کے حلق کرانے کے سبب سے اور دوسرے دو عمرون کے جمع کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو اُسکے بعد عمرہ کا احرام باندھنے تو اگر غیر آفاقی ہی تو اُسکا وہی حکم جو پہلی قسم مین گذر چکا یعنی دو احرامون مین کسی ایک کا توڑنا اور توڑنے کے عوض مین قربانی کرنا وغیرہ اُسپر ضروری ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا اور اگر آفاقی ہے تو اُسکو کسی احرام کا توڑنا ضروری نہین دونون اُسپر لازم ہوجائینگے اور وہ اِس صورت مین متمتع کہلائیگا گو خلافِ سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا کیونکہ تمتع کی مسنون صورت یہ تھی کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھتا اُس سے فراغت کرکے حج کا احرام باندھتا یا دونون کا ساتھ باندھتا تو قِران ہوجاتا۔ اب اگر وہ حج کا طوافِ قدوم ابھی نہین کرچکا تو اُسکو چاہیے کہ عمرہ کا طواف کرکے حج کرے اور اگر حج کا طواف قدوم کرچکا ہو تو اُسکے لیے مستحب ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑدے اور حج کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ ادا کرے اور ایک قربانی اس صورت مین احرام توڑنے کی جنایت مین دے اور اگر عمرہ کا احرام نہ توڑے تب بھی درست ہی مگر ایک قربانی جنایت کی اِس صورت مین بھی دینا ہوگی اور اگر حج کے وقوفِ عرفات سے فارغ ہوچکا اُسکے بعد دسوین تاریخ کو یا اُسکے بعد ایامِ تشریق کے کسی اور دن مین عمرہ کا احرام باندھا تو اُسپر عمرہ لازم ہوجائیگا گو ابھی حج کے لیے حلق وتقصیر نہ کرایا ہو اور طوافِ زیارت نہ کیا ہو یا کرچکا ہو۔ مگر عمرہ کے اِس احرام کا توڑنا واجب ہے پھر حج کی رمی وغیرہ سے بالکل فارغ ہونے کے بعد از سرِ نو عمرہ کا احرام باندھکر اِس

عمرہ کی قضا کرے اور احرام توڑنے کے بدلہ مین قربانی کرے۔
جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو وہ اگر حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا تو اسکو اس دوسرے احرام کا توڑ دینا ضروری ہے اور جب حج فوت ہوجائے تو چاہیے کہ عمرہ ادا کر کے حج کے احرام سے باہر ہوجائے اور سال آیندہ مین اُس حج کی قضا کرے اور ایک قربانی اس جنایت کے بدلہ مین کرے کہ وہ بغیر حج کیے حج کے احرام سے باہر ہوگیا۔

احصار کا بیان

احصار کے معنے لغت مین تو روک لیا جانا۔ اور اصطلاحِ فقہ مین احرام کے بعد حج یا عمرہ کے کسی رکن سے روکا جانا جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آجائے اُسکو مُحصر کہتے ہین۔
چونکہ یہ بھی ایک قسم کی جنایت ہی یعنی جس طرح جنایت کی قربانی کا قربانی کرنیوالے کو کھانا جائز نہین۔ اسی طرح احصار کی قربانی کا بھی قربانی کرنے والے کو کھانا درست نہین لہذا اسکا ذکر بھی جنایات کے بعد مناسب معلوم ہوا۔
اس جگہ ہم دو باتین بیان کرین گے اول تو احصار کی صورتین دوسرے احصار کا حکم اور نتیجہ

احصار کی صورتین

(۱) کسی دشمن کا خوف ہو۔ دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ مین کوئی دشمن بیٹھا ہوا ہے وہ حجاج کو ستاتا ہے لوٹتا ہے مارتا ہے یا کوئی شیر وغیرہ لاگو ہوگیا ہے اور اُسکی دفعیہ کی کوئی صورت نہین۔
(۲) بیماری۔ احرام باندھنے کے بعد بیمار ہوجائے کہ اب آگے نہین بڑھ سکتا یا آگے بڑھ تو سکتا ہے مگر مرض مین زیادتی کا خوف ہے۔
(۳) عورت کا کوئی محرم نہین۔ محرم ہو اور مرجائے یا کہین چلا جائے یا ہو ہی نہین یا ہمراہ

جانے سے انکار کرے ان سب صورتون مین اگر وہ احرام باندھ چکی ہے تو احصار ہو جائیگا۔
(۴) خرچ ختم ہو جائے۔ مثلاً چوری جائے یا پہلے ہی کم ہمراہ لایا ہو
(۵) عورت کے لیے عدت۔ احرام باندھنے کے بعد شوہر مرجاے یا طلاق دیدے اور وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائیگا ہان اگر وہ عورت اسوقت مقیم ہے اور اُسکے وطن سے مکہ بقدر مسافت سفر نہین ہے تو احصار نہ سمجھا جائیگا۔ عدت کے مسئلہ تفصیل حج کی شرائط گذر چکی۔
(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔
(۷) عورت کے لیے شوہر کا منع کرنا بشرطیکہ حج کا احرام بغیر اسکی اجازت کے باندھا ہو حج فرض کے روکنے کا اور حج نفل مین بعد اجازت دینے کے روکنے کا اختیار شوہر کو نہین ہے۔
(۸) لونڈی غلام کو اُسکے مالک کا منع کرنا۔

احصار کا حکم

اگر محصر اپنے گھر لوٹ آئے اور اُس مانع کے زائل ہوتے تک اپنے احرام پر قائم رہے پھر جب احصار دفع ہو جائے تو جس چیز کا احرام باندھا ہے اُسکو ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس صورت مین اگر حج کا احرام باندھا تھا اور اُسی سال حج کا وقت مل گیا تو خیر ورنہ عمرہ کرکے اپنے پہلے احرام سے باہر ہو جائے اور پھر جدید احرام باندھ کر حج کرے۔ اور اگر محصر یہ چاہے کہ مین احرام سے باہر ہو جاؤن تو اگر وہ مفرد یا معتمر ہے تو ایک قربانی یا اُسکی قیمت حرم مین بھیجدے اور جو قارن ہو تو دو قربانیان یا اُنکی قیمت بھیجدے کہ اُس قیمت سے وہان قربانی کا جانور مول لے لیا جائے۔ یہ قربانی حرم مین کسی مقام پر ذبح کر دی جائے گو دسوین تاریخ سے پہلے ہی کیون نہو اور قربانی بھیجتے وقت یہین سے اُسکے ذبح کا دن

مقرر کردے تاکہ اسی دن یہ محصر اپنے کو احرام سے باہر سمجھنے لگے۔ معاً ذبح کرتے ہی احرام سے باہر ہوجائیگا۔ حلق تقصیر کرائے یا نہ کرائے۔

اگر کسی محصر نے یہ سمجھ کر کہ اب قربانی ذبح ہوگئی ہوگی اپنے کو احرام سے باہر سمجھ لیا اور کوئی فعل خلاف احرام کیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اس دن قربانی ذبح نہین ہوئی تھی یا ذبح تو اسی دن ہوگئی تھی مگر حرم مین ذبح نہین ہوئی تو ایسی صورت مین جس قدر جنایتین اُس نے کی ہونگی ہر جنایت کے عوض مین جزا دینی پڑیگی (در مختار)

پھر جب احصار جاتا رہے اور اس محصر نے حج کا احرام باندھا ہو اور اس سال حج کا زمانہ باقی ہو اور حج کرنے جائے تو مفرد ایک حج اور عمرہ کرے اور قارن دو عمرہ اور ایک حج کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرلے۔

اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد احصار جاتا رہا اور یہ ممکن ہے کہ اگر وہ محصر روانہ ہوجائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہونچ جائیگا اور حج بھی مل جائیگا تو اُسپر واجب ہے کہ فوراً روانہ ہوجائے اور اگر یہ ممکن نہین یعنی قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے نہین پہونچ سکتا یا کہ حج نہین مل سکتا تو پھر اُسپر فوراً جانا واجب نہین۔

کوئی شخص اگر مکہ مین ہو اور وہ حج کے دونون رکنون یعنی طواف اور وقوف عرفات سے روکا جائے تو وہ محصر ہوجائیگا اور اگر صرف ایک رکن سے روکا جائے مثلاً صرف طواف سے یا صرف وقوف عرفات سے تو پھر وہ محصر نہین ہے یعنی اسکو اس رکنے کے جانے کے عوض مین قربانی نہ کرنی پڑیگی ہان اگر وقوف سے روکا گیا ہے تو سالِ آیندہ مین اُسکی قضا کرنا پڑیگی۔

جس شخص سے حج فوت ہوجائے اُسکو چاہیے کہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوجائے۔ اگر مفرد ہے تو ایک عمرہ کرے قارن ہے تو دو عمرہ کرے اور بعد اسکے حلق یا تقصیر کرائے اور پھر سالِ آیندہ مین

اس حج مفرد یا قرآن کی قضا کرے - قرآن کی قضا مین یہ ضروری نہین کہ وہ بھی قرآن ہو بلکہ اختیار ہے کہ عمرہ کا احرام علیحدہ باندھکر عمرہ کرے اور حج کا احرام جدا باندھکر حج کرے

دوسرے کی طرف سے حج کرنا

ہم اگلی جلدون مین لکھ چکے ہین کہ عبادت کی تین قسمین ہین بعض تو صرف بدنی ہین جیسے نماز روزہ تلاوت ذکر وغیرہ - اور بعض صرف مالی ہین جیسے زکوٰۃ صدقہ فطر عشر وغیرہ - اور بعض دونون سے مرکب ہین جیسے حج عمرہ زیارت قبور مقدسہ انبیاء و اولیاء

پہلی قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست نہین یعنی اُسکے ذمہ سے فرض ساقط نہین ہوسکتا مثلاً کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرے سے پڑھوا دے یا خود روزہ نہ رکھے دوسرے سے رکھوا دے تو درست نہین ہان ان عبادات کا ثواب کسی کو پہونچانا بے شبہہ درست ہے - دوسری قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست ہے یعنی اُسکے ذمہ سے فرض اُتر جاتا ہے اور اُسکا ثواب بھی دوسرے کو پہونچانا جائز ہے -

تیسری قسم کی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہونچ جاتا ہے مگر اُسکے ذمہ سے فرض اُترنے کے لیے چند شرطین ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے - حج بھی اسی تیسری قسم کی عبادات مین ہے لہذا ہم ہر جگہ حج

علہ امام مالک اور امام شافعی اس مسئلہ مین مخالف ہین وہ کہتے ہین کہ عبادات بدنیہ کا ثواب دوسرے کو نہین پہونچتا باقی اقسام کی عبادتون کا ثواب پہونچنے مین وہ بھی متفق ہین حنفیہ کی تائید مین بہت احادیث صحیحہ اور آیات قرآن مجید وارد ہین اور وہ اپنے مقام مین مذکور ہین ۱۲ علہ اس تیسری قسم کی عبادات مین سوا حج کے اور کوئی عبادت خدا کی طرف سے فرض نہین کی گئی ہان اگر خود کسی عبادت کی نذر کرے تو واجب ہوجائیگی مثلاً کسی نبی کی قبر پاک کی زیارت کی نذر کرے تو وہ واجب ہوجائیگی اور اسکا وجوب بغیر ان شرطون کے نہ اُتریگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت بھی واجب ہے جیسا کہ ہم آئندہ بہت محققانہ طور پر بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

کی تخصیص کرینگے کیونکہ اصالتًا اسی کا بیان کرنا مقصود ہی اور تیسری قسم کی تمام عبادات کا قیاس کرلیجائے

(۱) وہ شخص جسکی طرف سے حج کیا جاتا ہی بذاتِ خود حج کرنے سے معذور ہوا اور وہ معذوری اگر ایسی ہو کہ اُسکے زائل ہوجانے کی اُمید ہے تو اُس معذوری کا آخر وقت یعنی موت تک رہنا شرط ہے اور اگر وہ معذوری ایسی ہے کہ اُسکے زائل ہوجانے کی امید نہین جیسی بڑھاپے کا ضعف یا نابینا ہونا یا پیرون کا کٹا ہونا وغیرہ تو پھر اس معذوری کا آخر وقت تک رہنا شرط نہین حتی کہ اگر بعد اسکے کہ دوسرے نے اسکی طرف سے حج کرلیا وہ معذوری جاتی رہی تو اسکو بذاتِ خود حج نہ کرنا پڑیگا فرض اُتر چکا بخلاف پہلی قسم کی معذوری کے کہ اگر وہ زائل ہوجائے تو پھر دوبارہ حج کرنا پڑیگا۔

(۲) یہ معذوری حج کرانے سے پہلے پائی جاتی ہو اگر اُسوقت نہ تھی اور بعد کو پیدا ہوگئی تو اسکا اعتبار نہین یعنی وہ حج اسکی طرف سے صحیح نہوگا بلکہ اب بعد معذوری پیدا ہوجانے کے اسکو چاہیے کہ کسی کو حج کرنے بھیجے

(۳) جسکی طرف سے حج کیا جائے احرام باندھتے وقت اُسکی نیت کرنا مثلًا یون کہے کہ مین فلان شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہون اُسکی طرف سے تلبیہ کہتا ہون۔ اور اگر اسکا نام بھول گیا ہو تو صرف یہی کہدینا کافی ہوگا کہ جسنے مجھے بھیجا ہی اُسکی طرف سے مین احرام باندھتا ہون

(۴) جسکی طرف سے حج کیا جاتا ہو اُسنے حج کرنے کا حکم دیا یعنی یہ کہا ہو کہ تو میری طرف سے حج کر بغیر کہے ہوے اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کرلے تو اُس دوسرے شخص کے ذمہ سے فرض ساقط نہوگا۔ اگر کوئی شخص مرتے وقت وصیت کر گیا ہو کہ میری طرف سے حج کرا دیا جائے تو یہی حکم ہی۔ وارث[۱] اگر بغیر وصیت[۲] کے حج کرے یا کسی سے کرائے تب بھی درست ہے یعنی

---

[۱] بعض فقہا کہتے ہین کہ اگر غیر وارث بھی بغیر وصیت کے اپنی طرف سے احسان کرکے کسی دوسرے کے عوض حج کرائے تو اس دوسرے کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائیگا مگر یہ قول اکثرین کے خلاف ہے ۱۲

[۲] مثلًا بیٹا اپنے باپ کی طرف سے بغیر وصیت کے حج کرلے تو فرض اُتر جائیگا ۱۲

فرضیت ساقط ہوجائیگی

(۵) جس کی طرف سے حج کیا جائے روپیہ وہی دے پورے خرچ کے بقدر یا اکثر حصہ۔ اگر کوئی شخص اپنے مال سے خرچ کرکے دوسرے کی طرف سے حج کرے اور پھر اُس سے خرچ لے لے تو اُس دوسرے کی طرف سے حج کرنا صحیح ہوجائیگا اُسکے ذمہ سے فرض اُتر جائیگا ہاں اگر خرچ اُس سے نہ لے تو پھر اسکی طرف سے حج ادا نہوگا

(۶) جو شخص اپنی طرف سے حج کرائے اُسنے اگر کسی خاص شخص کی نسبت کہا ہو کہ وہ میری طرف سے حج کرے تو اُسی خاص شخص کا حج کرنا اگر دوسرا شخص کرے تو اُسکی طرف سے حج ادا نہوگا ہاں اگر کسی شخص کو روپیہ دیکر اس سے یہ کہدیا جائے کہ تجھے اختیار ہے چاہے خود حج کرنے جا چاہے کسی اور کو بھیجدے تو پھر وہ شخص چاہے خود جائے چاہے کسی اور کو بھیجدے بہرحال اُس روپیہ دینے والے کی طرف سے حج ادا ہوجائیگا۔

(۷) جس شخص کی طرف سے حج کیا جاتا ہے اُسپر حج فرض ہو ورنہ فرض نہ ساقط ہوگا مثلاً کوئی فقیر یا ایسا شخص جس مین حج کی فرضیت کے شرائط نہین پائے جاتے اپنی طرف سے کسی کو حج کرائے تو اُسکے ذمہ سے فرض نہ ساقط ہوگا یعنی اس حج کرانے کے اگر اس مین شرائط فرضیت حج کے پائے جائینگے تو پھر اُسکو حج کرانا ہوگا۔

(۸) حج جس شخص سے کرایا جاتا ہے وہ رستہ سواری پر طے کرے نہ پیادہ پا ہان اگر خرچ کم پڑجائے اور اس وجہ سے کچھ رستہ پیادہ پا کرلے تو درست ہی۔

(۹) جس شخص سے حج کرایا جائے وہ وہین سے سفر کرے جہان وہ شخص رہتا ہو جسکی طرف سے حج کرایا جاتا ہی اور وہ شخص مرگیا ہو اور اسکے وارث اسکی طرف سے حج کراتے ہون وصیت کا تہائی مال [عہ]

عہ تہائی مال کی قید اس لیے لگادی گئی کہ وصیت صرف تہائی مال مین جاری ہوتی ہی اور یہ صورت بھی وصیت کی شکل ہی۔

جس مقام سے کفایت کرے وہین سے حج کے لیے سفر کیا جائے۔

(۱۰) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے وہ حج کو فاسد نکرے اگر فاسد کریگا پھر اُسکی قضا کریگا تو وہ دوسرے شخص کی طرف سے فرضیت کو ساقط نکریگا

(۱۱) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے وہ اُسکے حکم کی مخالفت نکرے یعنی اگر اُسنے افراد کو کہا ہو تو افراد کرے قران کو کہا ہو تو قران کا احرام باندھے تمتع کے لیے کہا ہو تو تمتع کرے۔ ہان اگر اُسنے افراد کے لیے کہا تھا اور اُسنے پہلے اسکی طرف سے حج کیا بعد اُسکے پھر اپنے لیے عمرہ کیا تو درست ہے مگر اس زمانے کے قیام کا خرچ وغیرہ اُس دوسرے شخص کے ذمہ نہوگا بلکہ اُسکو اپنے پاس سے کرنا پڑا ہے۔

(۱۲) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرے وہ ایک ہی حج کا احرام باندھے اگر وہ ایسا کریگا کہ ایک حج کا احرام دوسرے کی طرف سے اور ایک کا اپنی طرف سے باندھے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہو گی ہان اگر دوسرے حج کا احرام توڑ دے تو درست ہے

(۱۳) ایک ہی شخص کی طرف سے حج کا احرام کرنا۔ اگر دو آدمی ملکر کسی شخص کو حج کرنے کے لیے بھیجین اور وہ دونون کی طرف سے حج کا احرام باندھے تو کسی کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہو گی اگرچہ وہ بعد حج کے اُن دونون مین سے کسی ایک کی تخصیص کرے ہان کوئی وارث اگر اپنے دو مورثون کی طرف سے بغیر اُنکی وصیت کے حج کرے تو درست ہے یعنی اگر ان مورثون مین سے کسی ایک کے

سلہ مثلاً بیٹا اپنے ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے یا حج کرے فضائل احادیث صحیحہ مین بکثرت وارد ہوئے ہین۔ دارقطنی مین متعدد طرق سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اللہ تعالیٰ انکا حج پورا کردیگا اور اسکو دس حج کے برابر ثواب ملے گا اور قیامت کے دن نیک لوگون کے ساتھ اسکا حشر ہوگا افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے غافل ہین وہ اگر حج کرتے ہین تو اپنے ماں باپ کو اسکا ثواب نہین پہونچاتے حالانکہ اس سے انکا نقصان نہوگا انکا فرض ادا ہو جائیگا۔

ذمہ حج فرض تھا اور اُسنے بعد حج کرنے کے اُسکی تخصیص کرلی کہ مین اسی کی طرف سے حج کرتا ہون تو اُسکے ذمہ سے فرض[عہ] اُتر جائیگا۔

(۱۴) جس سے حج کرایا جائے وہ مسلمان ہو۔

(۱۵) جس سے حج کرایا جائے وہ عاقل ہو مجنون نہو۔

(۱۶) جس سے حج کرایا جائے وہ سمجھدار ہو گو نابالغ ہو۔ ناسمجھ بچے سے اگر حج کرایا جائے تو فرضیت ساقط نہوگی۔

(۱۷) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے حج اُس سے فوت نہو اگر فوت ہوجائیگا اور وہ پھر قضا کریگا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہوگی

یہ سب شرائط فرضیت ساقط ہونے کے لیے ہین محض ثواب پہونچانے کیلیے ان شرائط کی ضرورت نہین

ان شرائط کے سوا اور کوئی شرط ہمارے[عہ] یہان نہین ہی ہمارے یہان عورت سے غلام سے اور اس شخص سے جسنے اپنے لیے کبھی حج نہ کیا ہو حج کرالینا درست ہی فرضیت ساقط ہوجائیگی

ان شرائط کے علاوہ اور شرائط بھی بعض علمائنے اپنی کتابون مین لکھے ہین حتی کہ صاحب لباب المناسک نے بیس شرطین گنادی ہین لیکن بعض تو اُن مین مکرر ہین یعنی صرف عبارت کا فرق ہی مآل ایک ہی ہی اس لیے ہمنے اُنکو حذف کردیا اور بعض درحقیقت شرط ہی نہین ہین مثلاً صاحب درمختار اور صاحب لباب المناسک وغیرہما لکھتے ہین کہ جس سے حج کرایا جائے اُس سے حج کا

عہ اس مقام پر ایک بات باقی ہی کہ اگر یہ حج اس وارث نے اپنا فرض اتارنے کے لیے کیا ہو تو آیا صرف مورث کا فرض اُتریگا یا صرف اُسکا یا دونون کا۔ محققین فقہا کی تحریر اور ظاہر احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونون کا اُتر جائیگا۔ رد المحتار ۱۲

عہ امام شافعی کے نزدیک اسکے علاوہ اور بھی شرائط ہین مثلاً مرد ہونا آزاد ہونا اور اپنی طرف سے حج کر چکنا اُنکے نزدیک عورت اور غلام اور اُس شخص کا حج دوسرے کی طرف سے درست نہین جس نے کبھی اپنے لیے حج نہ کیا ہو ۱۲

معاملہ نہ کیا جائے یعنی یون نہ کہا جائے کہ ہم تمکو اس قدر روپیہ دینگے تم اسکے عوض مین ہماری طرف سے حج کرآؤ اگر ایسا کیا جائیگا تو حج کرنیوالے کی طرف سے وہ حج صحیح نہوگا حالانکہ یہ قول خلاف تحقیق اور خلاف ظاہر روایت ہے محققین نے لکھا ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اس صورت مین عبادت کی اُجرت لازم آتی ہے اور عبادت پر اُجرت لینا نادرست ہے لہذا اس قسم کا معاملہ جائز ہی نہوگا اور یہ اجارہ باطل ہو جائیگا اور حج کرانے والے کو صرف اُسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو حج مین خرچ ہوا ہے خواہ اجارہ اِس سے کم پر ہوا ہو یا زیادہ پر اور حج اسکی طرف سے درست ہو جائیگا **مثال** زید نے عمرو سے کہا کہ ہم تمکو پانچ سو روپیہ دینگے تم ہماری طرف سے حج کرآؤ تو یہ اجارہ باطل ہے زید کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو عمرو نے حج مین خرچ کیا ہو خواہ وہ پانچ سو سے زیادہ ہو یا پانچسو سے کم (ردالمحتار وغیرہ)

شرائط کا بیان تو ہو چکا اب مسائل کا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر وہ محصر ہو جائے تو احصار کی قربانی کی قیمت اُسی شخص کے ذمہ واجب ہے جس نے حج کے لیے بھیجا ہے۔ اور اگر وہ مر گیا ہو تو اُسکے تہائی مال سے لیجائے۔ پھر سال آیندہ مین ایک حج اس حج کے بدلے کرے جیسا کہ احصار کا عام قاعدہ ہے پھر اُسکے بعد دوسرے سال ایک حج کرانیوالے کی طرف سے کرے۔

(۲) جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر اُس سے حج فوت ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ اُسکے قصور سے

عہ ظاہر روایت ان مسئلہ کو کہتے ہین جو امام محمد کی ان چھ کتابون مین ہو۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ زیادات۔ مبسوط ۱۲

عہ متاخرین علماء نے بعض بعض عبادتون پر اجرت لینے کو جائز لکھا ہے مثلاً تعلیم دین اور اذان و امامت وغیرہ کے اس مسئلہ کو اگر خدا نے چاہا تو ہم بہت مدلل و مبسوط بیان کرینگے ۱۲

عہ بعض فقہا کہتے ہین کہ تہائی سے نہین بلکہ کل مال سے یعنی اگر کل مال قربانی مین خرچ ہو جائے تو خرچ کردینگے بعض نے اس پر فتوے بھی دیا ہے مگر زیادہ قوی وہی قول ہے جو کتاب مین لکھا گیا ۱۲

فوت ہوا ہے یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے - پہلی صورت مین اُسپر ضروری ہوگا کہ
بھیجنے والے کا جس قدر روپیہ خرچ کیا تھا اُسکو اپنا سمجھے اور پھر اپنے پاس سے
خرچ کرکے علاوہ اِس حج کے جو فوت ہوجانے کے بدلے مین اُسکو کرنا پڑیگا حج کرانے
والے کے لیے ایک حج اور کرے۔

(۳) قرآن اور تمتع کی قربانیان اور جنایت کی قربانی حج کرنے والے کے ذمہ[سو]
ہونگی نہ حج کرانے والے کے اگر حج[سو] کرانے والے نے تمتع یا قرآن کی اجازت دی ہو

(۴) اگر دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالا حج کو فاسد کردے تو اسکی قضا سال آیندہ مین اُسکے
ذمہ ضروری ہوگی مگر یہ قضا کا حج کرانے والے کی طرف سے نہوگا بلکہ حج کرانیوالے کے لیے اسکے
علاوہ ایک حج اور اُسکو کرنا پڑیگا اور اسکا خرچ اسکو اپنے پاس سے کرنا ہوگا حج کرنیوالے سے تو پہلے ہی لے چکا ہے

(۵) جسکو کسی میت کی طرف سے حج کے لیے بھیجا ہے اگر وہ وقوف عرفات سے پہلے مرجائے یا اُسکا
روپیہ چوری جائے تو جس قدر مال میت کا باقی ہے اُسکی تہائی سے دوسرا حج کرایا جائے اُسی
مقام سے جہان وہ میت رہتا تھا اور اگر تہائی مال اسقدر نہو تو جہان سے ممکن ہو وہین سے حج
کرا دیا جائے پھر اگر یہ دوسرا شخص جو بھیجا گیا اُسپر بھی یہی واقعہ پیش آئے یعنی مرجائے یا اُسکا مال چوری
جائے تو پھر جسقدر مال میت کا باقی ہو اسکے تہائی سے پھر حج کرایا جائے اگر یہ واقعہ پھر پیش آجائے
تو پھر ایسا ہی کیا جائے یہانتک کہ سب مال ختم ہوجائے یا اسقدر مال رہ جائے جس مین حج نہین ہوسکتا

(۶) حج کے لیے کسی دوسرے کو بھیجنا یا بھیجنے کی وصیت کرجانا اُسی حالت مین ضروری ہے

سو جنایت کی قربانی کا اُسکے ذمہ ہونا ظاہر ہے اس لیے کہ اسی کا قصور ہے سزا بھی اسی کو ملنا چاہیے باقی رہی قران
اور تمتع کی قربانی تو اُسکے ذمہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونون قربانیان شکریہ کی ہین اور یہ شکریہ اسی
شخص پر واجب ہوتا ہے جو حقیقتہً تمتع اور قران کرے اور حقیقتہً انکا کرنیوالا یہی شخص ہے نہ بھیجنے والا ۱۲

سو یہ شرط اسی واسطے لگائی گئی کہ اگر اُس نے اجازت نہ دی ہوگی تو یہ حج ہی اُسکی طرف سے نہوگا اور ایسی حالت مین
بدرجہ اولی اسی شخص کے ذمہ تمتع اور قران کی قربانی واجب ہوئی ۱۲

کہ اُسپر حج فرض ہوچکا ہو اور خود نہ جا سکے۔ اگر کوئی شخص حج کے لیے گھر سے چلا مگر وقوف عرفات سے پہلے مرگیا تو اُسپر حج کے لیے وصیت کرنا اُسی حالت مین ضروری ہے کہ جس سال حج اُسپر فرض ہوا تھا اُسی سال سے اُسنے تاخیر کردی ہو اگر اُسی سال حج کرنے چلا گیا تو پھر وصیت کرجانے کی کچھ حاجت نہین۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو اِسی سال جاکر میری طرف سے حج کرآ اور وہ اِس سال نہ جائے تو وہ مخالفت کرنے والا نہ سمجھا جائیگا[1] اور جب حج کریگا درست ہوجائیگا یعنی بھیجنے والے کی طرف سے فرض ادا ہوجائیگا۔

(۸) جس قدر روپیہ کسی شخص کو حج کرنے کے لیے دیا جائے اگر اُس مین کمی پڑجائے تو وہ اُس قدر بھیجنے والے سے اور لے اور اگر کچھ بچ رہے تو واپس کرے۔ ہان اگر بھیجنے والا یہ کہدے کہ جس قدر بچ جائے اُسکی بابت مین تجھے اختیار دیتا ہون کہ جسکو چاہے دیدے۔ چاہے خود اپنے صرف مین لے آئے تو اِس صورت مین بچے ہوے روپیہ کا اپنے صرف مین لے آنا اُس شخص کے لیے جائز ہوجائیگا۔

حج کی نذر ماننا

حج جس طرح کہ خدا کی طرف سے جب اُسکے شرائط پائے جائین فرض ہے۔ اور اِس حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہین اُسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہوجاتا ہے اور اُس شخص پر حج کرنا ضروری ہوجاتا ہے یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ واجب نہون مگر نذر کرنے سے واجب ہوجاتی ہین۔

تیسری جلد مین **نذر روزہ** کے بیان مین ہم لکھ چکے ہین کہ نذر کے الفاظ مین قسم کا

[1] اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ اگر حج کرنیوالا حج کرنیوالے کے حکم کی مخالفت کریگا تو حج اُسکی طرف سے نہوگا ۱۲

بھی احتمال ہے جس لفظ سے نذر کا مفہوم ادا ہوتا ہے اُسی سے قسم کا بھی مطلب سمجھا جاتا ہے دونوں مثل لازم و ملزوم کے ہیں۔ نذر کہتے ہیں ایک غیر واجب چیز کے واجب کر لینے کو اور قسم کہتے ہیں مباح[1] چیز کے حرام کر لینے کو پس جب کسی غیر واجب چیز کو کرنا اپنے اوپر واجب کیا جائیگا تو اُسکا نہ کرنا جو مباح تھا حرام ہو جائیگا مثلاً جب کسی شخص نے نفل نماز کی نذر مانی تو اب اُس نفل کا پڑھنا اُسپر واجب ہو گیا اور اُس نفل کا نہ پڑھنا جو اُسکے لیے مباح تھا اب اُسپر حرام ہو گیا۔ برخلاف بیان سابق کے حج کی اگر کوئی شخص نذر مانیگا تو اُس سے قسم مراد نہو گی یعنی اگر چاہے کہ حج نہ کرے اور جس طرح قسم کا کفارہ دینے سے قسم کے خلاف کرنے کا گناہ اُتر جاتا ہے اُسکا کفارہ دیکر نذر کے حج نہ کرنے کے گناہ سے سبکدوش ہو جائے تو ممکن نہیں (عالمگیریہ)

نذر اگر کسی شرط پر معلق کی جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ میرا فلان کام ہو جائیگا تو میرے اوپر ایک حج ضروری ہے یا میں ایک حج نذر مانتا ہوں تو جب وہ شرط پائی جائیگی حج کرنا اُسپر ضروری ہوگا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں احرام کی نذر مانتا ہوں یا مکہ مکرمہ یا کعبہ معظمہ جانے کی نذر مانتا ہوں اور اُسکے ساتھ حج یا عمرہ کی تخصیص نہ کرے تو اُس پر ایک حج یا عمرہ واجب ہو جائیگا دونوں میں سے جسکو ادا کریگا نذر پوری ہو جائیگی۔

اگر کوئی شخص پیادہ پا حج یا عمرہ کرنے کی نذر کرے تو صحیح یہ ہو کہ اُسکو اپنے مکان سے مکہ مکرمہ تک پیادہ پا جانا ضروری ہو اور حج میں طواف زیارت کے بعد اور عمرہ میں سعی کے بعد اُسکو سوار ہونا جائز ہو جائیگا۔ اگر اُسکے خلاف کریگا یعنی پورا رستہ یا اُسکا اکثر

---

[1] مباح اُس فعل کو کہتے ہیں جسکا کرنا اور نکرنا برابر ہو یعنی جس طرح اُسکے کرنے میں ثواب نہیں اسی طرح اُسکے نہ کرنے میں کچھ گناہ نہیں۔

سواری پر قطع کریگا تو اُسکو ایک قربانی کرنی ہوگی (عالمگیریہ)
اگر کوئی شخص مکہ معظمہ یا کعبۂ شریفہ تک پیادہ پا جانے کی نذر کرے تو یہ نذر لغو ہوجائیگی یعنی اُسپر حج یا عمرہ واجب نہو جائیگا۔
اگر کوئی شخص کہے کہ مین حجۃ الاسلام دو دفعہ کرنے کے نذر کرتا ہون تو اُسکی یہ نذر لغو ہوجائیگی حجۃُ الاسلام ایک بار سے زیادہ نہین ہوتا۔
اگر کوئی شخص ایک ہی سال کئی حج کرنے کی نذر مانے تو جتنے حجون کی نذر کریگا سب اُسپر لازم ہوجائینگے مگر ایک سال مین ایک ہی حج کرنا ہوگا
اگر کوئی شخص مثلاً ایک سال مین تیس۳۰ حجون کی نذر مانے اور اپنے بدلے تیس آدمیون کو ایک ہی سال مین حج کرنے کے لیے بھیج دے تو اگر حج کا زمانہ آنے سے پہلے وہ خود حج کرنے سے معذور رہو گیا یا مر گیا تو وہ کل حج اُسکی طرف سے ہوجائین اور اگر حج کے زمانہ مین وہ صحیح و تندرست رہا کہ خود حج کرسکتا ہے تو اُنتیس حج اُسکی طرف سے ہوجائینگے ایک حج نہوگا اور یہ ایک حج جب خود ہی حج کریگا تب ادا ہوگا
اگر کوئی نذر کا حج کرنے جائے اور ابھی تک اُسنے حجۃ الاسلام سے فراغت نہ کی ہو اور اُسکی فرضیت کے شرائط اُس مین پائے جاتے ہون تو یہی حج نذر کے ضمن مین حجۃُ الاسلام بھی ادا ہوجائیگا بشرطیکہ اُسکی نیت کرلے ورنہ جیسی نیت کریگا ویسا ہی ہوگا۔ (عالمگیری)

متفرق مسائل

(۱) اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ لوگون کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوجا کہ آج آٹھوین تاریخ ہی تو یہ شہادت مان لینی چاہیے اور دوسرے دن نوین تاریخ کو پھر وقوف کرنا چاہیے۔

اور اگر دسوین تاریخ کو شہادت گزرے کہ جس دن وقوف کیا گیا وہ آٹھوین تاریخ تھی تو یہ شہادت قبول نہ کیجائیگی اور وقوف صحیح ہوجائیگا اور اگر آٹھوین تاریخ کو اس بات کی شہادت گزر جائے کہ آج نوین تاریخ ہی تو اس صورت مین اگر امام اور اکثر حاضرین وقوف عرفات کرسکین تو شہادت مان لی جائے اور اگر یہ بات ممکن نہو تو شہادت نہ مانی جای اور جو لوگ شہادت دیتے ہین اُنکو بھی یہی حکم دیا جائیگا کہ تمام لوگون کے ہمراہ تم بھی وقوف کرنا اگر وہ اسکے خلاف کرینگے یعنی اپنی شہادت کے موافق عمل کرینگے اور لوگون کی رفاقت چھوڑ دینگے تو اُنکا حج نہوگا۔ (تبیین الحقائق)

حاصل یہ کہ جس صورت مین شہادت کے مان لینے سے کل لوگون یا اکثر لوگون کا حج فوت ہوتا ہو اس صورت مین شہادت نہ قبول کیجائیگی اور جس صورت مین کسی کا حج فوت نہوتا ہو یا ہوتا ہو تو تھوڑے سے آدمیون کا تو اس صورت مین شہادت قبول کیجائیگی (عالمگیریہ)

(۳) اگر کوئی عورت حج کے زمانہ سے بہت پیشتر احرام باندھے اگرچہ شوہر نے اجازت بھی دیدی ہو تب بھی شوہر کو اختیار رہے کہ اسکا احرام توڑ ڈالے ہان اگر اُسنے کچھ تھوڑے دنون زمانہ حج سے پیشتر احرام باندھا ہو تو پھر نہین توڑوا سکتا

(۴) لونڈی غلام نے اگر بغیر اجازت اپنے مالک کے احرام باندھ لیا ہو تو مالک اُنکا احرام توڑوا سکتا ہی اور اس صورت مین وہ لونڈی غلام محصر سمجھے جائینگے احصار کی قربانی اور حج کی قضا اُنھین کے ذمہ ہوگی جسکو وہ بعد آزاد ہونے کے بجالائین اور اگر مالک اجازت دے چکا ہو تب بھی اُسکو اختیار احرام توڑوا دینے کا ہی مگر اس صورت مین احصار کی قربانی مالک کے ذمہ ہوگی مگر اجازت دے چکنے کے بعد احرام کا توڑوا دینا مکروہ

(۴) لونڈی غلام کا خرید فروخت کرنا بحالیکہ وہ احرام باندھے ہوے ہوں جائز ہی اور مشتری کو اختیار رہے چاہے انکو احرام پر باقی رہنے دے چاہے توڑوا دے

(۵) جب مالک اپنی لونڈی غلام کا یا شوہر اپنی بی بی کا احرام تڑوانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ احرام توڑنے کے لیے ایسا فعل کرے جسکی جنایت کم ہو مثل ناخون کتروادینے یا بال کتروادینے وغیرہ کے۔

(۶) حج فرض اطاعت والدین سے بہتر ہے۔

(۷) کعبۂ مکرمہ کی پوشش اور آب زمزم کا تبرکاً اپنے وطن لیجانا مستحسن ہے

حق تعالیٰ کی مدد سے علم الفقہ میں حج کا بیان ختم ہو گیا۔ اب روضۂ مقدسہ جناب عرش قباب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کا بیان کیا جاتا ہے جس سے اکثر فقہ کی کتابیں خالی ہیں اور بسیط و تفصیل تو شاید کسی کتاب میں ملیگا ہو۔

وھذہ

سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

روضۂ اقدس کی

زیارت باسعادت کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

حج کا بیان ختم کرنیکے بعد روضۂ اقدس کی زیارت کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا کیونکہ حج اگر فرض ہے تو یہ زیارت واجب ہے جیسا کہ ہمارے آیندہ بیان سے بخوبی واضح ہوگا۔ ہمارے فقہانے اگرچہ اس مقام پر بہت اختصار سے کام لیا ہے مگر میرا جی یہ چاہتا ہے کہ میں اس بیان کو بھی بسط کے ساتھ زیب رقم کردوں کیا عجب کہ پسند بارگاہ کریم وہاب ہو جائے اور اس آشفتہ روزگار کی نجات کا وسیلہ بن جائے کیونکہ یہ اُسکے محبوب کا ذکر ہے اگرچہ انکی شان رفیع کے شایاں نہیں نہ صورۃً نہ معنیً مگر تاہم بہت کچھ امید ہے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل رائگاں نہیں ہوتا اُنکے دروازہ سے کوئی سائل محروم نہیں لوٹتا۔ ؎

الی بابه العالی مددت ید الرجا	ومن جاء هذا الباب لا یخشی الردا

میں اس بیان میں سب سے پہلے مختصراً کچھ فضائل مدینہ منورہ کے بیان کرونگا اُسکے بعد پھر اس مسئلہ کی تحقیق کی جائیگی کہ زیارت روضۂ اقدس واجب ہے یا سنت یا کیا اُسکے بعد زیارت کا طریقہ اور اُسکی دعائیں لکھوں گا۔ وعلی اللہ تعالیٰ

؎ ترجمہ میں نے انکے بلند دروازے کیطرف امید کا ہاتھ پھیلایا ہے، اور جو شخص اس دروازے میں آیا نامراد لوٹنے سے بےخوف ہوا ۱۲

مدینہ منورہ کے فضائل

اگر در مکہ مقام ابراہیم ست بہ مدینہ آنکہ مقام محمد است

اینجا بیا کہ مہبطِ اسرارِ ایزدی ست
اینجا بیا کہ مشرقِ نورِ محمدی ست

اینجا بیا کہ نورِ یقین جلوہ می کند
خوش وقت آن کسیکہ باین نور مہتدی ست

اینجا نزولِ مائدہ عیش دائمی ست
اینجا وصول فائدہ فیض سرمدی ست

ای در حجابِ ظلمت و شک این طرف بیا
تا بنگری بچشم کہ دین دین احمدی ست

مدینہ منورہ کا تقدس اور اُسکی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب اُنکا مدفن ہے یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہین اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیون نہو اُسکی ہمسری کسی طرح نہین کر سکتی

ای خوشا آن سرزمین کہ منزل تست
مدمدجز نسیم مشک تتار

یا بر انجا گذار محمل تست
روی مجنون بر ان زمین اولی

ہر کجا بگذری چو بادِ بہار
کہ بود بانسے ناقہ لیلی

مدینہ منورہ کے نام احادیث مین بکثرت وارد ہوئے ہین یہ بھی ایک شعبہ اُسکی فضیلت کا ہے منجملہ اُنکے چند نام مین یہان لکھتا ہون طابہ۔ طیبہ۔ طیّبہ۔ طائبہ علما نے لکھا ہے کہ ان نامون کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ نہایت پاک و پاکیزہ مقام ہے نجاسات معنوی یعنی شرک و کفر سے بھی پاک ہے اور نجاسات ظاہری سے بھی بری ہے وہان کی در و دیوار اور ہر چیز مین حتی کہ مٹی مین بھی نہایت لطیف خوشبو آتی ہے جو ہرگز کسی دوسری خوشبو دار چیز مین پائی نہین جاتی اس خوشبو کا ادراک اکثر اہل ایمان کرتے ہین خاصکر وہ لوگ جنکے دل حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے لبریز ہین اس خوشبو کی دلربا کیفیت سے خوب واقف ہین حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مدینہ منورہ کی مٹی مین ایک عجیب خوشبو ہے جو مشک و عنبر مین ہرگز نہین شیخ ابو عبداللہ عطار کا شعر ہے کہ ؎

فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَالْمَنْدَلُ الرَّطْبُ	بِطِيْبِ رَسُوْلِ اللهِ طَابَ نَسِيْمُهَا

امام مالکؒ فرماتے ہین کہ جو شخص مدینہ منورہ کو بے خوشبو کہے یا وہان کی ہوا کو خراب کہے وہ واجب التعزیر ہے اُسے قید کردینا چاہیے یہانتک کہ صدق دل سے توبہ کرے۔

اَرْضُ اللهِ دَارُ الْهِجْرَةِ۔ بیت رسول الله۔ حرم رسول الله۔ محبوبہ۔ حسنہ اور بھی بہت سے نام ہین جو علما نے ذکر کیے ہین سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہے۔

احادیث مین مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوے ہین اس مقام پر صرف چند حدیثین صحیح صحیح لکھی جاتی ہین۔

(۱) جب شروع شروع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے ہین اُسوقت وہان کی آب و ہوا نہایت ناقص خراب تھی اکثر وبائی بیماریان ہوتی تھین چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال آتے ہی سخت بیمار ہوگئے تھے تو اُسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ ای اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلون مین ڈالدے جیسا کہ ہم لوگونکو مکہ سے محبت ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔ ای اللہ ہمارے صاع اور مدینہ مین برکت دے اور مدینہ کی آب و ہوا کو درست کردے اور اُسکا بخار جحفہ کی طرف بھیجدے۔ (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اسقدر محبت تھی کہ جب کہین سفر مین تشریف لیجاتے تو لوٹتے وقت جب مدینہ منورہ قریب ہوجاتا اور اُسکی عمارتین دکھائی دینے لگتین تو حضرت اپنی سواری کو کمال شوق مین تیز کردیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آگیا (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانۂ اقدس سے گرادیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائین ہین صحابہ مین جو کوئی بوجہ گرد و غبار کے اپنا منھ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک مین شفا ہے (جذب القلوب)

عہ ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اسکی ہوا خوشبودار ہوگئی ہے پس مشک (اسکی برابری کرسکتا) ہے نہ کافور اور نہ صندل تر ۱۲

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئیگا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کا گزر ہر شہر مین ہوگا مگر مکّہ اور مدینہ مین نہ آنے پائیگا فرشتے انکی محافظت کرینگے (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ برے آدمیون کو اس طرح نکالدیتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکالدیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ مین ہر وقت موجود ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب مدینہ منورہ سے شام آنے لگے تو بہت خائف تھے اپنے ساتھیون سے کہتے تھے نخشی ان نکون ممن نفتہ المدینہ یعنی ہمکو خوف آتا ہے کہ کہین ہم ان لوگون مین تو نہین ہین جنکو مدینہ نکالدیتا ہے۔ اور خاصکر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا تین مرتبہ مدینہ منورہ مین زلزلہ آئیگا کہ جس قدر بد باطن لوگ اسوقت وہان پناہ گزین ہوے ہونگے نکل جائینگے۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے تو اس مقام مین مجھے لے جا جو تمام شہرون سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سے یہ بات ہوسکے کہ مدینہ مین مرے اسکو چاہیے کہ مدینہ مین مرے کیونکہ جو شخص مدینہ مین مرجائیگا قیامت کے دن مین اسکی شفاعت کرونگا اور اسکی ایمان کی گواہی دونگا۔ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگون کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہونگے بعد اسکے اہل مکہ۔ بعد اسکے اہل طائف۔ اسی وجہ سے اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ مین شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر مین کر چنانچہ اللہ تعالی نے

اُنکی دونون دعائین قبول فرمائین خدا کی راہ مین شہید بھی ہوے اور خاص مدینہ منورہ مین
حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدفون ہوئے اسی وجہ سے امام مالک حج کرنے
کیلئے صرف ایک بار گئے اور حج کر کے فوراً مدینہ منورہ واپس آ گئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہین
گئے کہ مبادا مدینہ سے باہر موت نہ آجائے تمام عمر مدینہ منورہ مین رہے اور وہین وفات پائی
(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہی اور وہی میرا
مدفن ہی اور وہین سے مین قیامت کے دن اُٹھونگا جو شخص میرے پڑوسیون (یعنی
اہل مدینہ) کے حقوق کی حفاظت کریگا قیامت کے دن مین اُسکی شفاعت کرونگا اور
اُسکے ایمان کی گواہی دونگا دوسری حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ
برائی کریگا وہ ایسا گھل جائیگا جیسے نمک پانی مین گھل جاتا ہے۔
(۹) مدینہ کی خاک پاک مین اور وہان کے میوہ جات مین حق تعالی نے تاثیر شفا ودیعت
فرمائی ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی۔ ایک مقام ہی وادی بُطحان۔ وہان کی مٹی
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض تپ مین تجویز فرماتے تھے اور فوراً شفا ہوتی تھی اکثر علما نے
اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی جذب القلوب مین
لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین مین مدینہ منورہ مین مقیم تھا میرے پیر مین ایک مرض سخت پیدا ہو گیا
کہ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہی صحت دشوار ہے
مین نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی دنون مین بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی
اسی قسم کی خاصیتین وہان کی کھجورون مین بھی مروی ہین اور لوگون نے تجربہ بھی کیا ہی اگرچہ بعد
ثابت ہو جانے اس امر کے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہی کسی تجربہ کی کچھ
حاجت نہین یہ تو شفا جسمانی ہی اہل ایمان تو وہانکی خاک پاک مین شفاے روحانی کا یقین رکھتے ہین

(۱۰) منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہی کہ وہان مسجد شریف نبوی ہی جو آخر مساجد انبیا ہی
اور مسجد قبا جو دین اسلام مین سب سے پہلی مسجد ہی اور جسکی تعریف قرآن مجید مین وارد
ہوئی ہی اور اُس کو مسجد تقوی کا لقب دیا گیا ہے۔
مسجد نبوی کے فضائل بیان کرنیکی چندان حاجت نہین جس مسجد مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اُسکی تعمیر اپنے اہتمام سے فرمائی اور اُسکو اپنی مسجد فرمایا اُسکی فضیلت
اور بزرگی کوئی کیا بیان کر سکتا ہی صحیح بخاری مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایک نماز میری مسجد مین بہتر ہی ہزار نمازون سے جو اور کسی مسجد مین ہون سوا کعبہ مکرمہ کے
اور نیز فرمایا کہ لوگون کو کسی مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز نہین سوا ان تین مسجدون کے
میری مسجد اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصی یعنی بیت المقدس۔
مسجد قبا کے فضائل بھی بہت ہین حضرت سرور عالم ہفتہ مین ایک بار ضرور وہان
تشریف لیجاتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیادہ پا (صحیح بخاری)
(۱۱) صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر یعنے
(روضۂ مقدسہ) اور میرے منبر کے درمیان مین ایک باغ ہے بہشت کے باغون مین
سے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض کے اوپر ہوگا۔
علما نے اس حدیث کے کئی مطلب بیان کیے ہین مگر صحیح مطلب یہ ہی کہ وہ خطۂ پاک جو روضۂ
اقدس اور منبر اطہر کے درمیان ہی بعینہ اُٹھکے جنت الفردوس مین چلا جائیگا جس طرح کہ دنیا کے
تمام مقامات برباد ہو جائینگے اُس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئیگی یہی مطلب ہی اُسکے
باغ ہونیکا منجملہ باغات بہشت کے۔ اور حضرت کا منبر عالی قیامت مین از سر نو اعادہ
کیا جائیگا جسطرح کہ آدمیون کے بدنون کا اعادہ ہوگا پھر وہ منبر آپکے حوض پر نصب کر دیا جائیگا

(۱۲) صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ فلان مقام سے فلان مقام تک حرم ہے اُسکے درخت نہ کاٹے جائین اور نہ اُسمین کوئی نئی بات (ظلم ومعصیت کی) کی جائے جو شخص اُسمین نئی بات کریگا اُسپر اللہ کی اور فرشتونکی اور سب آدمیون کی لعنت -

علماءنے اس حدیث کے مطلب مین اختلاف کیا ہے امام شافعی کے نزدیک مکہ معظمہ کیطرح مدینہ منورہ کیلئے بھی حرم ہے جسطرح مکے کے حرم مین جدال قتال اور درخت کاٹنا شکار کرنا منع ہے اور ان افعال کے ارتکاب سے جزا لازم ہوتی ہے اسی طرح مدینہ منورہ کے حرم مین بھی یہ امور ممنوع ہین اور انکے ارتکاب سے جزا[عہ] واجب ہوتی ہے انھون نے مدینہ کے حرم کی بھی ہر جانب سے تحدید کی ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ کیلیے حرم نہین ہے اس حدیث مین صرف مدینہ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے اور وہان ظلم وبدعت کا سدباب منظور ہے دلائل اسکے کتب فقہ مین مذکور ہین -

(۱۳) تمام علما کا اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے تمام مقامات سے افضل ہے یہانتک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی اب اسکے بعد اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کا یہی مسلک ہے - احادیث صحیحہ سے بھی اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے - علمائے محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے -

امام مالک اپنے موطا مین روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زجر وانکار کے عبد اللہ بن عباس مخزومی سے کہا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھون نے کہا مکہ خدا کا حرم ہے اور وہان اُسکا گھر ہے (اسوجہ سے مین اُسکو افضل کہتا ہون) حضرت عمر نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور اُسکے گھر کی نسبت کچھ نہین کہتا پھر فرمایا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھون نے پھر

عہ یہ امام شافعی کا قدیم قول ہے جدید قول مین وہ اس امر کے قائل ہوگئے ہین کہ جزا واجب نہین ہوتی ۱۲ (رد المحتار)

وہی کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہان اُسکا گھر ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور اُسکے گھر کی نسبت کچھ نہین کہتا کئی بار حضرت عمرؓ نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کو مستثنیٰ کرکے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

زیارت روضہ مقدسہ کے فضائل اور اُس کا حکم

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا و آخرت ہے اور اہل ایمان و محبت کا مقصد اصلی و حقیقی نہایت اُسکے فضائل بیان کرنیکی چندان حاجت نہین قسم ہے رب العرش کے عزت و جلال بے زوال کی کہ اگر اس زیارت مین کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اسکا معاوضہ آخرت مین کچھ بھی نہ دیا جاتا تب بھی مشتاقان بیدل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اُسوقت بھی اسی طرح مہینون بلکہ برسون کا سفر اختیار کرکے دشوار گزار راستون سے عبور کرکے فوج کی فوج اُس آستانہ عالی کی زیارت کیلئے آتے انکے مصائب سفر اور تمام تکالیف کا یہی معاوضہ بس ہے کہ روضۂ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور سرور انبیا کی مقدس چوکھٹ پر جبہ سائی کی دولت ملجائے ؎

سَلَامٌ عَلٰی اَنْوَارِ طَلْعَتِکَ الَّتِیْ ... اَعِیْشُ بِهَا شُکْرًا وَاَفْنٰی بِهَا وَجْدًا

لَعَلَّکَ اِنْ تَعْطِفْ عَلَیْنَا بِنَظْرَةٍ ... تَرٰی مَا اَسَرَّ الْوَجْدُ وَمَا اَبْدٰی

وَاَنْتَ مَلَاذُ الْعَبْدِ یَا غَایَةَ الْمُنٰی ... وَیَا سَیِّدًا قَدْ سَادَ مَنْ جَاءَهٗ عَبْدًا

وَاَنْتَ اِرَادَتِیْ وَاَنْتَ وَسِیْلَتِیْ ... فَیَا حَبَّذَا اَنْتَ الْوَسِیْلَةُ وَالْقَصْدَا

؎ ترجمہ یا رسول اللہ آپکے رخ مبارک کے انوار پر سلام ہو جنکی وجہ سے مین شکر کرکے زندہ رہتا ہون اور انکی سبب سے وجد مین آکر فنا ہوجاتا ہون کاش اگر آپ ہماری طرف یک نظر دیکھ لیتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ محبت نے ہمارے ظاہر و باطن مین کیا حالت پیدا کی ہے اور اے تمام مقاصد کی غایت آپ (اپنے) غلام کی جائے پناہ ہین اور اے ایسے سردار کہ جو غلام آپکے پاس آیا وہ سردار بن گیا اور آپ ہی میرے مطلوب اور میرے وسیلہ ہین پس کیا اچھے آپ وسیلہ ہین اور کیا اچھے مقصود ہین ۱۲

مگر اُس بارگاہ رحمت وکرامت کی فیاضی کا مقتضی ہے کہ جو لوگ اُس آستانہ عالی کی زیارت کیلئے جاتے ہین اُنکے لئے علاوہ اِس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضہ سرور انبیا کے اور بھی بڑے بڑے اعلی مدارج کا وعدہ کیا گیا ہی نمونہ کے طور پر دو چار حدیثین لکھی جاتی ہین

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے قبر کی زیارت کرے اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے سوا اُسکو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہی کہ مین قیامت کے دن اُسکی شفاعت کرون۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جسنے میری زندگی مین میری زیارت کی۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص قصد کرکے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس مین ہوگا۔ اور جو شخص حرمین مین سے کسی مقام مین مرجائیگا اُس کو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگون مین اُٹھائے گا۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کرے گویا اُسنے زندگی مین میری زیارت کی اور جسنے میری قبر کی زیارت کی اُسکے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور میری امت مین جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نکرے تو اُس کا کوئی عذر نہین (سنا جائیگا)

احادیث کے علاوہ قرآن مجید مین بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہین جو زیارت قبر اقدس واطہر کی ترغیب دیتے ہین منجملہ انکے ایک آیت[عہ] یہ ہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

عہ یہ آیت اگرچہ خاص لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہی مگر تمام مسلمانون کا متفقہ اصول ہی کہ آیت اپنے مورد نزول کیساتھ خاص نہین رہتی ۱۲

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ترجمہ: اور اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے (اے نبی) تمہارے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (یعنی تم بھی) اُن کیلئے استغفار کرتے تو بیشک اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کے پاس جانا اور اُنسے استغفار کرانا باعث مغفرت ہے اور انبیا علیہم السلام کیلئے حیات[1] ابدی کا ثبوت تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن و احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے لہذا یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ فضیلت صرف اُسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی اب اُس کا وقت جاتا رہا۔

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ولو انہم الآیہ لہذا میں اپنے گناہ پر اُسے استغفار کرتا ہوا آپکو اپنا شفیع بنانے کیلئے آیا ہوں یہ کہکر وہ بہت رویا اور اُسنے ولولہ شوق میں دو شعر عرض کئے جن میں کا ایک یہ ہے[2] نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ ۱۲

[1] انبیا علیہم السلام کی حیات حقّہ پر اہل اسلام کا اتفاق ہے سب اس بات کے قائل ہیں کہ انبیا علیہم السلام بعد وفات کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا اکمل اور فائق ہوتی ہے احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون ترجمہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کا اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دینا اور حضرت سعید بن مسیب کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس سے آواز اذان کی سننا جبکہ یزید کے زمانہ میں چند روز تک مسجد نبوی میں نماز اور اذان نہیں ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ انبیا علیہم السلام کا قیام قبروں میں رہتا ہے یا قبر سے منتقل ہو کر آسمان پر رہتے ہیں محققین اس امر کے قائل ہیں کہ اُن کا قیام قبروں میں رہتا ہے اور اُن کی قبر باعتبار رتبہ کے اور نیز باعتبار آسائش کے آسمان وغیرہ سے بدرجہا افضل ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص حضرت کی قبر شریف کے پاس جا کر سلام کرتا ہے حضرت خود اُس کا جواب دیتے ہیں بخوف طوالت اس بحث کو بڑھایا نہیں جاتا۔ اکثر علمانے اس مسئلہ میں مستقل رسالے لکھے ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں بہت کچھ لکھا ہے ۱۲ (ملاحظہ کریں)

[2] یعنی [illegible] اس قبر پر فدا [illegible] جس میں آپ [illegible] اور جود و کرم ہے ۱۲

محمد بن حرب کہتے ہین اُس اعرابی کے لوٹ جانیکے بعد مین نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین اُس اعرابی سے جاکر ملو اور اُس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میری شفاعت سے
بخشدیئے اب باقی رہا یہ مسئلہ کہ زیارت قبر شریف کا کیا حکم ہے یعنی وہ سنت ہے یا واجب علما محققین اسکے
وجوب[ع] کے قائل ہین اور احادیث سے انھین کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے
حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُسنے مجھپر ظلم کیا اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہین اور تمام علما کا سلف سے
آجتک تارکین زیارت پر توبیخ کرنا اور ترک زیارت کو معیوب سمجھنا بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ وہ لوگ زیارت
کو واجب سمجھتے تھے ورنہ سنت یا مستحب کے ترک پر ایسے سخت[ع] کلمات کا استعمال جیسا کہ تارکین زیارت پر اُن
اگلون نے کیا ہے نہین ہوا۔ علاوہ ان سب کے سلف صالح کا صحابہ و تابعین کے زمانہ مین اس زیارت باسعادت
کیلئے اہتمام کرنا اور اُسپر سخت التزام رکھنا اُسکے وجوب کیطرف صریح اشارہ کر رہا ہے۔

حضرت بلال مؤذن کا خاص زیارت روضہ اقدس کیلئے شام سے مدینہ منورہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح
روایت ہے ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین حضرت
بلال شام سے مدینہ منورہ آئے انھون نے خواب مین دیکھا تھا کہ آنحضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ
ای بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہین آئے یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال وہان سے چل دئے

ع۵ اکثر علماے حنفیہ اسکے سنت ہونیکے قائل ہین اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہے کہ وہ قریب واجب کے ہے اور بعض علما اس
زیارت کے واجب ہونیکے قائل ہین۔ شارح لباب المناسک نے الدرۃ المضیۃ مین اور فقیہ خیر الدین رملی نے منح کے حاشیہ مین
اور علماے اور کتابون نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور راقم ناچیز بھی اسی قول کو قوی اور اختیار کرنیکے لئے اولی سمجھتا ہے
واللہ تعالی اعلم ع۵ احادیث مین تارک زیارت کیلئے وعید وارد ہوئی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت و مستحب کے تارک پر وعید
نہین وارد ہوتی وعید صرف تارک واجب پر ہوتی ہے۔ احادیث مین آیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُسنے
مجھپر ظلم کیا اس حدیث پر اگرچہ بعض لوگون نے جرح کی ہے مگر یہ حدیث بہت سندون سے مروی ہے اور اس وجہ سے
اس کے حسن ہونے مین کلام نہین ہو سکتا اور حدیث حسن باتفاق محدثین قابل استدلال ہے اس سے احکام شرعیہ کا اثبات
کیا جاتا ہے مولانا شیخ محمد عبد الحی لکھنوی نے کتاب السعی المشکور مین ان احادیث کو لکھا ہے اور انکی سندین بیان کی ہین
اور انکا حسن ہونا ثابت کیا ہے اور محدثین نے اُنکے حسن ہونے کی تصریح نقل کی ہے ۱۲

جب روضہ مقدسہ پر پہنچے تو بہت روئے پھر حسنین رضی اللہ عنہما کے کہنے سے اُنھون نے اذان دی جس سے ایک قیامت برپا ہوگئی اور حضرت سید المرسلین کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہوگیا اشہد ان محمداً پر پہونچکر اُنکی عجیب حالت ہوگئی اور بغیر اذان تمام کئے اُتر آئے۔

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار مسلمان ہوئے تو حضرت عمر نے اُنسے فرمایا کہ اے کعب کیا تمھارا جی چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرورِ انبیا کی زیارت کرو چنانچہ کعب احبار اُن کے ہمراہ خاص زیارت کے لیے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمر نے مدینہ پہونچکر سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور حضرت رحمۃ اللعالمین کی جناب میں بہ تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے امام مالک نے مؤطا میں روایت کرتے ہین کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عمر قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے تھے اُنھون نے کہا ہان دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہوکے یہ کہتے تھے کہ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی

حضرت عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اس لیے کہ وہ اُن کا سلام بارگاہ رسالت میں پہونچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتین ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اُس کیلیے کتنا اہتمام کرتے تھے اور در حقیقت مومن کے لئے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھون سے اُس قبہ نور کی زیارت کرے اور اُس بیکسان تکیہ گاہ ہر دو جہان کی خدمت مین سلام عرض کرے

اور اُسکے جواب سے مشرف ہوے ۞ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خداے بخشندہ ٭ اس نعمت عظمےٰ کا لطف اس شخص سے پوچھیے جسکی قسمت نے یاری کی اور اس شربت کی چاشنی اُسکو مل چکی ہو اور خدا نے اُس کو قلب سلیم اور ایمان کیساتھ درود محبت سے ممتاز فرمایا ہو۔ اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو یا اُس کے لیے سفر کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اپنی خوش فہمی سے اسپر نازان ہیں سنا ہے کہ بعض لوگ حج کرکے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے ہاے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔

اگر علماے سلف میں سے کسی کو غلط فہمی ہوگئی اور بطور خطاے اجتہادی کے وہ اس امر کا قائل ہوگیا کہ اس زیارت مقدسہ کیلئے سفر ناجائز ہے تو خدا غفور رحیم ہے امید ہے کہ بخشدے کیونکہ وہ خطاے اجتہادی پر مواخذہ نہیں فرماتا لیکن بعد ظاہر ہوجانے اُسکی خطا کے اُسکی تقلید کرنا البتہ ایک سنگین جرم ہے جو کسی طرح قابل معافی نہیں

۞ علامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس امر کے قائل تھے کہ اس زیارت مقدسہ کیلئے سفر ناجائز ہے وہ بخاری کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام و مسجد الاقصیٰ و مسجدی ترجمہ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نکیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی۔ اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ ان مساجد کے سوا کسی اور مقام کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔ مگر اس حدیث سے انکا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کیلئے سفر نہ کیا جائے قاعدہ نحوی بھی اسی کا مقتضی ہے کیونکہ جب مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہوتا تو وہان وہی چیز مستثنیٰ منہ مانی جاتی ہے جو مستثنیٰ کی ہم جنس ہو پس یہان مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہیں لہذا مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی کے قبیل سے ہونا چاہیے۔ پس اس حدیث سے اگر عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدون کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا نہ کہ زیارت قبر سید المرسلین یا اور صلحاے امت کے قبور متبرکہ کی زیارت کیلئے سفر کرنے کا۔ مثلاً کوئی شخص دہلی کی جامع مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرکے آئے تو یہ ناجائز ہوگا اور اگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لیے آئے تو ناجائز ہوگا۔ یہی مطلب اس حدیث کا بیان کیا ہے اکثر علماے حدیث نے مثل شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اور اسی مطلب کی تائید مسند امام احمد کی حدیث سے ہوتی ہے وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں لا ینبغی للمصلی ان یشد حالہ الی مسجد یبتغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام و المسجد الاقصیٰ و مسجدی ترجمہ نماز پڑھنے والے کو زیبا نہیں کہ سوا کعبہ اور بیت المقدس اور میری مسجد کے کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کیجیے اب تو کوئی جھگڑا ہی نہ رہا حدیث کی شرح خود حدیث سے ہوگئی۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بخاری کی حدیث سے زیارت قبر اقدس سرور انبیا کے لیے سفر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ حاشا ثم حاشا کوئی ذی علم منصف ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ سوا ان تین مسجدون کی زیارت کے

زیارت کا طریقہ اور اُسکے آداب

(۱) جو شخص حج کرنے جائے اُس کو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کرے پھر زیارت کیلئے جائے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کرلے بعد اُسکے حج کرے چاہے پہلے حج کرے بعد اُسکے زیارت کو جائے یہ سب صورتین اُس حالت مین ہین کہ جب حج کیلیے جانے کا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہو اگر کہ جانے کے راستہ ہی مین مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ وہ مکہ آنا چاہین تو پہلے اُنکو مدینہ منورہ ملے گا تو ایسی حالت مین خواہ مخواہ حج سے پہلے زیارت کرنا چاہیے خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اس قدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کردینا نہایت بدبختی اور قساوت قلبی کی دلیل ہے (ردالمحتار)

(۲) زائر کو چاہیے کہ جب زیارت کے لیئے چلے تو یہ نیت کرے کہ مین قبر اقدس و اطہر اور مسجد انور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہون

اور کسی کام کے لیے سفر جائز نہین تو چاہیے کہ طلب علم اور کسب معاش اور ملاقات احباب وغیرہ بلکہ حج کرنے کے لیے بھی سفر ناجائز ہو حالانکہ اس کا کوئی قائل نہین علاوہ اس کے زیارت قبر اقدس کے لئے صحابہ کا سفر کرکے آنا اور دوسرون کو اس زیارت کیلیئے سفر کرنے کی ترغیب دینا جیساکہ حضرت بلال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہین ہے جو علامہ ابن تیمیہ یا اُنکے ہم خیال لوگون نے سمجھا ہے - پھر خاص احادیث نبوی جو ترغیب زیارت کے باب مین وارد ہوئی ہین اور تارک زیارت کیلیئے جو وعید احادیث مین وارد ہوئی ہے اسکا کیا جواب دیا جائیگا -

علامہ لکھنوی مولانا شیخ محمد عبدالحی رحمہ اللہ سے اور بعض علماے عصر سے اس مسئلہ مین بہت زور شور سے مناظرہ ہوا تھا جس مین علامہ موصوف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مقلدین کی پوری تشفی کردی ہے اور اُن کے تمام شبہات کا کافی جواب دیا ہے اس معرکہ مین ان کی آخری کتاب السعی المشکور فی رد المذہب الماثور اُردو زبان مین چھپ چکی ہے جو نہایت نفیس کتاب ہے آجتک دوسری طرف سے اسکا جواب نہین ہوا جسکو اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق منظور ہو اُس کتاب کو دیکھے ۱۲

غرض یہ کہ اس سفر کے دو مقصود ہوں زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی (در مختار وغیرہ)
(۳۴) جس وقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے اپنے ذوق و شوق کو ترقی دے اور اپنے دل کو بشارت دے کہ انشاء اللہ اب عنقریب حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہونے چاہتی ہے اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ آنے دے۔ اور راہ بھر درود شریف کی کثرت رکھے سوا اوقات نماز کے اور قضائے حاجت کے اسی عبادت عظمیٰ میں مشغول رہے درود شریف سے بہتر کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے اور درود شریف کی کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بمثال کی زیارت نصیب ہوتی ہے خصوصاً مدینہ منورہ کے قریب پہونچکر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کیلئے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضور نبوی میں جاکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضرت کی زیارت کے لیے آتا ہے اور حضرت اپنے پہونچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور کیلئے بھیجا ہے۔ خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور

ؑ یہی ہمارے فقہا کا مختار ہے اور حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے اسی کو ترجیح دی ہے اس میں دوہرا ثواب ملیگا مگر محقق ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اس بندۂ ناچیز کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ صرف قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب مدینہ پہونچ جائیگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائیگی یا یہ کہ پھر دوبارہ اگر حق تعالیٰ توفیق دے تو دونو کی زیارت کی نیت سے سفر کرے کیونکہ صرف زیارت قبر شریف کی نیت سے سفر کرنے میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور آپکا اجلال زیادہ ہے اور اس حدیث کے موافق بھی ہے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور اس کو کوئی اور کام نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں دن قیامت کے اسکی شفاعت کروں۔ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں کہ رحمتی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عارف ملا جامی علیہ الرحمۃ حج کے علاوہ خاص زیارت کے لئے اپنے وطن سے مدینہ منورہ آتے تھے تاکہ اس سفر میں سوا زیارت کے اور کچھ انکا مقصود نہ ہو شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرنا منافی اخلاص کے نہیں ہے اور اُس مسجد کی زیارت بھی تو خاص آپ ہی کی نسبت سے کی جاتی ہے لہٰذا اسکی زیارت کی نیت بھی عین تعظیم آپ ہی کی ہے ۱۲

کیا نعمت ہوگی کہ اُس سردارِ دوعالم کے سامنے تمھارا اور تمھارے باپ کا نام لیا جائے اور تمھارا تحفہ پیش کیا جائے ؎ جان میدہم درآرزو ای قاصد آخر باز گو ٭ در مجلس آن نازنین حرفے کہ از ما می رود ٭

(۴) اثنائے راہ مین جس قدر مقامات متبرکہ ملین مثلاً وہ مساجد جن مین حضرت سید المرسلین نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات اُن سب کی زیارت سے مشرف ہو اور جب ذوالحلیفہ کی مسجد مین پہونچے تو وہان دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵) جب حرم شریف طیبہ مکرمہ کا قریب آجائے اور وہان کی عمارات اور مقامات دکھائی دینے لگین تو نہایت خشوع اور خضوع اور مسرت اور فرحت کو اپنے دل مین جگہ دے اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطان عالم کی بارگاہ مین پہونچنے چاہتے ہین اور مقام مقدس کے عظمت وجلال کا خیال پیش از پیش رکھے اور کوئی بات خلاف ادب اپنے سے سرزد ہونے دے یہ وہ وقت ہے کہ جنکے دل نور ایمان سے منور ہوتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُنکے سینون مین مشتعل ہوجاتی ہے اور ایک عجیب وجد و سرور کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ پھر اُن کو اپنے تن بدن کا ہوش نہین رہتا اس بےخودی کی حالت مین کبھی کسی سے کوئی بات خلاف شرع بھی صادر ہوجاتی ہے ؎

وقت آن آمد کہ من عریان شوم ٭ جسم بگذارم سراسر جان شوم ٭ بوے یار مہربانم میرسد
بوی جانان سوی جانم میرسد ٭ باز آمد آب ما در جوے ما ٭ باز آمد شاہ ما در کوی ما

اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اُس کو چاہیے کہ بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق شوق والون کی سی صورت بنائے انشاء اللہ اگر کچھ دیر بہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قائم رکھے گا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہوجائیگی۔

پھر جب جبل مفرح کے قریب پہونچے تو اُسپر چڑھکر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اُس شہر مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دے۔ یہ بات ایک ذوق و شوق کی ہے اسکو مسنون سمجھنا چاہئے

پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو بخیال ادب اور بمقتضای شوق اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہان سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ حضور نبوی مین حاضر ہوئے تھے جیسے ہی اُن کی نظر اُس جمالِ پاک پر پڑی بغیر اسکے کہ اونٹ کو بٹھلائین بے اختیار اپنی سواریون سے نیچے آگئے اور حضرت نے اُنھین منع نہین فرمایا۔ پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین سلام با دب تمام عرض کرے بعد اسکے یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهْبِطُ وَحْيِكَ فَامْنُنْ لِي بِالدُّخُولِ فِيهِ وَاجْعَلْهُ لِي وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ الْمَآبِ

(۶) مدینہ منورہ کے حرم شریف مین داخل ہونے کیلئے خوب اچھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا سامان حرم شریف سے باہر ممکن نہو تو بعد داخل ہونیکے زیارت روضۂ اقدس کیلئے جانے سے پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال کرے اور عمدہ لباس[عہ] جو اسکو میسر ہو پہنے بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے ہون کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہے اور نہایت ادب حلم و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل مین رکھے کہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک

ترجمۂ دعا۔ اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری وحی کے اُترنے کی جگہ ہے پس مجھے اسمین داخل ہونے کی دولت عنایت کر اور اسکو میرے لئے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان کا باعث بنادے اور مجھے اُن لوگون مین سے کر جن کو قیامت کے دن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی ۱۲

عہ بعض جاہل لوگ مدینۂ منورہ کے اندر داخل ہونے کیلئے احرام کا لباس پہنتے ہین یہ بالکل بے اصل ہے اور اس کا لباس مکۂ معظمہ کے لیے خاص ہے (جذب القلوب) ۱۲

قدمون نے مس کیا ہو اور یہ وہی گلی کوچے ہین جہان سرور انبیا کے اصحاب چلتے پھرتے تھے رضی اللہ
عنہم و ارضاہم) درحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ وہان آدمی سر کے بل چلے کسی نے کیا اچھا
کہا ہے شعر بر زمینی کہ نشان کف پاے تو بود ٭ سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود ٭

(۲۷) مدینہ منورہ کے اندر پہونچکر سب سے پہلے مسجد شریف مین بقصد زیارت حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے اور اسکو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے ہان اگر یہ سمجھے کہ اگر اسباب
وغیرہ اچھے طور پر نہ رکھ لیا جائیگا تو تلف ہو جائیگا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھکر
باطمینان زیارت کیلئے آئے اور مسجد شریف مین داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے[عہ] اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
بِسْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اور مسجد شریف مین نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو پہلے داہنا پاؤن مسجد مین رکھے اور
یہ بات دل مین ہر وقت رہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیا کی مسجد ہے یہ وہ مسجد ہے جہان سرور
انبیا نماز پڑھتے تھے ۔ وعظ فرماتے تھے ۔ اعتکاف کرتے تھے ۔ یہان وحی اترتی تھی ۔ جبریل
آتے تھے ۔ اور مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ فقراے مدینہ طیبہ کو دیدے
اور مسجد شریف مین پہونچکر اعتکاف کی نیت کرے گو تھوڑی ہی دیر کیلئے ہو کیونکہ یہ ایک بے مشقت
عبادت ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور چاہیے کہ ہر مسجد مین داخل ہوتے وقت نیت
اعتکاف کی کر لیا کرے مفت بے مشقت ثواب ملتا ہے اسکو ہاتھ سے نہ جانے دے پھر مسجد
شریف مین منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور اس نماز مین زیادہ
طول نہ دے صرف قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ پر اکتفا کرے بعد تحیۃ المسجد کے دو رکعت نماز

عہ ترجمہ مین (شیطان سے) خدا کی پناہ مانگتا ہون اللہ کا نام لیکر (اسمین داخل ہوتا ہون) رسول خدا پر سلام ہو
اے نبی آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اسکی برکتین ۔ یہ دعا ہر مسجد مین داخل ہوتے وقت مستحب ہے ۱۲ عہ
حنفیہ کے نزدیک اگرچہ تھوڑی دیر کا اعتکاف صحیح نہین لیکن فضائل اعمال مین غیر مذہب پر عمل کر لینا درست ہے بشرطیکہ
اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے علامہ شامی وغیرہ نے اسکی تصریح کر دی ہے ۱۲

شکرانہ کی پڑھے کہ حق تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے اسکو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ
عظمت و جاہ مین اسکو پہونچایا جسکی آستان بوسی کی تمنا مین بڑے بڑے قدسی جان دیتے ہین
(۸) تحیۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کیطرف متوجہ ہو اور یہ سمجھ لے کہ مین اب اُس با عظمت
بارگاہ مین جاتا ہون جسکے سامنے تمام دنیا کے پرجلال بادشاہون کی کچھ بھی وقعت نہین جو خدا
کے تمام نیک بندون کا سردار اور سب سے زیادہ اُس کا مقرب اور محبوب ہے اور خدا سے دعا کرے کہ
ای اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب و تعظیم کی مجھے توفیق دے اور میرے دل اور اعضا کو تمام
خلاف ادب باتون سے محفوظ رکھ سچ یہ ہے کہ بغیر عنایت ایزدی کے اس درگاہ عرش اشتباہ کی شان
کے لائق ادب و تعظیم کسی سے ممکن نہین ایک زائر دلدادہ کہتا ہے ؎

ع قلما اتینا قبر احمد لاح من ٭ سناہ ضیاء انجلی الشمس والبدر ٭ وقمنا مقاما
اشہد اللہ انہ ٭ یذکرنا من فرط ہیبتہ الحشر ٭ غرض جس قدر اُسکے امکان مین ہو
ظاہر و باطن سے تعظیم و ادب و خشوع و خضوع کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی
جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ جن باتون کی شریعت مین ممانعت ہے مثل سجدہ کرنے زمین پر منہ رکھنے
اور کٹھرہ شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے ان امور سے پرہیز کرے اور یہ خوب سمجھ لے کہ ان باتون
مین کچھ بھی ادب نہین ادب تو فرمان برداری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی مین ہے
ہان اگر غلبہ شوق و بیخودی مین کسی سے کوئی بات صادر ہو جائے تو وہ معذور ہے عہ پھر نہایت
ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھکر سر مبارک کی طرف منہ کرے

ع ترجمہ جب ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچے تو اُن کے نور سے ایک ایسی روشنی نکلی جسنے آفتاب
اور ماہتاب کو شرمندہ کر دیا ہ اور ہم ایسے مقام مین کھڑے ہوئے کہ مین خدا کو گواہ بناتا ہون کہ وہ
مقام اپنی ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا تھا ۱۲

عہ علامہ کرمانی نے جو علماے حنفیہ مین ایک بڑے بزرگ ہین اس بات کی تصریح کی ہے ۱۲

اور قبلہ کیطرف پشت کرکے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کرلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی حاضری سے واقف ہیں اور اسکو دیکھ رہے ہیں اور اسکے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور نہایت لطف و عنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں اس خیال کو خوب پختہ کرکے نہایت دردناک اور باادب آواز میں نہایت شوق و ذوق کیساتھ معتدل آواز سے عرض کرے

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک
یا حبیب اللہ السلام علیک یا نبی الرحمۃ
السلام علیک یا شفیع الامۃ السلام علیک
یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم
النبیین السلام علیک یا مزمل السلام
علیک یا مدثر السلام علیک وعلی اصولک
الطیبین واهل بیتک الطاهرین الذین
اذهب اللہ عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا
جزاک اللہ عنا افضل ما جزی نبیا عن قومه
ورسولا عن امته اشهد انک رسول اللہ
قد بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت
الامة واوضحت الحجة وجاهدت فی سبیل
اللہ حق جهاده واقمت الدین حتی اتاک
الیقین صلی اللہ علیک وسلم وعلی اشرف

آپ پر سلام ہو اے میرے سردار اے خدا کے رسول
آپ پر سلام ہو اے خدا کے نبی آپ پر سلام ہو
اے خدا کے پیارے آپ پر سلام ہو اے نبی (سراپا رحمت)
آپ پر سلام ہو اے امت کی شفاعت کرنیوالے آپ پر سلام ہو
اے سب رسولوں کے سردار آپ پر سلام ہو اے نبیوں کی مہر
آپ پر سلام ہو اے مزمل آپ پر سلام ہو اے
مدثر سلام ہو آپ پر اور آپکے پاکیزہ باپ دادوں اور
آپکی اہلبیت پاک پر جن سے اللہ نے نجاست کو دور کردیا
اور انکو خوب پاک کردیا اللہ آپ کو ہم سب کیطرف سے
جزائے ان جزاؤں سے بڑھکر جو اسنے کسی نبی کو اسکی قوم
کیطرف سے اور کسی رسول کو اسکی امت کیطرف سے دی ہو میں گواہی
دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں آپنے خدا کے پیغام پہونچائے
اور امانت ادا کردی اور امت کی خیر خواہی کی اور دین حق
کی دلیل روشن کردی اور اللہ کی راہ میں خوب جہاد کیا اور دین
کو مضبوط کردیا یہانتک کہ آپکو موت آگئی اللہ آپ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجے

مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُولِ جِسْمِكَ الْكَرِيمِ فِيهِ
صَلٰوةً وَسَلَامًا دَائِمَيْنِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰهِ
صَلٰوةً لَا انْقِضَاءَ لِأَمَدِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُوْلِ
بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ
شَاسِعَةٍ وَأَمْكِنَةٍ بَعِيْدَةٍ نَقْطَعُ السَّهْلَ
وَالْوَعْرَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِكَ
وَالنَّظَرِ إِلٰى مَآثِرِكَ وَمَعَاهِدِكَ وَالْقِيَامِ
بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِكَ
إِلٰى رَبِّنَا فَإِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا
وَالْأَوْزَارَ قَدْ أَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَأَنْتَ
الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى
وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْوَسِيْلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰى وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا
وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِأَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ
لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ وَاسْأَلْهُ

جو آپکے جسم کریم کے حلول سے مشرف ہے ایسے صلوۃ و سلام جو
رب العالمین کیطرف سے ہمیشہ رہیں اُن چیزوں کی تعداد کے موافق
جو ہوچکیں اور جو خدا کے علم میں ہونے والی ہیں ایسی صلوٰۃ کہ
جسکی انتہا نہو۔ یا رسول اللہ ہم آپکے مہمان اور آپکے حرم
کے زائر ہیں آپکے سامنے حاضری سے مشرف ہوئے ہیں اور بیشک
ہم دور دراز شہروں اور بعید مقامات سے نرم اور سخت زمین کو قطع
کرکے آپکے پاس آپکی زیارت کے ارادہ سے آئے ہیں تاکہ ہم آپکی
شفاعت سے اور آپکی بخششوں اور آپکے وعدوں اور آپکے اسقدر
آپکے حق ادا کرنے سے اور آپکی شفاعت سے اپنے پروردگار کے سامنے
کامیاب ہوں کیونکہ خطاؤں نے ہماری پیٹھ کو توڑ ڈالا ہے اور
گناہوں نے ہمارے شانوں کو بوجھل کردیا ہے اور آپ شافع
مقبول الشفاعت ہیں جنسے بڑی شفاعت اور مقام محمود
کا وعدہ کیا گیا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ
جب اپنی جانوں پر ظلم کرچکے تھے آپکے پاس آتے پھر وہ اللہ سے
استغفار کرتے اور رسول بھی اُن کیلئے استغفار کرتے تو بیشک
اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے اور ہم آپکے پاس اپنی جانوں پر
ظلم کرکے اپنے گناہوں سے استغفار کرتے آئے ہیں پس آپ اپنے
پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے اور
اُس سے دعا کیجئے

أَنْ يُمِيتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَأَنْ يَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِكَ	ہمکو آپکے طریقہ پر موت دے اور ہمارا آپکے گروہ مین حشر کرے اور
وَأَنْ يُورِدَنَا حَوْضَكَ وَأَنْ يَسْقِيَنَا بِكَأْسِكَ	ہمین آپکے حوض پر پہونچاوے اور آپکے جام سے ہمین سیراب کرے
غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ	اور ہم نہ رسوا ہون نہ شرمندہ شفاعت کیجیے شفاعت کیجیے شفاعت
اَلشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا	کیجیے یا رسول اللہ اے پروردگار بخشدے ہم کو اور ہمارے
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ	اُن بھائیونکو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہمارے
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا	دلون مین مسلمانون کا کینہ نہ رکھ اے پروردگار
رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۵	ہمارے بیشک تو شفقت کرنے والا مہربان ہے

زیارت کرنے والے کو چاہیئے کہ جو دعا وہان پڑھے اُسکے معنی ضرور معلوم کرلے معلمین زیارت جو دعائین
اُسوقت پڑھاتے ہین اگر اُنکے معنی نہ معلوم ہوسکین تو پھر اپنی زبان مین بھی جس قدر جی چاہے عرض
معروض کرے اور اپنے ذوق و شوق کو نہ روکے مگر ادب کا خیال پیش از بیش رکھے بعض علما نے
لکھا ہے کہ اُس مقام مقدس مین زیادہ گوئی بھی خلاف ادب ہو لہذا صرف صلوٰۃ و سلام پر اکتفا
کرنا اولی ہو مگر یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ جو مشتاق دردمند ہزار تمناؤن کے بعد اس قدر
مصائب سفر برداشت کرکے اپنے حبیب کی خدمت مین پہونچا ہو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے دل کی کیفیت بھی
اچھی طرح عرض نہ کرے یہ بڑا ظلم ہے کہ اُسوقت اُس سے کہا جاوے کہ تو اپنے سوز و شکایت کو دل کے
دل ہی مین رکھ جب اپنے عرض نیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستون مین جس شخص نے عرض سلام
کی وصیت کی ہو اُسکا سلام حضرت سید المرسلین کی خدمت اقدس مین عرض کرے کہ
یا رسول اللہ فلان ابن فلان نے حضور کو سلام عرض کیا ہے حضور اُسکے لیے پروردگار
برتر سے شفاعت کرین ناظرین مین جو اقبالمند خوش نصیب ہو اور اس کو یہ دولت
نصیب ہو اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے وہ مشرف ہو اُس سے

نہایت التجا کے ساتھ میری وصیت

ہر کہ اس ذرۂ بیمقدار کا سلام بھی اُسکے آقای نامدار کو پہونچا دے کہ یا رسول اللہ آپکے ادنی غلام عبد الشکور بن ناظر علی نے حضور کی جناب مین سلام عرض کیا ہے اور آپکے لطف و کرم اور رحمت و شفاعت کا امیدوار ہے یا رسول اللہ حق تعالی نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور رؤف و رحیم فرمایا ہے یا رسول اللہ آپ کی رحمت و رافت تو خدا کی تمام مخلوق پر محیط ہے یا رسول اللہ خدا کی مخلوق مین مین بھی ہون بلکہ مین آپ پر ایمان لایا ہون اگرچہ نیک بندون مین نہین لیکن آپ کی امت کے گنہگارون مین تو ہون سے تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے ٭ کنی برحال لب تشنگان نگاہے ٭ آخر رحمۃ للعالمینی ٭ ز محرومان چرا غافل نشینی ٭ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

جو شخص میری اس وصیت کو پورا کرے حق جل شانہ اُس کو بطفیل حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جزاے خیر دے اور صلاح دنیا و آخرت اُسکو نصیب کرے اور ایمان پر اُسکی زندگی ختم کرے آمین سے سَلَامِیْ یَا نَسِیْمَ الصُّبْحِ بَلِّغْ ٭ اِلٰی مَنْ قَرَّ فِیْ صَدْرِیْ هَوَاهُ ٭ بِجِسْمِیْ ظَاهِرًا مِنْهُ بَعِیْدٌ ٭ بِعَیْنِ بَاطِنٍ قَلْبِیْ یَرَاهُ۔[ع]

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین اس طریقہ سے سلام نیاز اپنا اور اپنے احباب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت مین سلام عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	آپ پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	آپ پر سلام ہو اے رسول خدا کے ہمنشین

[ع] ترجمہ اے نسیم صبح میرا سلام اُس جناب کو پہونچا دے جنکی محبت میرے سینے مین جم گئی ہے پس میرا بدن بظاہر اُن سے دور ہے مگر میرا دل باطن کی آنکھوں سے اُنھین دیکھ رہا ہے ۱۲

وَأَنِيسُهُ فِي الْغَارِ وَرَفِيقُهُ فِي الْأَسْفَارِ وَ
أَمِينُهُ فِي الْأَسْرَارِ جَزَاكَ اللهُ عَنَّا أَفْضَلَ
مَا جَزَى إِمَامًا عَنْ أُمَّةِ نَبِيِّهِ فَلَقَدْ خَلَفْتَهُ
بِأَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيقَهُ وَمِنْهَاجَهُ
خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ ۔
وَمَهَّدْتَ الْإِسْلَامَ وَشَيَّدْتَ أَرْكَانَهُ فَكُنْتَ
خَيْرَ إِمَامٍ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا
بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّينِ وَلِأَهْلِهِ حَتَّى أَتَاكَ
الْيَقِينُ سَلِ اللهَ سُبْحَانَهُ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ
وَالْحَشْرَ مَعَ حِزْبِكَ وَقَبُولَ زِيَارَتِنَا السَّلَامُ
عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اور غار عہ میں انکے انیس اور سفروں میں انکے رفیق اور انکے
رازوں کے امین اللہ آپ کو ہماری طرف سے جزا دے تمام جزاؤں
بڑھکر جو اُسنے کسی امام کو اُسکے نبی کی امت کیطرف سے دی بیشک
آپنے نبی کی خلافت بہت اچھی کی اور اُنکے طریقہ اور روش پر چلے
اور آپنے مرتدوں عہ اور بدعتیوں سے جنگ کی اور آپنے اسلام کی
بنیاد ڈالی اور اُسکے ارکان بلند کردیے سو آپ بہت اچھے امام
تھے اور آپنے رسولخدا کی قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور
ہمیشہ حق پر اور دین اور اہل دین کے مددگار رہے یہاں تک کہ آپکو
موت آگئی آپ اللہ سبحانہ سے ہمارے لیے اپنی محبت کے دوام اور اپنی
جماعت میں محشور ہونے اور ہماری زیارت کے مقبول ہونیکی
دعا کیجیے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اُسکی برکتیں

پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی محاذات
میں اُسی ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور اُن کو سلام کرے اس عبارت سے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْإِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مُكَسِّرَ الْأَصْنَامِ جَزَاكَ اللهُ عَنَّا أَفْضَلَ
الْجَزَاءِ لَقَدْ نَصَرْتَ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ

آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین آپ پر سلام ہو اے اسلام
کے غالب کرنیوالے آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے
والے اللہ آپکو ہماری طرف سے بڑی عمدہ جزا دے بیشک
آپنے اسلام کی اور مسلمانوں کی مدد کی۔ اور بعد

عہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تو تین روز تک ایک غار میں پوشیدہ رہے اُس غار میں سوا ابوبکر صدیق کے
اور کوئی آپکے ہمراہ نہ تھا یار غار کی مثل اُسی وقت سے مشہور ہوئی ہے ۱۲ عہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات کے بعد عرب کے کئی قبیلے مرتد ہوگئے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے اُن سے جہاد کیا ۱۲

وَفَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَكَفَلْتَ الْأَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَقَوِيَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا مَهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَأَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسْرَهُمْ

اور بعد سید المرسلین کے اکثر شہر آپ نے فتح کئے اور آپ نے یتیموں کی کفالت کی اور رسول خدا کی قرابت والوں کیساتھ نیک سلوک کیا اور اسلام آپ سے قوی ہوگیا اور آپ مسلمانوں کیلئے ایک پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ رہنما تھے آپ نے مسلمانوں کی تفرق کو جمع کیا اور اُنکے فقر کی مدد کی اور انکے شکستگی

پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں سے مخاطب ہوکر عرض کرے کہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَمُشِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهُ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْأَلَ اللّٰهَ رَبَّنَا أَنْ يَتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَيُحْيِيَنَا عَلَى مِلَّتِهِ وَيَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِهِ۔

آپ دونوں پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیٹنے والو اور آپکے رفیق اور آپکے وزیر اور آپکے مشیر اور دین پر قائم رہنے میں آپکی مدد کرنیوالو اور آپکے بعد مسلمانوں کی مصلحت کو قائم رکھنے والو اللہ آپ دونوں کو بہتر جزا دے ہم آپکے پاس آئے ہیں تاکہ آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک قرب کا ذریعہ بنائیں جسمیں آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کرلے اور ہمیں آپکے مذہب پر زندہ رکھے اور آپکے گروہ میں ہمارا حشر کرے

اسطرح پہلی بار حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا اُسی طرح کھڑا ہو اور پھر تضرع وزاری شروع کرے اور جو جو خواہشیں رکھتا ہو حضرت کے طفیل میں حق تعالے سے مانگے بہت ذوق وشوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرے پھر ہٹے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون کے پاس آکر توبہ کرے اور جس قدر ممکن ہو

اس ستون میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ دیا تھا اور اللہ تعالے سے توبہ کی تھی چنانچہ اللہ تعالی نے انکی توبہ قبول فرمائی ۱۲

نوافل پڑھے پھر بعد اسکے اور آثار نبویہ کی زیارت کرے جو معلمین زیارت بتا دیتے ہین پھر بعد اسکے
جنۃ البقیع مین جائے اور وہان کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے خصوصًا حضرت سید الشہدا
حمزہ بن عبد المطلب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت امام حسن
اور بقیہ ائمہ اہل بیت اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمان بن عفان اور حضرت ابراہیم
فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہ عمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور باقی صحابہ کی (رضی اللہ عنہم و ارضاہم) پھر شہدای احد کی زیارت کرے اور جب وہان پہونچے
تو یہ کہے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور ان تمام مشاہد و مزارات پر جاکر
فاتحہ پڑھے یعنی قرآن مجید کی سورتین پڑھکر اُن کا ثواب ان حضرات کی ارواح مقدسہ کو
پہونچا دے پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کیلئے بھی جائے اور
وہان پہونچکر کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔

(۱) جتنے دنون مدینہ منورہ مین قیام ہوسکے اسکو غنیمت سمجھے اور وہ زمانہ غفلت مین
نہ کاٹے اور جس قدر ہوسکے عبادت اور طاعت حق تعالی کی کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے
وقت کا حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین صرف کیا کرے پھر یہ دولت
کہان نصیب ہوگی یہ روضۂ اقدس کہان ملے گا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

(۲) اپنا اکثر وقت مسجد شریف نبوی کی ملازمت مین صرف کرے وہان اعتکاف کرے
اور ہر قسم کی عبادت سے اپنے وقت کو آباد رکھے نماز روزہ صدقہ غرض جسقدر عبادتین ممکن ہون
اُس مسجد مقدس مین کرے اور جس قدر حصہ مسجد کا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین تھا بیشک وہ اُس سے افضل ہے جو آپکے بعد اس مین اضافہ کیا گیا پس

ف ترجمہ آپ سب پر سلام ہو آپکے صبر کی عوض مین پس کیا اچھا ہے (آپ کے لیے) آخرت کا گھر ۱۲

اگر اس حصہ مین بیٹھنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے اور کم سے کم ایک شب اس مسجد قدس مین شب بیداری کرے اور اس رات کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور ماحصل سمجھے اور تمام رات عبادت مین کاٹ دے بہتر ہے کہ اس رات مین اور کوئی عبادت نکرے بلکہ صرف درود شریف کا ورد کرے عہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اگر اس شب مین نیند کا غلبہ ہو تو اسکو دفع کرے انشاء اللہ جس وقت اس امر کا خیال کریگا کہ مین کس مسجد مقدس مین بیٹھا ہون اور حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجھے حاصل ہے اُس وقت نیند و غفلت کا اثر بالکل جاتا رہیگا۔

مسجد اقدس مین رات بھر رہنے کیلئے اگر کچھ حکام وخدام کی خوشآمد کرنا پڑے اور کچھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہووے تامل خوشآمد بھی کرے روپیہ بھی خرچ کرے اور جو جو باتین کرنا پڑین سب کرے اور اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اس مسجد شریف مین جبتک ہے اپنے دل و زبان اور تمام اعضا کو لغو کلمات اور حرکات سے محفوظ رکھے اور سوا حضور اقدس نبوی کے اور کسی طرف متوجہ نہو اگر نہایت ضرورت کسی سے کلام کرنے کی ہو تو مختصر کلام کرکے پھر اُسی جناب مقدس کیطرف متوجہ ہو جائے۔

مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھے تھوک وغیرہ وہان نہ گرنے پائے کوئی بال سر یا داڑھی کا وہان نہ ڈالے اور اگر گرا پڑا ہوا دیکھے تو فوراً اٹھالے بعض لوگ چھوہارے کھاکر مسجد شریف مین اُسکی گٹھلی ڈال دیتے تھے یہ بھی خلاف ادب ہے۔

عہ ترجمہ اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جسطرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے یہ درود شریف بہت صحیح روایتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا ہے بوجہ نماز مین درود شریف کے یہی الفاظ رکھے گئے ہین ۱۲

جبتک مسجد اقدس مین رہے حجرہ شریفہ کیطرف نہایت شوق کی نگاہ سے نظر کرتا رہے - کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی مین کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و فضائل مین ہو اسکو پڑھے یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اُس سے سنے

(۳) مدینہ منورہ کے رہنے والون سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش آئے اور اگرچہ اُنھین کوئی بات خلافِ شریعت دیکھے پھر بھی اُنکی بُرائی نہ کرے اور اُنسے بہ خشونت نہ پیش آئے ہان بخیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم و شیرین الفاظ مین اِن کو اُس فعل کی خرابی سے مطلع کردے -

(۴) جب مدینہ منورہ مین قیام کی مدت ختم ہوجائے اور اُس مقام مقدس سے چلنے لگے تو مسجد شریف کو رخصت کرے یعنی وہان نماز پڑھکے دعا مانگے اور حسرت کے ساتھ وہان سے جدا ہو پھر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ پھر اُس درگاہ اقدس کی زیارت سے اُسے مشرف فرمائے علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اُس وقت بے اختیار آنکھون سے آنسو بہہ رہے ہون اور دل مین یاس و حسرت بھری ہو اور اگر خدانخواستہ کسی شخص پر یہ حالت طاری نہو تو وہ بہ تکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہو رخصت ہوتے وقت پچھلے پیرون نہ لوٹے جس طرح کہ کعبۂ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیرون لوٹتے ہین کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہین

عہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب مین اسکی تصریح کی ہو اور لکھا ہے کہ پچھلے پیرون لوٹنا صرف کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے تعجب ہے کہ جب پچھلے پیرون لوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے وقت نہین تو اولیاء اللہ کے مزارات سے رخصت ہوتے وقت کیون جائز سمجھا جاتا ہو اور اکثر لوگ اسکو فرض و واجب کیطرح عمل مین لاتے ہین اور جو چلتو کسی بزرگ کے مزار کیطرف لوٹتے وقت پشت کرے وہ بے ادب سمجھا جاتا ہے اور مورد طعن و تشنیع ہوتا ہے ۱۲

(۵) پھر جب اپنے وطن کیطرف چلے تو وہان سے کچھ تحائف اپنے احباب و اعزہ کیلئے ہمراہ لائے مثلاً مکہ معظمہ سے آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجورین پھر جب اپنے شہر کے قریب پہونچ جائے تو یہ دعا پڑھے [عہ] اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا اور جب شہر مین پہونچ جائے تو یہ دعا پڑھے [عہ] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ اور چاہیے کہ مکان پہونچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلان دن فلان وقت مین پہونچونگا بغیر اطلاع کے یکلخت نہ پہونچ جاوے پھر جب اپنے مکان پہونچ جائے تو مکان کے اندر جانے سے پہلے جو مسجد مکان کے قریب ہو اسمین جائے اسمین دو رکعت نماز پڑھے اور خدای تعالی کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمی پر حق تعالی نے اسے فائز کیا بعد اسکے اپنے مکان جائے پھر جب گھر مین پہونچ جائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالی کے اس احسان عظیم کا دل سے شکریہ ادا کرے۔ اس مبارک سفر سے لوٹنے کے بعد یہ سمجھ لے کہ مین بتجدید توبہ کر چکا ہون اور توبہ بھی کسی اور کے سامنے نہین بلکہ وہ توبہ جو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ہوئی لہذا اس امر کا عزم قوی کرے

عہ ترجمہ۔ الٰہی مین تجھسے اس مقام کی خیریت اور ان چیزونکی خیریت جو اس مقام مین ہین طلب کرتا ہون اور اس مقام کے شر اور ان چیزون کے شر سے جو اس مقام مین ہین تیری پناہ مانگتا ہون۔ ای اللہ مجھے یہان قیام اور عمدہ رزق عنایت فرما ۱۲

عہ ترجمہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہین اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوگ (اسکے گھر سے) لوٹے ہوے آرہے ہین توبہ کر رہے ہین عبادت کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہین۔ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین اسنے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد کی اور (کافرون کی) جماعتون کو خود اکیلے بھگا دیا اور اپنے لشکر کو غالب کر دیا پس اسکے بعد کوئی چیز نہین ہے ۱۲ اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہین۔

کہ مین اب کبھی اس توبہ کو نہ توڑونگا اور حق جل شانہ سے ہر نماز کے بعد خصوصًا بعد نماز صبح کے دُعا مانگا کرے کہ الٰہی مجھے اس توبہ پر قائم رکھ اور اپنی نافرمانیون سے بچا اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق دے اور ایمان پر میرا خاتمہ فرما۔

علماء نے لکھا ہے کہ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ جس حالت مین گیا تھا اُس سے بہتر حالت مین لوٹے اور دل مین حضرت سید الرسل کے اتباع سنت کا شوق پیدا ہوجائے اور دنیا واہل دنیا کی محبت سے دل سرد ہوجائے اور آخرت اور اہل دین کی محبت دل مین غالب ہوجائے۔

خدا ہی تعالیٰ کی عنایت سے حج وزیارت کا بیان ختم ہوگیا اب مین حسب التزام حج کے متعلق چالیس حدیثین اور چالیس اقوال حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقل کرتا ہون

چہل حدیث لکھنے سے پہلے مین یہ چاہتا ہون کہ اختصار کے ساتھ حجۃ الوداع کے پورے واقعات لکھون کیونکہ جو حدیثین مین لکھونگا اُن مین سے کسی مین پورے واقعات اس حج کے نہین ہین کسی راوی نے ایک حدیث مین پورے واقعات نہین بیان کئے بلکہ ضرورت وقت کے مناسب جس قدر مضمون اس واقعہ کا ہوتا تھا اسی قدر نقل کردیتے تھے۔ ہمنے کسی کتاب مین حجۃ الوداع کے واقعات اس اختصار اور حسن ترتیب سے نہین دیکھے جیسا کہ شرح سفر السعادۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھے ہین لہذا اُسی کتاب سے ان واقعات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

حجۃ الوداع کی مختصر کیفیت

ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ حج کی فرضیت سنہ ۹ ہجری مین ہوئی اور سنہ ۱۰ ہجری مین آپ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ہجرت کے بعد یہی ایک حج آپ نے کیا جو کہ یہ حج آپکا آخری حج تھا اور جس سال آپ نے یہ حج کیا ہے وہ سال آپ کی عمر گرامی کا آخری سال تھا اسی سال آپ دنیا سے رخصت ہوگئے اور اس سال کئی بار عام مجمعون مین آپ نے اپنے وداع و فراق کی خبر اشارات و کنایات مین بیان فرمائی چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اُن اشارات کو سمجھ گئے

اور اُسی وقت رونے لگے کبھی یہ بھی فرمایا کہ شاید سال آئندہ مین تم مجھکو نہ پاؤ گے حضرت معاذ سے یہانتک فرمایا کہ
اے معاذ اب مین لوٹکر تم میری قبر دیکھو گے اسپر حضرت معاذ بہت روئے غرضکہ اس حج کے آخر مین جو
خطبہ آپنے پڑھا وہ بالکل صاف بتا رہا ہے کہ اب عنقریب آپ دنیا کو اپنے جمال دلربا سے محروم فرمانے والے
ہین ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے کہ کَاَنَّہٗ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ یہ نصیحت تو گویا رخصت
ہونے والے کی ہے انہین وجوہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپنے اس حج کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کو اطلاع دی سبنے حج کی تیاری کر دی اور یہ خبر مدینہ منورہ کے
اطراف قرب و جوار کے گاؤن مین پہونچی تو وہان کے تمام مسلمان مدینہ مین آگئے اور راستہ مین چلتے چلتے
جیسے جیسے مسلمانونکو خبر ہوتی جاتی تھی آتے جاتے تھے ایک شور تھا کہ برپا تھا کہ حضرت اس سال حج کو
جاتے ہین جو سنتا تھا وہ دوڑا چلا آتا تھا ایک شمع جان نواز تھی کہ روشن تھی اور پروانونکا اُسپر ہجوم تھا
اس قدر لوگ مجتمع ہوئے کہ حد شمار سے باہر ابتک صحیح تعداد اُنکی تحقیق نہین معلوم ہوئی ہان اسقدر
ضرور کہا گیا ہے کہ جس طرف نظر جاتی تھی آدمی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا بعض روایات مین ہے کہ ایک
لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہفتہ کے دن چوبیس ذیقعدہ کو آپنے ظہر کی نماز مدینہ مقدسہ کی مسجد مین پڑھی بعد نماز کے سر مبارک مین
تیل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور تہ بند پہنکر کوچ فرمایا اور ذو الحلیفہ مین پہونچکر قیام کر دیا عصر
کی نماز وہان قصر سے ادا فرمائی اور رات بھر اور دوسرے دن ظہر تک وہین رہے تمام امہات
المومنین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر مین ہمراہ تھین شب کو آپنے تمام ازواج کے یہان
تھوڑی تھوڑی دیر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر کی نماز وہان پڑھکر آپنے احرام کے لیے غسل
فرمایا اور خطمی و اشنان بھی صفائی کی غرض سے پانی مین ملا دیا تھا غسل کے بعد عائشہ صدیقہ نے
ایک مرکب خوشبو جسمین مشک بھی تھا آپکے سر اور بدن پر لگا دی اور اسقدر لگائی کہ مشک کا اثر

آپ کی داڑھی اور سر پر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے آپنے چادر اور تہ بند احرام کی پہن لی اور دو رکعت نماز احرام[عہ] پڑھیں اور بدنہ کی گردن میں دو جوتیاں لٹکا دیں اور اسکی داہنی جانب اشعار کیا بعد اسکے احرام باندھ لیا صحیح یہ ہے کہ آپنے قران کا احرام باندھا تھا بعد اسکے تلبیہ کہی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر جب وہ اُٹھی تو آپنے دوبارہ تلبیہ کہی اور بعد اسکے جب ایک اونچے مقام پر چڑھنے کا اتفاق ہوا تو آپنے پھر تلبیہ کہی اور کبھی آپ فرماتے تھے لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ کبھی صرف اسقدر کہتے تھے کہ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ تلبیہ میں آپنے یہ عبارت پڑھی لَبَّیْکَ[عہ] اللھم لبیک لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ لَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ تلبیہ آپنے بلند آواز سے کہی اور تمام صحابہ کو آپنے بھی حکم دیا۔ صحابہ تلبیہ کی عبارت میں کچھ تغیر و تبدل کر دیتے تھے مگر آپنے کسی کو منع نہیں فرمایا احرام کی حالت میں آپنے اپنے سر کے بالونکو خطمی لگا کر چپکا لیا تھا تاکہ لوٹنے سے اور جوئیں وغیرہ سے حفاظت رہے جب آپ مقام روحا میں پہونچے ایک زخمی گورخر کو دیکھا صحابہ کو آپنے منع کر دیا کہ اسکو نہ چھیڑنا اتنے میں اُسکا شکار کرنے والا آگیا اور اُسنے کہا کہ یارسول اللہ یہ شکار میں نے آپکو دیدیا آپ جو چاہیں کریں حضرت نے ابو بکر صدیق[رض] سے فرمایا کہ اُسکو لا کر صحابہ میں تقسیم کر دو پھر مقام اُثایہ میں ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سو رہا تھا اور وہ زخمی تھا آپنے ایک شخص کو متعین کر دیا تاکہ کوئی محرم اسکو چھیڑنے نہ پائے پھر جب آپ مقام عرج میں پہنچے تو حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے ایک غلام کو مارا اُسنے ایک اونٹ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اسباب تھا کھو دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا کہ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الْمُحْرِمِ مَا یَصْنَعُ اس محرم کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے؟

عہ صاحب سفر السعادت نے تو نماز احرام کے منقول ہونیسے انکار کیا ہے لیکن شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح میں اسکا مسنون ہونا ثابت کیا ہے ۱۲ عسہ ترجمہ حاضر ہوں اے اللہ میں تیرے دروازہ پر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریف اور نعمت تیری ہی ہے اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۱۲

اسکے سوا آپنے کچھ نہین فرمایا کہ تمھارا حج فاسد ہوگیا یا تم کو فدیہ دینا پڑیگا جب مقام ابوا مین
پہونچے تو صعب بن جثامہ نے ایک گورخر ہدیۃً پیش کیا آپنے نہین لیا اور فرمایا کہ ہم محرم ہین -
جب آپ وادی عُسفان مین پہونچے فرمایا کہ مین موسیٰ کو دیکھ رہا ہون کہ وہ جا رہے ہین اور
انگلیان اپنے کان مین دیئے ہوئے بہت بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہین اور آپنے یہ بھی
فرمایا کہ ہُود اور صالح بھی اس وادی مین گذرا کرتے تھے جب آپ مقام سَرف مین پہونچے
تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عذر زنانہ پیش آگیا وہ رو رہی تھین آپنے فرمایا تم کیون روتی
ہو یہ تو ایک تقدیری بات ہے اسمین تمھارا کیا اختیار ہے کوئی حرج نہین سوا طواف کے تم تمام
اعمال حج کے ادا کرو عائشہ صدیقہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا لہذا آپنے فرمایا کہ تم
عمرہ چھوڑ دو اور غسل کرکے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا بعد اسکے جب وہ
پاک ہوئین اور وقوف کر چکی تھین تو طواف و سعی کی آپنے فرمایا کہ اب تم حج سے باہر
ہوگئین بعد اسکے عمرہ کی قضا کیلیے آپنے انکے بھائی عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ تم انکو تنعیم تک لیجاؤ اور
وہان سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لے آؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انھون نے عمرہ کی قضا کرلی -
اسی مقام سَرف مین آپنے صحابہ سے فرمایا کہ جسکے ہمراہ ہدی نہو وہ چاہے تو اپنے احرام کو
عمرہ سے بدل دے ہان جسکے پاس ہدی ہو وہ ایسا نہین کرسکتا پھر جب آپ مکہ پہونچے
تو یہ حکم قطعی طور پر دیدیا اور فرمایا کہ اگر مین ہدی نہ لایا ہوتا تو مین بھی ایسا ہی کرتا -
جب مکہ معظمہ قریب آگیا تو آپنے مقام ذی طویٰ مین نزول فرمایا اور یکشنبہ کے دن ذی الحجہ
کی پانچوین تاریخ صبح کی نماز پڑھکر آپنے غسل فرمایا اور طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد
حجون کے راستے مکہ مین داخل ہوئے جب آپ باب السلام مین پہونچے
اور کعبہ شریف پر آپ کی نظر مبارک پڑی تو آپنے یہ دعا پڑھنی شروع کی -

عہ
اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً بعد اسکے آپ سیدھے کعبہ کیطرف
روانہ ہوے تحیۃ المسجد نہین پڑھی حجر اسود کے مقابل پہونچکر استلام کیا اور طواف مین مشغول
ہوگئے کعبہ کو اپنے بائین ہاتھہ کیطرف چھوڑا اور اپنے داہئین ہاتھہ کیطرف سے طواف شروع
کیا طواف کے اندر کسی خاص مقام مین کوئی مخصوص دعا آپسے منقول نہین مگر ہان رکن یمانی
عہ
اور حجر اسود کے درمیان مین آپنے یہ دعا پڑھی رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا
عَذَابَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ طواف مین آپنے
سات شوط کیے پہلے تین شوطون مین رمل فرمایا اور اخیر کی شوطون مین رمل نہین کیا اس
طواف مین آپنے اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھی تھی ہر شوط مین جب حجر اسود کی محاذات پر
پہونچتے تو ایک لکڑی سے جو آپکے ہاتھ مین تھی حجر اسود کیطرف اشارہ کرکے اسکا بوسہ دیتے اور رکن یمانی کی
محاذات پر جب پہونچتے تو اُسکی طرف اشارہ کرتے مگر اسکو بوسہ نہ دیتے حجر اسود کے مقابل جب
پہونچتے تو اللہ اکبر کہتے جب طواف سے فارغ ہوے تو مقام ابراہیم مین آئے اور یہ آیت پڑھی
عہ
وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی اور وہان دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ پہلی رکعت مین سورہ
فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھی نماز طواف سے
فارغ ہوکر پھر حجر اسود کیطرف تشریف لائے اور اُسکا استلام کیا بعد اسکے بیچ کے دروازے سے کوہ
للعہ
صفا کیطرف تشریف لیگئے صفا کے قریب پہونچکر یہ آیت پڑھی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ
شَعَائِرِ اللّٰہِ اور فرمایا کہ جس کو اللہ نے پہلے ذکر فرمایا ہو اُسی سے ہم طواف کی ابتدا کرینگے

عہ اے اللہ اپنے اس گھر کی بزرگی اور عظمت اور کرامت اور رعب زیادہ فرما ۱۲ عہ ترجمہ اے ہمارے پروردگار
ہمین دنیا مین بھی بھلائی عنایت کر اور آخرت مین بھی بھلائی عنایت کر اور ہمین دوزخ کے عذاب سے بچا
اے اللہ مین تجھسے دنیا و آخرت مین بخشش اور عافیت طلب کرتا ہون ۱۲ عہ ترجمہ اور مقام ابراہیم مین
نماز کی جگہ بناؤ ۱۲ للعہ ترجمہ بیشک صفا اور مروہ خدا کی نشانیون مین سے ہین ۱۲

پھر آپ صفا پر چڑھ گئے اور کعبہ مکرمہ کے مقابل کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھی [عہ] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كَرْبًا اِلَّا كَشَفْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا پھر صفا سے اُتر کر مروہ پر آئے اثنائے سعی میں چونکہ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو گیا تھا اس لیے اونٹنی پر سوار ہو کر آپنے سعی کو پورا کیا ابتدا سعی کی آپنے صفا سے کی اور اختتام اُسکا مروہ پر کیا جب مروہ پر چڑھے تو وہی دعا جو آپنے صفا پر پڑھی تھی مروہ پر بھی پڑھی اور درمیان میں آپ یہ دعا پڑھتے تھے [عہ] رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ سعی سے فارغ ہو کر آپنے صحابہ کو حکم دیا کہ جنکے ہمراہ ہدی نہو وہ احرام سے باہر ہو جائے چنانچہ سب احرام سے باہر ہو گئے اور آپکی تعمیل حکم سے بہتوں نے سر منڈوائے اور بعض نے بال کتروادیئے سر منڈوانوں کے لیے آپنے تین بار فرمایا [عہ] اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ کتروانے والوں نے استدعا کی کہ حضور ہمکو کیوں محروم رکھتے ہیں اُسوقت آپنے اُنکے لیے بھی سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ حضور یہ بات [للعہ] صرف ہمارے لیے خاص ہے یا تمام اُمت کیلئے آپنے فرمایا ہمیشہ کیلئے اور تمام لوگوں کے لیے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم احرام سے باہر نہیں ہو

عہ ترجمہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اُسکا کوئی شریک نہیں اُسی کی ہے بادشاہت اور اُسی کیلئے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ اکیلا ہے اُسنے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کافرون) کی جماعتوں کو اُسنے تنہا بھگا دیا اے اللہ ہم تجھسے تیری رحمت کے اسباب اور تیری مغفرت کے وسائل اور ہر نیکی میں سے حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتے ہیں تو ہمارے ہر گناہ کو بخشدے اور ہر غم کو دور کر دے اور ہر تکلیف کو دفع فرما اور حاجت کو روا کر ۱۲ عہ ترجمہ اے میرے پروردگار بخشدے اور رحم کر بیشک تو عزت والا بزرگ ہے ۱۲ عہ ترجمہ اے اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرما ۱۲ للعہ یعنی ایام حج میں عمرہ کرنا ۱۲

کیونکہ اُن لوگون کے ہمراہ ہدی تھی ازواج مطہرات اور بی بی فاطمہ زہرا احرام سے باہر ہو گئی تھین کیونکہ انکے ہمراہ ہدی نہ تھی۔
چارون کے بعد یعنی ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ کو آپنے منی جانیکا قصد کیا جو صحابہ احرام سے باہر ہو گئے تھے اُنھون نے اِس دن حج کا احرام باندھا ظہر اور عصر کی نماز آپنے منی مین پڑھی اور رات کو وہین رہے دوسرے دن نوین تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کی طرف متوجہ ہوے کوئی صحابی تکبیر کہتے تھے کوئی تلبیہ آپنے کسی پر انکار نہین فرمایا۔
جب آپ مقام نمرہ مین پہونچے تو وہان نزول فرمایا وہان آپکے حکم سے اُونی خیمہ آپ کے لیے پہلے سے نصب کر دیا تھا۔ زوال آفتاب کے بعد آپنے اونٹنی پر سوار ہو کر نہایت بلیغ اور موثر خطبہ پڑھا تمام اسلام کے اصول اُسمین تعلیم فرمائے اور تمام کفر و شرک کی باتون کی جڑ کاٹ دی رسوم کو بالکل مٹا دیا اور جو باتین تمام مذاہب مین ممنوع ہین اُنکا ذکر فرمایا۔ جاہلیت کے زمانہ کے خونون[عـہ] اور سود و نکو معاف کر دیا اور مردونکو عورتون سے خوش خلقی اور ملاطفت کرنیکی تاکید فرمائی اور زوجین کے باہمی حقوق یاد دلائے اور لوگون کو کتاب خدا پر عمل کرنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی کتاب خدا پر عمل کریگا وہ گمراہ نہوگا پھر صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ میرے حق مین کیا کہتے ہو سبنے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ ہم سب گواہ ہین کہ آپنے خدا کے احکام پہونچائے اور امت کی خیر خواہی جیسی کہ چاہیے کی اور تمام حقوق رسالت کو آپنے ادا فرمایا یہ سنکر آپنے انگشت شہادت آسمان کیطرف اُٹھائی اور اُسکو گھمایا اور فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ[عـہ] اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ پھر فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع مین ہین وہ غائبین کو یہ تمام احکام پہونچا دین

عـہ یعنی اسلام سے پہلے جو کسی نے کسی کو قتل کر دیا تھا اسکی بابت آپنے کہدیا کہ اب اُس سے قصاص نہ لیا جائیگا اور جو روپیہ کسی نے کسی کو سودی قرض دیا تھا اور اسکا سود اُسپر باقی تھا وہ بھی معاف کر دیا ۱۲ عـہ
ترجمہ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا ۱۲

اسکے بعد آپنے ظہر کی نماز پڑھی ظہر اور عصر دونوں کی نماز یہان ایک ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ سوار ہوگئے اور عرفات آئے وہان دامن کوہ کے پاس قبلہ رو کھڑے ہوکر سواری پر آپنے وقوف فرمایا اور نہایت الحاح وزاری کے ساتھ بہت دردناک الفاظ مین آپنے حق تعالی سے دعا مانگنا شروع کی جب دعا مانگ چکے تو فرمایا کہ عرفات مین کھڑا ہونا کچھ خاص اسی مقام پر ضروری نہین بلکہ تمام جنگل عرفات کا موقف ہے جہان چاہو کھڑے ہو عرفات ہی مین یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ترجمہ (اے مسلمانون) آج مین نے تمھارا دین تمھارے لیے کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا یہ آیت اگرچہ تمام اہل اسلام کیلئے نہایت مسرت اور فرحت کا باعث ہے لیکن صحابہ مین جو لوگ تیز نظر اور دقیقہ رس تھے وہ اس آیت کے سنتے ہی نہایت دل شکستہ اور محزون ہوگئے سمجھ گئے کہ اب زمانہ فراق قریب ہے کیونکہ آپکا دنیا مین آنا اور رہنا محض تعلیم دین اور تلقین کیلئے تھا جب وہ کام پورا ہوگیا تو آپکا قیام دنیا مین کس لیے ہوگا پھر اسکے بعد آپنے یہ بھی فرمایا کہ اپنے دین کے مسائل مجھسے یاد کرلو آئندہ سال شاید مجھے پاؤ یا نہ پاؤ۔ اُسی دن عرفات مین ایک صحابی اونٹ کے اوپر سے گر پڑے اور اُنکی وفات ہوگئی آپنے فرمایا کہ اُن کو غسل دیکر احرام کے لباس مین دفن کردو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر اور چہرہ کو نہ بند کرو اور فرمایا کہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوے میدان حشر مین آئینگے۔

جب آفتاب غروب ہوگیا تو آپنے اُسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ سوار کرلیا اور مزدلفہ کیطرف چلے اُسوقت لوگون کا ہجوم تو تھا ہی سبھون نے تیز روی کرنی چاہی ایک کے اوپر ایک گرنے لگا تو آپنے انکو منع فرمایا کہ جلدی کرنے مین کوئی فائدہ اور کچھ ثواب نہین

غرض نہایت سکون و وقار کے ساتھ وہاں سے آپ روانہ ہوئے جب راہ کشادہ اور میدان وسیع ملجاتا تو اونٹنی کو کچھ تیز بھی کر دیتے تھے جس راستہ سے عرفات مین آئے تھے اُس راستہ سے نہین لوٹے بلکہ دوسرے راستہ سے یہی عادت آپ کی عیدگاہ جانے مین بھی تھی کہ جس راستے سے تشریف لیجاتے اس راستے سے نہ لوٹتے تھے اثناے راہ مین ایک مقام پر اُترکر خفیف وضو فرمایا اُسامہ نے پوچھا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھیے گا آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز آگے چلکر مزدلفہ مین پڑھین گے پھر مزدلفہ مین پہونچکر آپ نے پورا وضو کیا اور اذان پڑھی گئی اور اسباب وغیرہ اُتارنیسے پہلے آپ نے مغرب کی نماز ادا کی بعد اُسکے اسباب وغیرہ لوگون نے اونٹون سے اُتارا اور عشا کی نماز پڑھی مغرب اور عشا کے فرض کے درمیان مین کوئی نفل نماز آپنے نہین پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ مین رہے اور شب بیداری نہین کی عورتون اور بچون کو صبح ہونیسے پہلے آپنے رخصت کر دیا کہ منی چلے جائین عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اُنکے ہمراہ کر دیا اور یہ فرمایا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی کرین پھر فجر کا وقت آتے ہی بہت اول وقت آپنے فجر کی نماز پڑھ لی اور سوار ہو کر مشعر حرام مین آئے اور وہان وقوف فرمایا اور قبلہ رُو ہو کر اُمت کیلئے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ دعا مانگتے رہے یہانتک کہ جب طلوع آفتاب کا وقت قریب آگیا تو آپ منی کیطرف روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ سوار کیا اور آپ نے فضل بن عباس کو حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریان رمی کیلیے چن لین اُنھون نے سات کنکریان چن کر حضور کے ہاتھ مین دین آپنے اپنے کفِ مبارک مین اُنکو لیکر غبار وغیرہ سے صاف کیا اور فرماتے رہے کہ اسی قسم کی کنکریون سے رمی کرنی چاہیے اور اے لوگو دین مین زیادتی نکرو اگلے لوگ اسی سے برباد ہوئے۔ اسی راہ مین ایک عورت ملی اور اُسنے آپ سے پوچھا کہ میرا باپ

بہت بوڑھا ہو اونٹ پر نہین بیٹھ سکتا ہین اُسکی طرف سے حج کر سکتی ہون - آپ نے فرمایا ہان فضل بن عباس اس عورت کی طرف دیکھنے لگے تو آپنے اُنکی آنکھین بند کردین اور اُنکی گردن پھیر دی - پھر ایک بوڑھیا ملی اور اُسنے کہا کہ میری مان بہت کمزور ہے اور بہت بوڑھی ہو گیا ہین اُسکی طرف سے حج کر سکتی ہون آپنے فرمایا ہان - پھر جب آپ وادی محسّر مین پہونچے تو وہان سے اونٹنی کو بہت تیز دوڑایا اور بہت عجلت کے ساتھ وہان سے نکل آئے اور فرمایا کہ یہان دشمنان خدا پر عذاب ہوا تھا اس مقام پر اصحاب فیل پر عذاب ہوا تھا جو کعبہ مکرمہ کے گرانے کیلئے آئے تھے -

پھر جب آپ جمرۃ العقبہ کے محاذی پہونچ گئے تو کھڑے ہو گئے کعبہ مکرمہ اُسوقت آپکے بائین ہاتھ کیطرف تھا اور منیٰ داہنے ہاتھ کی طرف اور سواری پر سے آپنے سات کنکریان ایک ایک کرکے جمرۃ العقبہ پر مارین رمی کرتے وقت بلال اور اسامہ بن زید حاضر رکاب تھے ایک تو اونٹ کی مُہار پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے آپکے اوپر سایہ کیے ہوئے تھے رمی کے بعد آپنے تلبیہ موقوف کر دیا اور اُسکے بعد اپنی فرودگاہ مین جو مسجد خیف کے قریب تھی تشریف لے گئے اور وہان ایک نہایت بلیغ اور بغایت موثر اور درد انگیز خطبہ پڑھا اور ایسی آواز سے پڑھا کہ تمام حاضرین نے بخوبی اُسکو سنا اسبات کو بھی علمائنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین شمار کیا ہے کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہے کہ اتنے کثیر مجمع کیلیے ایک شخص کی آواز کفایت کر جائے اس خطبہ مین آپنے لوگونکو ماہ حرام کی فضیلت اور ذیحجہ کی دسوین تاریخ کی بزرگی سنائی اور ان مہینون مین جدال و قتال کی ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک سیکھ لو شاید اب مین دوبارہ حج نکرونگا اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے بعد جو تمھارا سردار ہو اُسکی اطاعت کرنا بشرطیکہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرے اور فرمایا کہ میرے بعد کافر

نہ پہنچانا اور باہم خون ریزی نکرنا فساد نکرنا بعد اسکے لوگون سے آپنے رخصتی کے کلمات کہے
اور اپنے فراق کی تلخ خبر باشارات واضحہ سب کو سنائی اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگون
نے مجھسے سنے ہین وہ اُن لوگون کو پہونچا دینا جنھون نے نہین سنے ۔
خطبہ پڑھکر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہان تریسٹھ اونٹ آپنے اپنے ہاتھ سے
قربانی کیے اس خاص عدد کے اختیار کرنے مین بھی اپنی عمر کے ختم ہونیکی طرف اشارہ فرمایا
آپنے تریسٹھ برس کی عمر مین وفات پائی تو گویا عمر کے ہر سال کی عوض مین ایک اونٹ
قربانی فرمایا اور پھر حضرت علی مرتضی کو حکم دیا کہ سینتیس اونٹ تم قربانی کردو تاکہ سو
پورے ہو جائین ۔ اونٹون کی یہ کیفیت تھی کہ پانچ پانچ چھ چھ اونٹ قربانی کے لیے آپ کے
قریب لائے جاتے تھے ایک اونٹ دوسرے اونٹ پر گرا پڑتا تھا اور ہر اونٹ یہی چاہتا تھا
کہ پہلے مین مشرف کیا جاؤن پھر آپنے حضرت علی مرتضی کو حکم دیا کہ اونٹونکی کھالین اور
اُنکی جھولین مسکینون کو تقسیم کردین اور گوشت بنانے والونکی اُجرت آپنے علیحدہ سے
دلوائی جب قربانی سے آپ فارغ ہوگئے تو لوگون سے یہ بھی فرمادیا کہ یہ نہ خیال کرنا
کہ جس جگہ مین نے قربانی کی ہے وہان کے سوا اور کہین قربانی جائز نہین بلکہ تمام منی ہین
جہان قربانی کرو درست ہے پھر آپنے سر منڈوانے کے واسطے حکم دیا حضرت معمر بن عبداللہ آئے
اور استرہ لیکر کھڑے ہوگئے آپنے فرمایا کہ اے معمر دیکھو اسوقت رسول اللہ نے تمھین اپنے سر پر قبضہ دیا
ہے اور تمھارے ہاتھ مین اُسترہ ہے مقصود یہ تھا کہ اس نعمت کی قدردانی کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ
انھون نے عرض کیا کہ ہان یہ اللہ کا فضل و احسان ہے آپنے فرمایا بیشک پھر آپنے حکم دیا کہ پہلے
داہنی جانب کے بال مونڈو ۔ داہنی جانب کے بال تو سب آپنے حضرت ابو طلحہ کو دیدیے اور
بائین جانب کے بالونکی نسبت فرمایا کہ لوگون میں تقسیم کردو تمام لوگونکو ایک ایک بال یا دو دو بال پہنچے

بالون کی تقسیم مین بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جدائی کا زمانہ قریب ہے اور وہ وقت اب کچھ دنون کے بعد آنے والا ہے کہ جو آنکھین ہمیشہ اُس جمال بیمثال سے منور رہتی تھین اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جائینگی اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگین کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی اُسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو بھلاتے۔ اسی وجہ سے حضرت نے اپنے موے مبارک لوگون کو تقسیم فرمائے تاکہ آئندہ اُن عاشقان بیدل کی تسکین و طمانیت کا سبب اور رحمت و برکت کا باعث ہو۔ بعد اُسکے آپنے ناخونون کو بھی ترشوایا اور اُن کو بھی لوگون مین تقسیم فرمایا۔

اب بھی بعض صاحب نصیب لوگون کے پاس آپ کے موے مبارک موجود ہین اور اُنمین سے بعض بعض کی نسبت تو یقین ہو سکتا ہے کہ وہ بیشک وہی موے اقدس ہین جو کسی وقت حضرت کے جسم انور سے تعلق رکھتے تھے اس امر کا یقین حاصل کرنے کیلئے دو باتون کی ضرورت ہے اول یہ کہ سند اُن بالونکی بواسطہ ثقات کسی صحابی تک پہونچی ہوئی ہو۔ اور اسکے راویون مین تمام وہ شرطین موجود ہون جو ایک حدیث کے راویون مین ہونی چاہئین۔ دوسرے یہ کہ کوئی صاحبدل اپنے وجدان سے اُن بالون کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرین مگر یہ دوسرا طریقہ صرف اُنھین لوگون کے لیے ہے جو اس مشرب عالی سے بہرہ ور ہون۔

جو موے مبارک کسی خاندان مین زمانۂ قدیم سے وراثۃً چلے آتے ہون اور کوئی لکھی ہوئی سند اُنکے ساتھ نہ ہو انکی نسبت اگرچہ یقین نہین ہو سکتا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہون جیسے کہ بیان کیے جاتے ہین انکی تعظیم و محبت مین کمی نہ کرنی چاہیئے۔

واقعی مسلمان بڑے خوش قسمت ہین جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ ہر طرح کی خیریت کے سامان اللہ جل شانہ نے اُنکے لیے مہیا کر دیے ہین اُنکے پاس اُنکے نبی کی وہ وہ نشانیان موجود ہین جو آج کسی اُمت کو نصیب نہین سب سے بڑی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ کا ایک زندہ معجزہ ہی ہمارے پاس قرآن عظیم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اسوقت تک باوجودیکہ تیرہ سو برس سے زائد ہو گئے اسی طرح بے کم و کاست بے تغیر و تبدل چلا آرہا ہی اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت ہمارے پاس رہیگا دوسری نشانی آپ کی ہمارے پاس آپکے احادیث ہین احادیث کی حفاظت اور بہم رسانی ہین بھی جو اہتمام ہمارے اگلون نے کیا اُس کا دسوان حصہ بھی کسی امت کو نصیب نہین ہوا۔ اسکے بعد اور نشانیان بھی ہمارے پاس ہین جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع صفات سے تعلق رکھتی ہین مثل موے مبارک اور نقش نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہین جنکے بابرکت گھران موے مبارک سے آباد ہین وہ آنکھین کس درجہ تعظیم کے قابل ہین جنھون نے اُن مقدس بالون کی زیارت کی ہی اگلے زمانے مین دستور تھا کہ اِن موے مبارک کے ذریعہ سے اکثر بیمارون کی دوا کیجاتی تھی اور اُنکو شفا ہوتی تھی وہ لوگ اِن موے مبارک کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری مین ابن سیرین سے روایت ہے کہ اُنھون نے حضرت عبیدؓ سے (حضرت عبیدہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین مسلمان ہو چکے تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہین آئی) کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک ہی ہمنے اُسے حضرت انسؓ کے پاس سے پایا ہی تو اُنھون نے (نہایت حسرت سے) کہا

کہ بیشک اگر میرے پاس حضرت کا کوئی موے مبارک ہوتا تو مجھے دنیا سے اور تمام اُن چیزون سے جو دنیا مین ہین زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیون کا جو ذکر آیا تو ایک اور عجیب اور مقدس نشانی جو زمانۂ حال مین دستیاب ہوئی ہے اُسکا ذکر کیے بغیر جی نہین مانتا۔ سلطان عبدالمجید خان خلیفہ ترکی کے عہد مین بعض عیسائی سیاحون کو کسی سرزمین مین دو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستیاب ہوے ہرن کی جھلّی پر لکھے ہوے عبارت اُن خطونکی صحیح بخاری کی روایت کردہ خط سے بالکل مطابق ہے اُن سیاحون نے اُن خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے یہان نذر کیا اور خلیفہ نے اُنکو تبرکات کے خزانہ مین رکھ لیا اور ایک بیش بہا صلہ اُن سیاحون کو عنایت کیا اُن خطوط مقدسہ کے فوٹو اکثر بلاد اسلامیہ مین باجازت سلطانی بھیجے گئے منجملہ اُنکے میرے بعض احباب کے پاس بھی اُنکے فوٹو آئے اور خدا کا شکر ہے کہ مین اُنکی زیارت سے مشرف ہوا ہون۔ الغرض بالون کی تقسیم کے بعد زوال سے پہلے آپ مکہ تشریف لائے اور طواف وداع کیا طواف کے بعد آپنے آب زمزم کھڑے ہوکر پیا۔ یہ طواف آپ نے سوار ہوکر کیا تھا وجہ یہ تھی کہ ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپ کے طواف کو دیکھین اور آپکے جمال جہان آرا سے اپنی آنکھین روشن کرین اور بعض لوگ کہتے ہین کہ آپکے پیر مین کچھ چوٹ آگئی تھی پھر آپنے ظہر کی نماز مکہ مین پڑھکر منٰی کی طرف مراجعت فرمائی اور رات کو وہین رہے دوسرے دن نماز ظہر سے پہلے زوال کے بعد پیادہ پا تینون جمرون کی رمی فرمائی۔ پہلے اُسکی جو مسجد خیف کے قریب ہے اور اُسکی رمی کے بعد تھوڑی دور آگے بڑھکر آپ نے کھڑے ہوکر اتنی دیر تک دعا کی

جتنی دیر مین کوئی سورۂ بقرہ پڑھے پھر اُسکے بعد والی جمرہ کی رمی کی اور اسکی رمی کے بعد بھی وا ہنے ہاتھ کی طرف ہٹ کر اتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی پھر جمرۃ العقبہ کی رمی کی اور اُسکی رمی کے بعد نہ آپ نے دعا کی اور نہ وہان توقف فرمایا۔

منیٰ مین آپ نے پورے دو روز قیام کیا یعنی گیارھوین اور بارھوین تاریخ کو اور ہر روز اسی طرح رمی کی اور تیرھوین تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کرکے آپ مکہ کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین آپ محصّب مین اُترے اور ظہر عصر مغرب عشا کی نمازین وہین پڑھین بعد اُسکے آپ تھوڑی دیر سُوے بعد اسکے آپ بیدار ہوے اور کوچ کیا اور مکہ مین آکر رات ہی کو طواف وداع کیا اس طواف مین رمل نہین کیا عائشہ صدیقہ نے اپنے چھوٹے ہوے عمرے کی قضا بھی اسی شب مین کی۔ رات ختم نہوئی تھی کہ عمرے سے فراغت ہوگئی پس آپنے کوچ کا اعلان دیدیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے صبح کی نماز کعبہ مکرمہ کے سامنے پڑھکر چلے تھے۔ پھر جب آپ مقام غدیر خم مین پہونچے تو وہان آپنے کچھ دیر قیام فرمایا چونکہ آپ نے اِس سال اپنی امت کے لیے آیندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام مدارج طے کر دیے تھے اور جن جن مفاسد کا آگے چل کر آپ کو اندیشہ تھا اُنکا سدّباب کر دیا تھا آپ کو اپنی امت مین دو باتون کا زیادہ اندیشہ تھا ایک تو باہمی خون ریزی کا دوسرے باہمی رنجش کا چنانچہ آپ نے ان دو باتون کے متعلق حج کے خطبون مین بہت بلیغ اور موثر نصیحت فرمائی اور اپنے خلفا کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ آپ کو یہ بھی بذریعۂ وحی معلوم ہوا تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ سے کچھ لوگ بغض و عداوت رکھین گے اور اُن کو نہایت مظلومانہ حالت مین شہید کرینگے

عہ یہ واقعہ شرح سفر السعادۃ مین نہین ہے ۱۲ عہ غدیر خم ایک چشمہ کا نام ہے مقام جحفہ سے تین میل پر واقع ہے ۱۲

اور انکی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائینگے جیسا کہ احادیث مین مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ تمھاری ڈاڑھی تمھارے خون سے
ایک دن رنگین ہوگی یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ لوگ تمسے بغض و عداوت رکھینگے جس طرح یہود
عیسٰی سے بغض رکھتے ہین اور انکی والدہ پر بہتان لگاتے ہین چنانچہ ایسا ہی واقع بھی
ہوا۔ فرقۂ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تواریخ و سیر کی کتابون مین مذکور ہے المختصر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد عظیم کی اصلاح کے لیے مقام غدیر خم مین ایک خطبہ پڑھا
اُسمین اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کا لوگون کو حکم دیا بعد ازان حضرت علی مرتضی کی
محبت کو مثل اپنی محبت کے لازم و واجب کر دیا الفاظ اُس حدیث کے یہ ہین
اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی قال
الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللھم من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک
فقال ھنیئا یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ رواہ احمد
(مشکوۃ) ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ کیا
تم لوگ نہین جانتے کہ مین مومنون کا اُنکی جان سے بھی زیادہ دوست ہون سب
لوگون نے عرض کیا کہ ہان (ہم جانتے ہین) آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ
مین ہر مومن کا اُسکی جان سے زیادہ دوست ہون سب لوگون نے عرض کیا کہ
ہان ہم جانتے ہین پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ مین جس کا مولی (یعنی محبوب)
ہون علی بھی اُسکے مولی یعنے محبوب ہین اے اللہ تو اُس شخص سے محبت کر جو علی سے
محبت کرے اور اُس شخص سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے بعد اسکے

حضرت عمر حضرت علی سے ملے اور اُنسے کہا کہ مبارک ہوا ی ابن ابی طالب تم ہمیشہ کے لیے ہر مومن و مومنہ کے مولی (یعنے محبوب) ہو گئے۔ اسی طرح اور بھی بعض اصحاب نے حضرت علی مرتضی کو اس فضیلت کی مبارکباد دی۔

ع حضرات شیعہ اس حدیث سے حضرت علی مرتضی کی خلافت بلافصل ثابت کرتے ہین اور اُنکا خیال ہے کہ اس حدیث سے انکا دعوی بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے۔ اس کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ بیشک یہ حدیث ہماری کتابون مین ہو مگر چونکہ اصول عقائد مین فریقین کے یہ امر طے ہوچکا ہے کہ وہ عقائد جن پر نجات آخرت موقوف ہو خبر واحد سے ثابت نہین ہوسکتے بلکہ وہ یا تو قرآن سے ثابت ہونگے یا کسی حدیث متواتر سے سو قرآن سے خلافت بلافصل کا ثابت کرنا تو اُن حضرات کے حوصلے اور ہمت سے باہر ہے اگرچہ اُنکے علما نے بہت کوشش کی اور اپنی قابلیت و ذہانت کے بہت کچھ جوہر دکھائے لیکن اس مسئلہ کو قرآن سے ایک خفیف سا تعلق بھی نہین دے سکے مجبور ہو کر قدمائے شیعہ کو تحریف قرآن کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا صدہا روایتین ائمہ اہلبیت سے اس مضمون کی بنائی گئین کہ اس قرآن مین بہت کچھ تحریف ہوگئی ہو مسئلہ امامت و خلافت بلافصل قرآن مین مذکور تھا مگر دشمنان اہلبیت نے نکال ڈالا قرآن کی تحریف کا مسئلہ اور اسکے متعلق ائمہ اہلبیت کی روایتین اصول کافی اور احتجاج طبرسی اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی وغیرہ مین بکثرت موجود ہین جنمین سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے مین نے انتصار الاسلام رد استقصاء الافحام مین نقل کی ہین۔

المختصر جب قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہو سکا تو اسمین تحریف کے قائل ہوے جب تحریف کی شناعت پر اُن کو اطلاع ہوئی تو متاخرین نے تحریف معنوی سے کام لیا مگر باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کس کے امکان مین ہے اس تحریف معنوی سے بھی کچھ سود نہوا بالآخر حدیثون کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حدیث بھی اُنکو اپنے مدعا کے موافق کتب اہل سنت مین نہ ملی۔

اب یہی حدیث غدیر خم ہو اسکی مختصر حالت مین بیان کرتا ہون اسی پر تمام اُن احادیث کو قیاس کرنا چاہیے جو شیعی اصحاب اہل سنت کی کتابون سے خلافت بلافصل مرتضوی کے ثبوت مین پیش کرتے ہین۔

اول تو اس حدیث کی صحت مین بڑا اختلاف ہو بڑے بڑے اکابر محدثین نے جن پر فن حدیث کا دار و مدار ہو اس حدیث کی تضعیف کی ہو چنانچہ علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین فرماتے ہین اما قولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلیس فی الصحاح ولکن ہو مما رواہ العلماء وتنازع الناس فی صحتہ باقی در صفحہ آیندہ

حضرت علی کے فضائل کا خطبہ پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے
وہان سے روانہ ہوگئے جب مدینہ قریب آگیا تو آپنے تین بار تکبیر کہی اور فرمایا
لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر

ثم نقل عن البخاری وابراھیم الحربی وطائفۃ من اھل العلم بالحدیث انھم طعنوا فیہ
وضعفوہ قال ابو محمد بن حزم واما من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلا یصح من طریق الثقات
ترجمہ لیکن اسکا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یہ صحیح حدیثون مین نہین ہو بلکہ یہ اُس قبیلہ سے ہو کہ اسکو علما نے
روایت کیا ہو اور لوگون نے اسکی صحت مین اختلاف کیا ہو بخاری سے اور ابراہیم حربی سے اور علمائے حدیث
کہ ایک گروہ سے منقول ہو کہ انھون نے اسمین جرح کی ہو اور اسکو ضعیف کہا ہے - ابو محمد بن حزم کہتے ہین
کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ معتبر راویون کے ذریعہ سے ثابت نہین ہے صحاح ستہ مین سے صرف ترمذی ابن ماجہ
مین یہ حدیث ہے بخاری مسلم مین کہین اس کا پتہ نہین تو ترمذی نے بھی اسکا صحیح نہونا ظاہر کر دیا ہے انھون نے
لکھدیا ہو کہ حدیث حسن ہے الغرض جب اس حدیث کی صحت مین اتنا بڑا اختلاف ہے اور امام بخاری
جیسے محدث اسکے ضعیف کہنے والے ہین تو اس سے اعتقادیات کا وہ مسئلہ جسپر نجات موقوف ہے
کسی طرح ثابت نہین ہوسکتا ہان فضائل مین اس قسم کی حدیث لے لی جاتی ہے چنانچہ علمائے اہلسنت نے
جہان کہین اس حدیث کو ذکر کیا ہو حضرت علی مرتضی کے فضائل مین ذکر کیا ہے اصول حدیث مین یہ بات
ثابت ہو چکی ہے کہ فضائل مین ضعیف حدیث بھی قبول کر لی جاتی ہے اور جس طرح احکام کے استخراج مین
حدیث کی جانچ کی جاتی ہے فضائل مین اس کا کچھ لحاظ نہین ہوتا۔
دوسرے اگر ہم اس حدیث کے صحت و ضعف سے بھی آنکھ بند کر لین اور اُس قاعدہ مسلمہ (کہ اخبار احاد
گو وہ صحیح بھی ہون عقائد مین مقبول نہین ہوتے) کی بھی پروانہ کرین تب بھی اس حدیث سے حضرات شیعہ کا مطلب
ثابت ہونا ایک امر محال ہو اس اخیر زمانے مین مولوی حامد حسین صاحب نے (جو بزعم حضرات شیعہ علمائے سابقین سے بھی
سبقت لے گئے تھے) اس حدیث سے خلافت بلافصل ثابت کرنیکی بہت کوشش کی ہو اور چار ضخیم جلدون مین اس
حدیث کی بحث لکھی ہو انکے اور نیز تمام علمائے شیعہ کے استدلال کا دارومدار لفظ مولی پر ہے وہ کہتے ہین کہ یہان
مولی سے محبوب مراد نہین بلکہ حاکم مراد ہے انکے نزدیک مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا مین حاکم ہون
علی بھی اُسکے حاکم ہین مگر افسوس ہو کہ علمائے شیعہ اسکی کچھ وجہ نہین بیان کرتے کہ جب مولی بمعنی محبوب بقیہ صفحہ آیندہ

آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ بعد اسکے آپ نہایت خیر وخوبی کے ساتھ مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور اُس شہر مقدس کو اپنے جمال جہان آرا سے پھر منور فرمایا

۳- اور ناصر کے لغت مین وارد ہوچکا ہے تو وہ معنی کیون نہ مراد لیے جائین اور دوسرے معنی کیون مراد لیے جائین کوئی وجہ ترجیح اُنکو بیان کرنی لازم تھی خیر اس سے بھی درگذر کیجیے مولی کے معنی حاکم کے کسی لغت مین وارد نہین ہوے اگر کسی لغت مین مولی بمعنی حاکم لکھا ہو تو گو حضرات شیعہ وجہ ترجیح نہ بیان کر سکین تب بھی ہم تسلیم کر لینگے کہ اس حدیث مین خواہ مخواہ یہی معنی مراد ہین مگر افسوس کہ حضرات شیعہ قیامت تک اس بات کو ثابت نہین کر سکتے کہ لغت عرب مین مولی بمعنی حاکم مستعمل ہے۔ مولوی حامد حسین صاحب نیز علمائے متقدمین شیعہ نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح مولی کو حاکم کے معنی مین ثابت کر دین چنانچہ اُنھون نے یہ دعوی کیا کہ مولی بمعنی اولی بھی آتا ہے (اور یہ محض بے دلیل) یہان ولی سے اولی بالتصرف یا اولی بالحکومت مراد ہے مگر جو عبارتین انھون نے اس دعوی کے ثبوت مین نقل کین اُنسے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ مولی بمعنی مکان اولی کے بعض علما کے نزدیک مستعمل ہوتا ہے پس اگر یہ معنی اس حدیث مین مان لیے جائین۔ اور اولی سے اولی بالتصرف مراد لیا جاے تو معنی حدیث کے یہ ہوجاینگے کہ مین جسکے تصرف کا محل یعنی محکوم بننے کیلئے اولی ہون علی بھی اسکے محکوم بننے کیلئے اولی ہین دیکھیے حدیث کے معنی کیسے اُلٹے ہوگئے رسول اور علی کو بجاے حاکم کے محکوم ہونیکے لائق بنا دیا اگر خلافت بلا فصل کا یہی مطلب ہے تو حضرات شیعہ کو مبارک رہے وہ خوشی سے اس کفر کو اپنا جزو ایمان بنائین غرضکہ یہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ کوئی مسئلہ اعتقادیات کا اُس سے ثابت کیا جاے نہ یہ حدیث خلافت مرتضوی پر دلالت کرتی ہے چہ جائیکہ بفصل و بلا فصل یہ مقام اس بحث کے مناسب تھا لیکن بات میں بات نکل سی آئی ہے حدیث غدیر خم کا چونکہ ذکر آگیا اس لیے ہمنے کچھ اسکے مباحث بھی بیان کر دیئے اگرچہ جو کچھ ہمنے لکھا ہے وہ بہت مختصر ہے زیادہ تفصیل اس حدیث کے متعلق اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد کو دیکھے جسکے مصنف مرحوم نے حق سبحانہ تعالی کی تائید سے ہمیشہ کیلئے اس بحث کا خاتمہ کر دیا فجزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲

ع ۵ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کوئی معبود سوا اللہ کے نہین وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہین اسیکی ہے بادشاہت اور اُسی کیلیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (حج کر کے) توبہ کرتے ہوے عبادت کرتے ہوے سجدہ کرتے ہوے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوے لوٹے ہین اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کفار کی) جماعت کو اسی اکیلے نے بھگا دیا

محرم سے ہجرت کا گیارھوان سال شروع ہوا اور صفر کی اٹھائیسوین تاریخ کو دردسر اور بخار مین آپ مبتلا ہو گئے اور یکشنبہ کے دن مرض مین شدّت ہو گئی اور دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت[1] بارھوین ربیع الاول کو آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور رفیق اعلےٰ جل مجدہ کے جوار عزت مین سکونت اختیار کی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اگرچہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات کے بھی اپنی امت مرحومہ کے خیال اور خیرخواہی کو نہین چھوڑا مگر جو فیوض و برکات کہ حضرت کی موجودگی مین اس عالم پر نازل ہو رہے تھے اب وہ کہان درحقیقت مسلمانون کے لئے اس سے زیادہ مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔

[2] اِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيْبَةٍ وَتَجَلَّدِ وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدِ
وَاِذَا ذَكَرْتَ مُصِيْبَةً تَسْلُوْ بِهَا فَاذْكُرْ مُصَابَكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدِ

حجۃ الوداع کے حالات و واقعات ختم ہو گئے خدا کی عنایت سے حج و زیارت کے مسائل عمدہ بسط و تفصیل سے بیان ہو چکے اب مین اپنے التزام کے موافق چالیس حدیثین حج کے بیان مین نقل کرتا ہون اور اُسکے بعد حسب دستور چالیس آثار حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے نقل کرونگا۔ وبہ نستعین۔

---

[1] بعض لوگون کا قول ہے کہ صبح کے وقت آپ کی وفات ہوئی۔ (جذب القلوب) ۱۲

[2] ترجمہ۔ ہر مصیبت پر صبر کرو اور دل کو سخت کر لو۔ اور یقین کر لو کہ آدمی ہمیشہ زندہ نہین رہتا۔ اور جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم بیقرار ہو جاؤ۔ تو تم اپنی اُس مصیبت کو خیال کرو جو محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات) سے تمھین پہونچی ۱۲

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چہل حدیث حج

(۱) عن ابی هریرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه (البخاری)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لیے حج کرے پھر نہ رفث کرے نہ گناہ کی بات تو وہ (حج کرکے) مثل اس دن کے لوٹیگا جس دن اُس کو اُسکی ماں نے جنا۔

(۲) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة (متفق علیه)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (یعنی جسمیں کوئی خلاف بات نہ کی جائے) کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان عمرة فی رمضان تعدل حجة (متفق علیه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کی برابری کرتا ہے۔

(۴) عن ابی هریرة قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا ایها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول الله فسکت حتی قالها

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ہمسے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگوں تم پر حج فرض کردیا گیا لہذا تم حج کرو ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا ہر سال یا رسول اللہ (حج فرض ہے) تو آپ چپ ہوگئے یہاں تک کہ اُسنے

ثلثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذروني ما ترکتکم فانما هلك من کان قبلکم بکثرة سؤالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم بشيء فاتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم عن شيء فدعوه (رواه مسلم)

تین دفعہ کہا آپنے فرمایا اگر مین کہدیتا کہ ہان تو (ہر سال) تمپر فرض ہوجاتا اور پھر تم ہرگز نکرسکتے بعد اسکے آپنے فرمایا کہ تم مجھ سے پوچھ پاچھ نکرو جبتک مین تمسے کچھ نکہون اس لیے کہ جو لوگ تمسے پہلے تھے وہ اپنے زیادہ پوچھ پاچھ اور اپنے پیغمبرون سے اختلاف کرنیکی وجہ سے ہلاک ہوچکے ہیں پس جب مین تمکو جس بات کا حکم دون تم اپنی طاقت کے موافق اسکو بجا لاؤ اور جب مین تم کو کسی بات سے منع کردون تو تم اسکو چھوڑ دو

(۵) عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول وفد الله ثلثة الغازي والحاج والمعتمر (النسائی)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کے ایلچی تین قسم کے لوگ ہین جہاد کرنیوالے حج کرنیوالے عمرہ کرنے والے۔

(۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له (مسند احمد)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی حاجی سے ملو تو اسکو سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور اُس سے کہو کہ تمہارے لیے استغفار کرے قبل اسکے کہ وہ اپنے گھر مین داخل ہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

(۷) عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یمنعه من الحج حاجة ظاهرة او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیا وان شاء نصرانیا۔ (الدارمی)

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی بادشاہ ظالم یا کوئی مرض شدید نہ روکے اور وہ بغیر حج کیے مرجائے تو (اُسکے حق مین یکسان ہے) چاہے یہودی مرجائے چاہے نصرانی مرجائے۔

(۸) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

من خرج حاجا او معتمرا او غازیا ثم مات فی طریقه کتب الله له اجر الغازی والحاج والمعتمر رواه البیهقی (مشکوٰة)

فرمایا جو شخص حج کرنے کیلئے یا عمرہ کرنے کیلئے یا جہاد کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلے پھر راستے میں مرجائے تو اسکے لیے غازی اور حاجی اور عمرہ کرنیوالے کا ثواب لکھدیا جائیگا

(۹) عن ابن عباس قال ان النبی صلی الله علیه وسلم وقت لاهل المدینة ذا الحلیفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل نجد قرن المنازل هن لهن ولمن اتی علیهن من غیرهن ممن اراد الحج والعمرة ومن کان دون ذلک فمن حیث انشأ حتی اهل مکة من مکة (البخاری)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کیلئے جحفہ کو اور نجد والوں کے لیے قرن المنازل کو میقات مقرر فرمایا یہ مقامات ان لوگوں کی بھی میقات ہیں اور جو شخص کسی اور جگہ کا رہنے والا حج یا عمرہ کے ارادہ سے ان پر ہوکے گذرے اسکی بھی (یہی میقات ہیں) اور جو شخص ان مقامات کے اس پار کا رہنے والا ہو وہ جہاں سے احرام باندھے (وہی میقات ہے) یہانتک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھ لیں۔

(۱۰) عن عائشة انها قالت یا رسول الله اعتمرتم ولم اعتمر قال یا عبد الرحمن اذهب باختک فاعمرها من التنعیم علی ناقة فاعتمرت (البخاری)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ لوگوں نے عمرہ کرلیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ اے عبدالرحمن اپنی بہن کو لیجاؤ تو انہوں نے حضرت عائشہ کو اونٹ پر سوار کرکے مقام تنعیم سے عمرہ کرادیا اور انہوں نے عمرہ کرلیا

(۱۱) عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیحجن البیت ولیعتمرن بعد خروج یاجوج وماجوج (البخاری)

حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کعبہ کا حج و عمرہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی ہوگا۔

ع۱۰ یعنی حج کرنیوالے کا یا عمرہ کرنیوالے کیلئے اگر وہ میقات کے اس پار کا رہنے والا ہو یہ حکم ہے کہ وہ حرم کے باہر جاکر احرام باندھے جیسا کہ اسکے بعد کی حدیث سے ظاہر ہے حضرت عائشہ نے مقام تنعیم سے جو حرم سے باہر ہے عمرہ کا احرام باندھا ۱۲

(١٢) عن عبد الله بن عمر ان رجلا قال يا رسول الله
ما يلبس المحرم من الثياب قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يلبس القميص ولا العمائم ولا السراويلات
ولا البرانس ولا الخفاف الا احد لا يجد النعلين
فليلبس خفين ليقطعهما اسفل من الكعبين ولا
تلبسوا من الثياب شيئا مسه زعفران او ورس (البخاری)

(١٣) عن عائشة قالت كنت اطيب رسول الله
صلى الله عليه وسلم لاحرامه حين يحرم
ولحله قبل ان يطوف (البخاری)

(١٤) عن ابن عباس ان اسامة كان ردف
النبي صلى الله عليه وسلم من عرفة الى المزدلفة
ثم اردف الفضل من المزدلفة الى منى قال
فكلاهما قال لم يزل النبي صلى الله عليه وسلم
يلبي حتى رمى جمرة العقبة (البخاری)

(١٥) عن عبد الله بن عمر ان تلبية
رسول الله صلى الله عليه وسلم لبيك
اللهم لبيك لا شريك لك
لبيك ان الحمد والنعمة لك

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ
محرم کس قسم کے کپڑے پہنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ قمیص پہنے اور نہ عمامہ نہ پائجامہ نہ باران کوٹ اور نہ موزے
لیکن اگر کوئی شخص نعلین نہ پائے تو وہ موزے پہنے اور انکو ٹخنوں
کے نیچے کاٹ دے اور (اے لوگوں) تم اس قسم کے کپڑے نہ پہنو جنہیں
زعفران یا ورس (ایک خوشبو دار گھاس) لگا ہو۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو
لگادیا کرتی تھی جب آپ احرام باندھتے تھے اور احرام سے باہر
ہونیکے وقت بھی قبل اسکے کہ آپ طواف (زیارت) کریں

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عرفہ سے مزدلفہ تک اسامہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے بعد اسکے آپ نے مزدلفہ سے منی تک
فضل کو ردیف کرلیا تھا یہ دونوں بیان کرتے تھے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کہتے رہے یہانتک
کہ آپ نے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا تلبیہ ان عبارت سے ہوتا تھا ترجمہ اے اللہ بار بار تیرے دروازے پر
حاضر ہوں تیری پکار کا جواب دیتا ہوں کوئی تیرا شریک نہیں ہے میں
حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد اور احسان تیرے ہی لیے ہے۔

ع معلوم ہوا کہ احرام باندھتے وقت اگر خوشبو لگائی جائے تو کچھ حرج نہیں گو اسکا اثر بعد احرام کے باقی رہے ۱۲

والملك لك لا شريك لك (البخاري)

(١٦) عن سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين يقدم مكة اذا استلم الركن الاسود اول ما يطوف يخب ثلاثة اطواف من السبع (البخاري)

(١٧) عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم اذا طاف بالبيت الطواف الاول يخب ثلاثة اطواف ويمشي اربعة وانه كان يسعى بطن المسيل اذا طاف بين الصفا والمروة (البخاري)

(١٨) عن ابن عمر يقول قدم النبي صلى الله عليه وسلم فطاف بالبيت سبعا وصلى خلف المقام ركعتين ثم خرج الى الصفا وقد قال الله عز وجل لقد كان لكم في رسول الله (صلى الله عليه وسلم) اسوة حسنة

(١٩) عن ام سلمة قالت شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اشتكي فقال طوفي من وراء الناس وانت راكبة فطفت ورسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الى جنب البيت وهو يقرأ

اور بادشاہی تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔

سالم[١٦] اپنے والد (ابن عمرؓ) سے راوی ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت آپ مکہ آتے تھے کہ جب آپ حجر اسود کا استلام کر چکتے تو سب سے پہلے سات شوطوں کے تین شوطوں میں رمل کرتے تھے۔

حضرت[١٧] ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کا پہلا طواف کرتے تو تین شوطوں میں رمل کرتے تھے اور چار میں مشی کرتے تھے اور جب صفا مروہ کے درمیان میں طواف کرتے تو بطن مسیل میں سعی کرتے تھے۔

حضرت[١٨] ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے اور آپ نے کعبہ کے سات طواف کیے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی بعد اسکے صفا کی طرف تشریف لے گئے اور بیشک اللہ عز وجل نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں کے لیے رسول خدا کے (افعال) میں ایک عمدہ اقتدا ہے۔

حضرت[١٩] ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (طواف کس طرح کروں)۔ آپ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر آدمیوں کے پیچھے طواف کرو چنانچہ میں نے (سوار ہو کر) طواف کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھتے تھے اور آپ (نماز میں سوقت)

بالطور وكتاب مسطور (البخاری)

(۲۰) عن ابن عمر قال استاذن العباس بن عبد المطلب رسول الله صلى الله علیہ وسلم ان يبيت بمكة ليالی منى من اجل سقايته فاذن له (البخاری)

(۲۱) عن يعلى بن اميه قال ان رسول الله صلى الله علیہ وسلم طاف بالبيت مضطبعا ببرد اخضر (الترمذی وابوداود)

(۲۲) عن جابر ان رسول الله صلى الله علیہ وسلم قال نحرت ههنا ومنى كلها منحر فانحروا فی رحالكم ووقفت ههنا وعرفة كلها موقف ووقفت ههنا والجمع كلها موقف (مسلم)

(۲۳) عن جابر قال رمى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمرة يوم النحر ضحى واما بعد ذلك فاذا زالت الشمس (متفق علیہ)

(۲۴) عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله علیہ وسلم

والطور وکتاب مسطور پڑھ رہے تھے

حضرت ابن عمر[۲۰] کہتے ہین کہ عباس بن عبد المطلب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ پانی پلانے کیلیے منی کے زمانے ہین مکہ ہین رہین تو آپ نے انھین اجازت دیدی۔

حضرت یعلی بن امیہ[۲۱] کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز چادر سے اضطباع کرکے کعبہ کا طواف کیا۔

حضرت جابر[۲۲] سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اس مقام پر قربانی کرلی ہے اور منی کا کل میدان قربانی کی جگہ ہے پس تم اپنے اپنے قیامگاہ مین قربانی کرلو اور مین نے (عرفات مین) اس جگہ وقوف کیا اور عرفات کا کل جنگل موقف ہے اور مین نے (مزدلفہ مین) اسجگہ وقوف کیا اور مزدلفہ کا کل میدان موقف ہے۔

حضرت جابر[۲۳] کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن جمرہ کی رمی چاشت کے وقت کی تھی اور لیکن بعد اسکے تو جب آفتاب ڈھل جاتا تھا (اسوقت رمی فرماتے تھے) حضرت

ابن عمر[۲۴] سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عـــه معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجاے تو منی مین رہنا کچھ ضروری نہین ۱۲

حلق راسه فی حجة الوداع واناس من اصحابه وقصر بعضهم (متفق علیه)

اور آپکے بعض صحابہ نے حجۃ الوداع مین اپنا سر منڈوایا تھا اور آپکے بعض صحابہ نے بال کترواٴے تھے۔

(۲۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس علی النساء الحلق انما علی النساء القصر (ابوداود والدارمی)

حضرت ابن عباس[۲۵] کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون پر سر منڈوانا واجب نہین بلکہ عورتون پر صرف بالون کا کتروانا واجب ہے۔

(۲۶) عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وقف فی حجة الوداع بمنی للناس یسألونه فجاءه رجل فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء اخر فقال لم اشعر فنحرت قبل ان ارمی فقال ارم ولا حرج فما سئل النبی صلی الله علیه وسلم عن شئ قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج (متفق علیه۔)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص[۲۶] سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین منی کے مقام پر لوگون کے سامنے ٹھہر گئے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ مین نے نادانستگی مین قبل قربانی کرنیکے سر منڈوالیا آپنے فرمایا اب قربانی کرلے اور کچھ حرج نہین ایک اور شخص آیا اور اُسنے کہا کہ مینے نادانستگی مین قبل رمی کرنیکے قربانی کرلی ہے آپنے فرمایا اب رمی کرلے اور کچھ حرج نہین غرض (اسدن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کی بابت پوچھا گیا خواہ وہ مقدم کردیگئی یا مؤخر کردیگئی آپنے یہی فرمایا کہ اب کرلے اور کچھ حرج نہین۔

(۲۷) عن ابن عباس قال کان الناس یسألونه فی کل ج فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

حضرت ابن عباس[۲۷] کہتے ہین کہ لوگ ہر حالت مین لوٹ آیا کرتے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ع۵ معلوم ہوا کہ سر منڈوانا اور کتروانا دونون درست کترولنے کی حدیہ ہے کہ کم از کم چار انگل بال کتروالئے ۱۲ ع۶ حنفیہ کے نزدیک حج ہونیکا مطلب ہے کہ حج مین فساد نہ آئیگا نہ یہ کہ جنایت نہوگی اور جزا نہ دینی پڑیگی جنایت ضرور ہوگی اور اسکی جزا دینی پڑیگی کیونکہ ان اعمال مین ترتیب واجب ہے اور ترک واجب سے جزا لازم ہوگی جیسا کہ تفصیل اسکی اوپر بیان ہوچکی ۱۲

لا ينفرن احدكم حتى يكون آخر عهده بالبيت الا انه خفف عن الحائض (متفق عليه)

(۲۸) عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم تزوج ميمونة وهو محرم (متفق عليه)

(۲۹) عن ام الحصين قالت رأيت اسامة و بلالا و احدهما آخذ بخطام ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم والآخر رافع ثوبه يستره من الحر حتى رمى جمرة العقبة (مسلم)

(۳۰) عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحم الصيد لكم في الاحرام حلال ما لم تصيدوه او يصاد لكم (الترمذی)

(۳۱) عن ابن عباس قال قد احصر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلق راسه وجامع نساءه ونحر هديه حتى اعتمر عاما قابلا (البخاری)

(۳۲) عن ابن عمر مرفوعا من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی (رواه فی شعب الایمان) مشکوة

(۳۳) عن جابر قال دخل النبي صلى الله عليه وسلم

تم مین کوئی شخص نہ لوٹے یہانتک کہ وہ آخری زیارت کعبہ کی کر لے مگر حیض والی عورت سے یہ معاف ہے۔

[۲۸] حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام حضرت میمونہ سے نکاح کیا۔

[۲۹] حضرت ام حصین کہتی ہین کہ مین نے اسامہ و بلال کو دیکھا ان دونو مین سے ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے اور دوسرا اپنا کپڑا تانے ہوئے آپ پر دھوپ سے سایہ کر رہا تھا یہانتک کہ آپنے جمرۃ العقبہ کی رمی کی

[۳۰] حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکار کا گوشت تمھارے لیے حالت احرام مین جائز ہے تاوقتیکہ تم اسکو شکار نکرو یا تمھارے لیے شکار نہ کیا جائے۔

[۳۱] حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محصر ہو گئے تو آپنے اپنا سر منڈوا ڈالا اور اپنی بی بیون سے ہمبستری فرمائی اور اپنی ہدیہ کی قربانی کر لی یہانتک کہ سال آیندہ مین آپ نے عمرہ کیا۔

[۳۲] حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص حج کرے اور بعد میری موت کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اسکے ہوگا جو میری زندگی مین میری زیارت کرے۔

[۳۳] حضرت جابر کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احرام کے

مكة حين افتتحها وعليه عمامة سوداء بغير احرام (رواه الترمذی)

(۳۴) عن ابی شریح العدوی انه قال لعمرو بن سعید وهو یبعث البعوث الی مكة ائذن لی ایها الامیر احدثك قولا قام به رسول الله صلی الله علیه وسلم الغد من یوم الفتح سمعته اذنای ووعاه قلبی وابصرته عینای حین تكلم به انه حمد الله واثنی علیه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم یحرمها الناس ولا یحل لامرئ یؤمن بالله والیوم الاخر ان یسفك بها دما ولا یعضد بها شجرة فان احد ترخص لقتال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقولوا ان الله اذن لرسوله صلی الله علیه وسلم

مکہ مین تشریف لیگئے جب آپنے اسکو فتح کیا اور آپکے سر پر (اُس وقت) ایک سیاہ عمامہ تھا۔

حضرت ابوشریح عدوی سے روایت ہے کہ اُنھون نے عمرو بن سعید[۵۵] سے کہا اور وہ مکہ کیطرف لشکر کشی کر رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دو تو مین تمسے ایک ایسی بات بیان کرون جو یوم فتح کے دوسرے دن رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے بیان فرمائی تھی میرے دونون کانون نے اسکو سنا ہے اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ہے اور میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں جب آپ وہ بات بیان کر رہے تھے آپنے اللہ کی حمد وثنا بیان کی بعد اسکے فرمایا کہ مکہ مین جدال قتال کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو آدمیون نے حرام نہین کیا اور کسی ایسے شخص کو جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہین کہ وہان خونریزی کرے یا وہان درخت کاٹے پس اگر کوئی شخص رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے سبب (اس کو) جائز کہے تو تم کہدینا کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس کی

۵۵ یہ عمرو بن سعید یزید کیطرف سے حاکم مدینہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان دنون مکہ مین خلیفہ تھے انسے لڑنے کیلیے اُسنے مکہ کیطرف لشکر روانہ کیا تھا تو حضرت ابوشریح صحابی نے اُس سے یہ حدیث بیان کی جس سے مکہ مین جدال قتال کی ممانعت ثابت ہوئی مگر اس کمبخت نے نہ مانا اور اپنے ارادۂ قبیح سے باز نہ آیا روایت ہے کہ یہ عمرو بن سعید ایک دفعہ منبر پر چڑھ کے حضرت علیؓ کو سب وشتم کرنے لگا اسی وقت غضب الٰہی سے اُسے لقوہ ہو گیا

ولم یاذن لکم وانی اذن لی فیہا ساعۃ من نہار وقد عادت حرمتہا الیوم کحرمتہا بالامس ولیبلغ الشاہد الغائب فقیل لابی شریح ما قال لک عمرو بن سعد قال انا اعلم منک بذلک یا ابا شریح ان الحرم لا یعیذ عاصیا ولا فارا بدم ولا فارا بخربۃ (البخاری)

اجازت نہ دی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی دن میں صرف تھوڑی دیر کی اجازت دی تھی اور آج اسکی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی اسکی حرمت کل تھی اور حاضر کو چاہیے کہ غائب کو یہ خبر پہونچادے حضرت ابوشریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا انھون نے کہا یہ جواب دیا کہ ابوشریح مین اس بات کو تمسے زیادہ جانتا ہون حرم کسی گنہگار کو پناہ نہین دیتا اور نہ خون کرکے بھاگ جانیوالے کو اور نہ فساد کرکے بھاگ جانیوالے کو۔

(۳۵) عن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فامرنی ان امر اصحابی ومن معی ان یرفعو اصواتہم بالاہلال او التلبیۃ (البخاری)

۳۵ حضرت سائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھسے کہا کہ مین اپنے صحابہ کو (یہ فرمایا) کہ جو لوگ میرے ساتھ ہین انکو یہ حکم دون کہ وہ اپنی آوازین تکبیر کے ساتھ بلند کرین۔

(۳۶) عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقول لبیک عن شبرمۃ قال من شبرمۃ قال اخ لی او قریب لی قال احججت عن نفسک قال لا قال حج عن نفسک ثم حج عن شبرمۃ (ابوداؤد)

۳۶ حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لبیک عن شبرمۃ کہتے سنا تو آپ نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے اسنے کہا کہ میرا بھائی یا میرا عزیز ہے آپ نے فرمایا تو اپنی طرف سے حج کرچکا ہے اسنے کہا نہین آپ نے فرمایا تو اپنی طرف سے پہلے حج کرلے بعد اسکے شبرمہ کیطرف سے حج کر

عہ گویا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مکہ مین جنگ کرنا اس سبب سے جائز سمجھتا تھا کہ وہ انکو گنہگار اور فساد ی جانتا تھا

عہ ترجمہ مین شبرمہ کیطرف سے لبیک کہتا ہون ۱۲

(٣٧) عن عمرو بن الاحوص قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في
حجة الوداع اى يوم هذا قالوا يوم الحج
الاكبر قال فان دماءكم واموالكم واعراضكم
بينكم حرام كحرمة يومكم هذا في بلدكم
هذا الا لا يجني جان على نفسه الا لا يجني
جان على ولده ولا مولود على والده
الا وان الشيطان قد ايس ان يعبد في
بلدكم هذا ابدا ولكن ستكون له طاعة
فيما تحتقرون من اعمالكم فسيرضى به
(الترمذي وصححه)

(٣٨) عن يحيى بن سعيد ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان جالسا وقبر يحفر
بالمدينة فاطلع رجل في القبر فقال
بئس مضجع المؤمن فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم بئس ما قلت قال الرجل اني لم ارد
هذا انما اردت القتل في سبيل الله

[٣٧] عمرو بن احوص کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
حجۃ الوداع میں یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ آج کون دن ہے لوگوں نے
کہا کہ حج اکبر کا دن ہے آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے
مال اور تمہاری آبروئیں تم میں باہم (ہمیشہ کیلئے) ایسی
حرام ہیں جیسے انکی حرمت آج کے دن تمہارے اس شہر
میں (تمکو معلوم) ہے آگاہ رہو کوئی شخص اپنی جان پر کوئی
جنایت نکرے آگاہ رہو کوئی شخص اپنے بیٹے پر اور بیٹا
اپنے باپ پر جنایت نکرے آگاہ رہو شیطان اس بات سے
مایوس ہوگیا ہے کہ تمہارے اس شہر میں کبھی اسکی عبادت
کی جائے ہاں عنقریب اُن اعمال میں جنکو تم حقیر جانتے ہو
اسکی طاعت کی جائیگی اور وہ اس سے خوش ہو جائیگا۔

[٣٨] حضرت یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قبر مدینہ میں کھودی جا رہی
تھی تو ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور اُسنے کہا کہ مومن کا کیا
برا ٹھکانا ہے تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تونے بہت برا کہا اُس شخص نے عرض کیا کہ میرا یہ مطلب تھا
میں نے تو یہ مراد لی تھی قتل فی سبیل اللہ (مسلمانوں کے لیے

ف جان پر جنایت کرنیکا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی جنایت کرے جس سے اسکی جان جاتی ہے اور باپ پر جنایت کرنیکا یہ مطلب ہے
کہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس سے اسکا باپ ماخوذ ہو جائے یا مبتلا ہو جائے اسی قسم کا مطلب بیٹے پر جنایت کرنے کا ہے ١٢

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا مثل
القتل فی سبیل الله ما علی الارض بقعة
احب الی ان یکون قبری بها منها ثلث
مرات رواه مالك مرسلا
(مشکوة)

(۳۹) عن علی رضی الله عنه قال ما
کتبنا عن رسول الله صلی الله علیه
وسلم الا القران وما فی هذه الصحیفة
قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم المدینة حرام ما بین عیر الی
ثور فمن احدث فیها حدثا او اوی
محدثا فعلیه لعنة الله والملائكة
والناس اجمعین لا یقبل منه صرف
ولا عدل ذمة المسلمین واحدة
یسعی بها ادناهم فمن اخفر
مسلما فعلیه لعنة الله والملائكة
والناس اجمعین لا یقبل

زیبا ہی مگر یہین مرجانا اچھا نہین) تو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان قتل فی سبیل اللہ کے برابر تو کوئی
چیز نہین مگر روئے زمین پر کوئی مقام ایسا نہین ہی کہ مجھے
وہان اپنی قبر کا ہونا مدینہ سے زیادہ محبوب ہو (یہ)
تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔

(۳۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہمنے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کچھ نہین لکھا سوا قرآن کے اور سوا اسکے
جو اس صحیفہ مین ہی (اس صحیفہ مین یہ ہی کہ) رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مدینہ عیر (نامی پہاڑ)
سے لیکے ثور (نامی پہاڑ) تک حرام ہی جو شخص یہان
کوئی نئی بات (ظلم و بدعت کی) کرے یا کسی نئی بات
کے کرنیوالے کو جگہ دے اُسپر اللہ کی اور فرشتونکی اور تمام
آدمیونکی لعنت اس سے نہ کوئی عبادت قبول ہوگی نفل
تمام[عہ] مسلمانون کا ذمہ ایک ہی انہین کا ادنی شخص بھی
اس ذمہ کی پیروی کرسکتا ہی اور جو شخص کسی مسلمان کی
آبروریزی کرے اسپر خدا کی اور فرشتونکی اور تمام
آدمیونکی لعنت اُسکی کوئی عبادت قبول ہوگی

عہ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دیدے تو تمام مسلمانون پر اس امان کا برتاؤ لازم ہے گو امان دینے
والا بہت ادنی درجہ کا آدمی ہو ۔ ۱۲

صرف ولا عدل ومن دان قوما بغیر اذن
موالیه فعلیه لعنة الله والملئكة
والناس اجمعین لا یقبل منه صرف
ولا عدل (متفق علیه)

(۴۰) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن
جده ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال خیر الدعاء دعاء یوم عرفة
وخیر ما قلت انا والنبیون من
قبلی لا اله الا الله وحده لا شریك
له له الملك وله الحمد وهو علی
كل شیء قدیر (الترمذی)

نہ طاعت اور جو شخص کسی قوم سے بغیر اپنے موالی[لہ] کے
اجازت کی ولا پیدا کرے اسپر خدا کی اور فرشتوں کی اور
تمام لوگوں کی لعنت اسکی کوئی عبادت مقبول ہوگی
نہ طاعت۔

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ انکے دادا سے راوی
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ دعا عرفہ کے
دن والی دعا ہے اور سب سے عمدہ کلام جو میں نے اور
مجھسے اگلے نبیوں نے کیا ہے یہ ہے (ترجمہ) اللہ کے سوا
کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں
اُسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لہ موالی جمع ہے مولی کی جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے وہ اُس غلام کا مولی ہے یہاں مراد ہے۔ یہ غلام اگر
کچھ مال چھوڑ مرے اور کوئی وارث اسکا نہو تو اسکا مال اسکے آزاد کرنیوالے کو ملتا ہے اسی کو ولا کہتے ہیں پس
اگر کوئی شخص اپنے مولی کا حق قطع کرکے کسی دوسرے کو اپنا وارث بنائے تو یہ ناجائز ہے ۱۲

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) ابو بکر عن شیخ قال عمر بن الخطاب من حج ہذا البیت لا یرید غیرہ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ۔

ابوبکر[ع۱] ایک شیخ سے راوی ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا جو شخص اس گھر کے حج کا ارادہ کرے اسکے سوا اور کچھ ارادہ نہ رکھتا ہو وہ اپنے گناہون سے مثل اس دن کے نکل جائیگا جس دن اُسے اُسکی مان نے جنا تھا۔

(۲) ابو بکر عن موسی بن سعید قال عمر تلقوا الحاج والعمار والغزاۃ فلیدعوا لکم قبل ان یتدنسوا۔

ابوبکر موسی بن سعید راوی ہین کہ حضرت عمر نے فرمایا حج کرنیوالون اور عمرہ کرنیوالون اور غازیون سے ملو اور وہ تمھارے لیے دعا کرین قبل اسکے کہ گناہ مین ملوث ہون

(۳) مالک عن سعید بن المسیب ان عمر بن ابی سلمۃ استاذن عمر بن الخطاب ان یعتمر فی شوال فاذن لہ فاعتمر ثم قفل الی اہلہ ولم یحج۔

امام مالک سعید بن مسیب سے راوی ہین کہ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت عمر بن خطاب سے اسبات کی اجازت چاہی کہ شوال مین عمرہ کرین تو حضرت عمر نے انکو اجازت دیدی اور انھون نے عمرہ کرلیا پھر وہ اپنے گھر والون کے پاس لوٹ آئے اور حج نہین کیا

(۴) البیہقی عن عمر بن الخطاب قال السبیل

بیہقی روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا سبیل[ع۲]

ع۱ یہ ابوبکر محدثین مین ایک بڑے پایہ کے شخص ہین انکی ایک کتاب ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ کے نام سے مشہور ہے یہ روایتین اُسی کتاب کی ہین

ع۲ یعنی آیت مین جو ذکر ہے کہ حج اسپر فرض ہے جو سبیل کی مقدرت رکھتا ہو تو یہان سبیل کی تفسیر زاد راہ اور سواری مراد ہے ۱۲

الزاد والراحلة۔

(۵) ابوبکر عن منیة بنت محرز سمعت عمر بن الخطاب یقول احجوا هذه الذریة ولا تاکلوا ارزاقها وتدعوا اربا قها فی اعناقها قیل الذریة ههنا النساء۔

(۶) البغوی روی ان عمر اذن ازواج النبی صلی الله علیه وسلم فی آخر حجة حجها فبعث معهن عثمان بن عفان وعبد الرحمن قلت اختلفوا فی المرأة تخرج من غیر محرم فاحتج الشافعی بهذا علی انه یجوز خروجها من غیر محرم اذا کان معها نسوة ثقات وللمنفاة ان یقولوا فی الاثر انه جعل معهن عثمان وعبد الرحمن بمعنی محافظتهن وتوقیرهن ان کان معهن محارمهن والله اعلم۔

(۷) البخاری عن ابن عمر لما فتح هذان

(سے مراد) زاد و راحلہ ہے۔

ابوبکر منیہ بنت محرز سے راوی ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان ذریات کو حج کراؤ اور انکا مال خورد برد نہ کر جاؤ کہ انکے حقوق اُنکی گردنوں پر رہجائیں۔ ذریات سے مراد عورتیں ہیں۔

بغوی راوی ہیں کہ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو آپکے اخیر حج میں اجازت حج کی دی تھی اُنکے ہمراہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمن کو کر دیا تھا میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارہ میں علما نے اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ بغیر محرم کے باہر نکل سکتی ہے تو امام شافعی نے اسی حدیث سے اثبات پر استدلال کیا ہے کہ بغیر محرم کے اسکا نکلنا درست ہے بشرطیکہ اسکے ہمراہ پرہیزگار عورتیں ہوں اور جو لوگ ناجائز کہتے ہیں انھیں اختیار ہے کہ کہیں اس اثر میں جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر نے اُنکے ہمراہ عثمان اور عبدالرحمن کو کر دیا تھا تو یہ محض انکی محافظت اور توقیر کے لئے اگرچہ اُن کے ساتھ اُن کے محارم بھی تھے۔

بخاری حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ جب دونوں شہر

عہ یعنی ایسا نہ کرو کہ انکے مال تم اپنے تصرف میں لے آؤ کہ وہ فقیر ہو جائیں اور حج نہ کر سکیں اور اسکی وجہ سے یہ بار انکی گردن پر رہے ۱۲

عہ شیخ علی اسد محمد دہلوی کا قول ہے حنفیہ کے نزدیک بغیر محرم کے عورت کا سفر ناجائز ہے انکی طرف سے جواب وہی ہے جو حضرت شیخ نے ذکر کیا ہے

المصران اتوا عمر فقالوا يا امير المؤمنين
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
حد لاهل نجد قرنا وهو جور عن طريقنا
وانا ان اردنا قرنا شق علينا قال
فانظروا حذوها من طريقكم فحد
لهم ذات عرق۔

(۸) ابوبكر عن الحسن ان عمران بن حصين
احرم من البصرة فقدم على عمر فاغلظ له فقال
يتحدث الناس ان رجلا من اصحاب النبي
صلى الله عليه وسلم احرم من الامصار

(۹) ابوبكر عن مسلم بن سلمان ان رجلا احرم
من الكوفة فراه عمر سيء الهيأة فاخذ به
وجعل يدور به في الحلق ويقول انظروا
الى ما صنع هذا بنفسه وقد وسع
الله عليه قلت معناه الكراهية
للمقتدي ولمن خيف عليه ان يفوت
حقوق الاحرام۔

(۱۰) ابوبكر عن ابن عمر وجد عمر بن الخطاب

(یعنی بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کیلیے قرن کو میقات مقرر
فرمایا تھا اور وہ ہمارے راستہ سے ہٹا ہوا ہے اور ہم اگر قرن
جانا چاہیں تو ہم پر شاق ہوگا حضرت عمر نے کہا کہ تم اسکے
محاذات پر اپنی راہ میں کوئی مقام تجویز کر لو چنانچہ
حضرت عمر نے انکے لیے ذات عرق کو مقرر کر دیا۔

ابوبکر حسن بصری سے راوی ہیں کہ عمران بن حصین بصرہ سے
احرام باندھکر حضرت عمر کے پاس آئے تو حضرت عمر نے
اُنپر سختی کی اور فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب میں سے (دور دراز) شہروں سے احرام باندھکر آئے

ابوبکر مسلم بن سلمان سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام
باندھا تھا حضرت عمر نے اسکو بری حالت میں دیکھا تو اُسے
پکڑ لیا اور لوگوں میں اُسکو گشت دیا اور یہ فرماتے جاتے
تھے کہ اس شخص کو دیکھو اسنے اپنی جان کے ساتھ کیا بُرا سلوک
کیا حالانکہ اللہ نے اسے وسعت دی تھی میں کہتا ہوں کہ اسکا
مطلب ہے کہ پیشوا کیلیے (یہ بات) مکروہ ہے اور اُس
شخص کیلیے جس سے حقوق احرام کے فوت ہونیکا خوف ہو۔

ابوبکر حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے

عہ معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندھ لینا نہ چاہیے ۱۲

ريحا فوعد صاحبها فرجع معاوية فالقى
ملحفة كانت عليه يعني مطيبة قلت لم
يأخذ بهذا اهل الفقه لما صح عندهم من
حديث عائشة كاني انظر الى وبيص الطيب في
مفرق رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد
ثلث من احرامه اخرجه الشيخان قلت والاوجه
ان يقال استدامة الطيب على البدن يجوز
لان الدرن يكدره وعلى الثوب لا يجوز
لان الطيب يبقى في الثوب كما كان۔

(۱۱) ابوبكر عن المسور بن مخرمة كانت
تلبية عمر لبيك اللهم لبيك لا شريك
لك لبيك ان الحمد والنعمة لك و
الملك لا شريك لك لبيك مرغوبا و
مرهوبا اليك لبيك ذا النعماء و
الفضل الحسن۔

(۱۲) ابوبكر عن القاسم قال عمر يا
اهل مكة ما لي اراكم مدهنين

کچھ خوشبو پائی تو جسکے پاس وہ خوشبو تھی اُسے ڈانٹا پس حضرت
معاویہ نے بھی اپنی خوشبودار چادر اُتار ڈالی مین کہتا
ہون کہ اہل فقہ نے اس اثر پر عمل نہیں کیا کیونکہ انکے
نزدیک حضرت عائشہ کی روایت سے ثابت ہے (وہ کہتی
ہین کہ گویا مین رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مین احرام
کے تین دن بعد تک خوشبو کی چمک دیکھتی تھی مین کہتا ہون
کہ زیادہ مدلل یہ ہے کہ کہا جائے کہ بدن پر عہ خوشبو کا لگا رہنا جائز
ہے کیونکہ میل اسکو خراب کردیگا اور کپڑے پر ناجائز ہے کیونکہ کپڑے
پر خوشبو جیسی تھی ویسی ہی باقی رہیگی۔

۱۱ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے راوی ہین کہ حضرت عمر کا تلبیہ تھا
(ترجمہ) اے اللہ مین بار بار تیرے دروازہ پر حاضر ہوتا ہون کوئی
تیرا شریک نہیں مین حاضر ہون مین حاضر ہون بیشک سب طرح کی
تعریف اور احسان تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہی بھی کوئی تیرا شریک
نہیں مین حاضر ہون خوف اور امید کے ساتھ مین حاضر ہون اے
نعمتون اور عمدہ بزرگی والے۔

۱۲ ابوبکر قاسم سے راوی ہین کہ حضرت عمر نے کہا اے اہل مکہ
کیا بات ہے کہ مین تم کو سر مین تیل ڈالے ہوئے دیکھتا ہون

عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ بدن پر اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی تو اب بعد احرام کے جسم سے اسکا زائل کرنا ضروری
نہین بخلاف کپڑے کے پس حضرت عمر کا کپڑے کی خوشبو سے ممانعت کرنا موافق حنفیہ کے ہے ۱۲

والحاج شعثا غبرا اذا رایتم هلال ذی الحجة فاهلوا۔

حالانکہ حاجی لوگ پراگندہ مو غبار آلودہ ہوتے ہین تم جب ذی الحجہ کا چاند دیکھو تو احرام باندھ لیا کرو۔

(۱۳) ابوبکر عن ابی وائل خرجنا حجاجا ومعنا الصبی بن معبد فاحرم بالحج والعمرة فقدمنا الی عمر فذکر ذلك له فقال هديت لسنة نبيك صلی الله عليه وسلم۔

۱۳ ابوبکر ابو وائل سے راوی ہین کہ ہم حج کرنیکے لیے نکلے اور ہمارے ہمراہ صبی بن معبد تھے انھون نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا بعد اسکے ہم حضرت عمر کے پاس گئے اور صبی بن معبد نے انسے اسکا ذکر کیا تو انھون نے کہا کہ تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کی ہدایت پائی۔

(۱۴) ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب انه انما نهی عن الافراد فاما القران فلا۔ قال محمد يعنی بقوله نهی عن الافراد افراد العمرة۔

۱۴ امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے راوی ہین کہ انھون نے صرف افراد سے منع فرمایا ہے نہ قران سے۔ امام محمد کہتے ہین کہ افراد سے مراد صرف عمرہ کا کرنا۔

(۱۵) ابوبکر عن طاؤس عن ابن عباس تمتع رسول الله صلی الله عليه وسلم وابوبکر وعمر وعثمان واول من نهی عنها معاوية۔

۱۵ ابوبکر طاؤس سے وہ حضرت ابن عباس سے راوی ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان نے (برابر) تمتع کیا ہے اور سب سے پہلے جس نے تمتع سے منع کیا وہ معاویہ ہین۔

(۱۶) احمد بن حنبل عن ابی سعيد خطب عمر الناس فقال ان الله عزوجل خص نبيه ما شاء وان نبي الله قد مضی لسبيله فاتموا الحج والعمرة لله کما

۱۶ امام احمد بن حنبل ابو سعید سے راوی ہین کہ حضرت عمر نے خطبہ پڑھا (لوگوں سے) بیان کیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کیلئے جو چاہا خاص کر دیا اور بیشک نبی خدا اپنی راہ پر چلے گئے پس تم حج عمرہ کو اللہ کیلئے پورا کر دو جیسا

امركم الله عزوجل -

(١٧) احمد بن حنبل عن جابر بن عبد الله
تمتعنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مع
ابى بكر فلما ولى عمر بن الخطاب خطب الناس
فقال ان القرآن هو القرآن وان الرسول الله
هو الرسول كانتا متعتان على عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم احدهما متعة الحج و
الاخرى متعة النساء - معناه ليستا بعده -

(١٨) مالك ابوبكر عن ابن عمر قال افصلوا
بين حجكم وعمرتكم فان ذلك اتم لحج
واتم لعمرته ان يعتمر فى غير
اشهر الحج -

قلت وهذا اشد المواضع التى
اختلف فيها على عمر والا وجه
عندى ان اكل كلام محمل وكان عمر
يختار الافراد ويرخص فى التمتع و

کہ اللہ عزوجل نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے -

امام احمد بن حنبل حضرت جابر بن عبداللہ سے راوی
ہیں کہ ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کیساتھ تمتع کیا تھا
جب عمر بن خطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے لوگوں سے مخاطب ہوکے
فرمایا کہ قرآن وہی قرآن ہے اور بیشک رسول اللہ وہی
رسول ہیں دو متعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے
میں تھے ایک تو متعۃ الحج دوسرا متعۃ النساء یعنے یہ دونوں
آپ کے بعد نہیں رہے -

امام مالک ابوبکر حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ حضرت
عمر نے فرمایا اپنے حج و عمرہ کے درمیان فصل کرو کیونکہ اسمیں
تمھارا حج بھی کامل ہوگا اور عمرہ بھی کہ حج کے مہینوں کے
علاوہ اور مہینوں میں عمرہ کرو - میں کہتا ہوں کہ جن
مسائل میں حضرت عمر سے مختلف روایتیں نقل کی گئی ہیں
انمیں سب میں زیادہ مشکل یہ مقام ہے اور میرے نزدیک
عمدہ بات یہ ہے کہ ہر گفتگو کا ایک خاص مطلب ہے تاہم حضرت
عمر افراد کو بہتر سمجھتے تھے اور تمتع اور قران کی بھی

ع‍ یہ قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے واقعی نہایت نفیس فیصلہ کیا ہے اسپر جسقدر غور کیا جاتا ہے اسی قدر اسکی خوبیاں ظاہر ہوتی
ہیں تمتع کے بارہ میں اکثر لوگونکا یہی خیال ہے کہ حضرت عمر اسکے عدم جواز کے قائل تھے جیسا کہ بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے لیکن
اس فیصلہ پر غور کرنیکے بعد صاف کھل جاتا ہے کہ حضرت عمر اسکے عدم جواز کے قائل نہ تھے بلکہ وہ جس چیز کو ناجائز
کہتے تھے وہ حج کے احرام کا عمرہ سے بدل دینا ہے نہ کہ تمتع ۱۲

القران اما قول ابن عباس تمتع رسول الله
صلى الله عليه وسلم وابوبكر وعمر فمعناه تقديم
طواف القدوم قبل طواف الافاضة وجعل
السعي عقيب طواف القدوم واما قوله
خص لنبيه ما شاء فهو فسخ الحج بالعمرة فذلك
خاص بزمن النبوة اراد بهذا النبي صلى الله
عليه وسلم هدم مذاهب الجاهلية
من قولهم العمرة في اشهر الحج من افجر
الفجور واما الافراد الذي نهى عنه فهو
ترك طواف القدوم

(۱۹) ابوبكر سئل عمر عن العمرة بعد الحج
فقال هي خير من لا شئ۔

قلت معناه ان العمرة من الميقات
افضل بكثير من العمرة من التنعيم ونحوه
والعمرة في غير اشهر الحج افضل بكثير
من العمرة في اشهر الحج۔

(۲۰) ابوبكر عن وهب بن الاجدع
سمع عمر يقول اذا قدم الرجل
حاجا فليطف بالبيت سبعا

اجازت دیتے تھے اور حضرت ابن عباس کا یہ کہنا کہ رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر نے تمتع کیا ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ طواف قدوم کا طواف افاضہ سے پہلے کرنا اور
بعد طواف قدوم کے سعی کرنا (وہ لوگ کیا کرتے تھے) اور
حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ اللہ نے اپنے نبی کیلیے جو چاہا خاص کرلیا
اس سے مراد حج کا عمرہ سے بدل دینا کہ یہ زمانہ نبوت کیساتھ خاص تھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مذہب جاہلیت کے مٹانے کا
ارادہ کیا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے کہ حج کے مہینوںمیں عمرہ
کرنا سخت برائی ہے اور لیکن وہ افراد جس سے حضرت عمر نے
منع کیا یہ وہ افراد ہے جسمیں طواف قدوم ترک کردیا جائے۔

۱۹
ابوبکر راوی ہیں کہ حضرت عمر سے بعد حج کے عمرہ کرنیکے
بابت پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ نکرنیسے بہتر ہے۔

مین کہتا ہوں کہ اسکا یہ مطلب ہے کہ میقات سے عمرہ کرنا بدرجہا
بہتر ہے تنعیم وغیرہ سے عمرہ کرنیسے اور حج کے مہینوں کے
سوا اور مہینوں مین عمرہ کرنا حج کے مہینوں مین عمرہ
کرنیسے بدرجہا بہتر ہے۔

۲۰
ابوبکر وہب بن اجدع سے راوی ہیں کہ انھوں نے
حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ جب کوئی شخص حج کے
ارادے سے آئے تو اسے چاہیئے کہ سات مرتبہ کعبہ کا طواف

ثم يصلي عند المقام ركعتين۔

کرے بعد اسکے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے

(۲۱) الشافعي عن حنظلة بن طاوس سمعت عمر يقول قللوا الكلام في الطواف فانما انتم في صلوٰة۔

۲۱ امام شافعی حنظلہ بن طاوس سے راوی ہین کہ انھون نے کہا مین نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ اے لوگون طواف مین باتین کم کرو کیونکہ تم گویا نماز مین ہو

(۲۲) ابوبكر عن عبد الله بن عامر بن ربيعه ان عمر بن الخطاب رمل ما بين الحجر الى الحجر۔

۲۲ ابو بکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے راوی ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے حجر اسود سے لیکے حجر اسود تک رمل کیا۔

(۲۳) احمد بن حنبل عن زيد بن اسلم عن ابيه قال عمر فيما الرملان والكشف عن المناكب وقد اطأ الله الاسلام ونفى الكفر واهله ومع ذلك لا ندع شيئا كنا نفعل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

۲۳ امام احمد بن حنبل زید بن اسلم و انکے اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر نے فرمایا دونون رمل اور شانون کا کھولنا اب کیا مفید ہو اور بیشک اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا اور کفر کو اور کفر والونکو مٹا دیا مگر باوجود اسکے ہم جو باتین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کرتے تھے اُنکو ترک نکرینگے

(۲۴) ابوبكر عن عابس بن ربيعة استلم عمر الحجر وقبله وقال لولا اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

۲۴ ابو بکر عابس بن ربیعہ سے راوی ہین کہ حضرت عمر نے حجر اسود کا استلام کیا اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اگر مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے

کہ یعنے پورے شوط مین رمل کرتے تھے ۱۲

کہ شانون کے کھولنے سے مراد اضطباع ہے رمل اور اضطباع کی حکمت یہ تھی کہ کفار قریش نے مسلمانون کی نسبت کہا تھا کہ انکو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اکڑ اکڑ کے طواف کرو ۱۲

قبلك ما قبلتك

بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(۲۵) ابو بکر عن یعلی بن امیة قال لی عمر امارایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یستلم منها الا الحجر قلت بلی قال فما لك به اسوة حسنة قلت بلی۔

۲۵ ابو بکر یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا مجھ سے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کعبہ میں صرف حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں (میں نے دیکھا ہے) حضرت عمر نے کہا تو کیا تم کو آپ سے اقتدا نہیں ہے میں نے کہا کہ ہاں (ہے)

(۲۶) ابو بکر عن وهب بن الاجدع انه سمع عمر یقول یبدأ بالصفا ویستقبل البیت ثم یکبر سبع تکبیرات بین کل تکبیرة حمد الله وصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم ومسألة لنفسه وعلی المروة مثل ذلك۔

۲۶ ابو بکر وہب بن اجدع سے راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صفا سے (طواف کی) ابتدا کیجائے اور کعبہ کیطرف منھ کرکے سات مرتبہ تکبیر کہی جائے ہر دو تکبیروں کے درمیان میں اللہ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور اپنے لیے دعا مانگی جائے اور اسی طرح مروہ پر بھی۔

(۲۷) ابو بکر عن بکر سعیت مع عمر فی بطن المسیل۔

۲۷ ابو بکر سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کے ہمراہ بطن مسیل میں سعی کی۔

(۲۸) ابو بکر عن هشام بن عروة عن ابیه ان عمر کان یلبی علی الصفا والمروة ویشتد صوته ویعرف صوته باللیل ولا یری وجهه۔

۲۸ ابو بکر ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر صفا مروہ پر تلبیہ کرتے تھے اور اپنی آواز بلند کرتے تھے رات کو انکی آواز سنائی دیتی تھی اور انکا چہرہ نہ دکھائی دیتا تھا۔

(۲۹) ابو بکر عن علقمة والاسود عن عمر

۲۹ ابو بکر علقمہ اور اسود سے حضرت عمر راوی ہیں کہ

انه جمع بين الظهر والعصر بعرفات ثم وقف

حضرت عمر نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی بعد اسکے وقوف کیا۔

(٣٠) ابوبكر عن الاسود انه صلاهما بجمع۔

[٣٠] ابوبکر اسود سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھی۔

(٣١) احمد بن حنبل عن عمرو بن ميمون صلى بنا عمر بن الخطاب بجمع الصبح ثم وقف وقال ان المشركين كانوا لا يفيضون حتى تطلع الشمس وان رسول الله صلى الله عليه وسلم خالفهم ثم افاض قبل ان تطلع الشمس

[٣١] امام احمد بن حنبل عمرو بن میمون سے راوی ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطاب نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھائی بعد اسکے وقوف کیا اور فرمایا کہ مشرکین (مزدلفہ سے) نہ جاتے تھے جبتک کہ آفتاب نکل آئے اور بیشک رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی مخالفت کی تھی لہذا آپنے قبل طلوع آفتاب کے کوچ کردیا تھا۔

(٣٢) مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر خطب الناس بعرفة وعلمهم امر الحج فقال لهم فيما قال اذا جئتم منى فمن رمى فقد حل له ما حرم على الحاج الا النساء والطيب لا يمس احد نساء ولا طيبا حتى يطوف بالبيت۔

[٣٢] امام مالک عبداللہ بن دینار سے وہ حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے عرفات میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور انکو حج کا طریقہ تعلیم کیا پس اپنی گفتگو میں انہوں نے یہ کہا کہ جب تم منی پہنچو تو جو شخص رمی کر چکے اسکے لیے تمام وہ چیزیں جو حاجی کے لیے حرام ہوتی ہیں حلال ہو جاتی ہیں سوا عورتوں اور خوشبو کے لہذا کوئی شخص بغیر طواف کے عورت اور خوشبو کے قریب نہ جائے

قلت ترك الفقهاء قوله والطيب اما عندهم

میں کہتا ہوں کہ فقہا نے حضرت عمر کا یہ قول کہ خوشبو حرام ہے ترک کر دیا ہے کیونکہ انکے یہاں

من حدیث عائشة وغیرها ان النبی صلی الله علیه وسلم تطیب قبل طواف الافاضة

حضرت عائشہ وغیرہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضہ کے خوشبو لگائی

(۳۳) ابوبکر عن ابن اسحق سئل عکرمة عن الاهلال متی ینقطع فقال اهل رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی رمی الجمرة وابوبکر وعمر۔

۳۳ ابوبکر بن اسحاق سے روایت کرتے ہین کہ عکرمہ سے اہلال کی بابت پوچھا گیا کہ کب توقف کیا جائے تو انھون نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی تک ہلال کیا تھا اور ابوبکر و عمر نے بھی۔

(۳۴) مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب ورد رجلا من مر الظهران لم یکن ودع البیت حتی ودع۔

۳۴ امام مالک یحیی بن سعید راوی ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے مر الظہران سے ایک شخص کو واپس کر دیا اُسنے طواف وداع نہ کیا تھا یہانتک کہ وہ طواف وداع کر آیا۔

(۳۵) مالک انه بلغه ان عمر بن الخطاب کان یقف عند الجمرتین وقوفا طویلا حتی یمل القائم۔

۳۵ امام مالک کہتے ہین کہ اُنکو یہ خبر ملی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب دونون جمرون کے پاس بہت دیر تک توقف کرتے تھے یہانتک کہ کھڑا ہونیوالا تھک جاتا۔

(۳۶) ابوبکر عن سلیمان بن ربیعة نظرنا عمر فاتی الجمرة الثالثة فرماها ولم یقف عندها۔

۳۶ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے راوی ہین کہ ہمنے حضرت عمر کو دیکھا کہ وہ تیسرے جمرہ کے پاس آئے اور اُسے رمی کی اور اُسکے پاس وقوف نہین کیا۔

(۳۷) مالک عن عطاء بن ابی رباح ان عمر بن الخطاب قال لیعلی بن امیة وهو یصب علی عمر بن الخطاب ماءً

۳۷ امام مالک عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے یعلی بن امیہ سے کہا اور وہ حضرت عمر بن خطاب پانی ڈال رہے تھے

وهو يغتسل لصبب على راسي اصبب فلن يزيده الماء الا شعثا۔

(۳۸) ابو حنيفة عن ابي سلمة عن رجل عن ابي هريرة مررت في البحرين يسألوني عن لحم الصيد يصيده الحلال هل يصلح للمحرم ان ياكله فافتيتهم ياكله وفي نفسه منه شئ ثم قدمت على عمر بن الخطاب فذكرت ما قلت لهم فقال لو قلت غير ذلك لم تقل بين اثنين ما بقيت ۔

(۳۹) مالك عن عبد الملك بن قدير عن محمد بن سيرين ان رجلا جاء الى عمر بن الخطاب فقال اني اجريت انا وصاحب لي فرسين الى ثغرة ثنية فاصبنا ظبيا ونحن محرمان فاذا

اور وہ غسل[عہ] کر رہے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو کیونکہ پانی پراگندہ موئی اور بھی زیادہ کردیگا۔

امام ابو حنیفہ[۳۸] ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے کہا مین (مقام) بحرین مین گیا تو لوگ مجھسے شکار کے گوشت کی بابت پوچھنے لگے کہ اگر اسکو غیر محرم شکار کرے تو کیا محرم کو جائز ہے کہ اُسے کھالے مین نے اُن لوگونکو اُسکے کھانیکا فتوی دیا اور میرے دل مین اسکی طرف سے تردد تھا پھر مین حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا تو جو کچھ مین نے اُن لوگون سے کہا تھا اسکا ذکر اُنسے کیا انھون نے کہا کہ اگر تم اسکے سوا اور کچھ کہتے تو جبتک زندہ رہتے کبھی دو آدمیون کے درمیان کچھ نہ کہنے پاتے[عہ]

امام مالک[۳۹] عبد الملک بن قدیر سے وہ محمد بن سیرین سے راوی ہین کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ مین اور میرے ایک ساتھی نے ایک پہاڑ کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تو ہمنے ایک ہرن کو شکار کیا اور ہم (اُسوقت) محرم تھے پس آپ کی

عہ معلوم ہوا کہ حالت احرام مین غسل کرنا منع نہین ۱۲

عہ مطلب یہ ہے کہ یہ فتوی تمھارا صحیح ہے مگر اسکے خلاف تم کہتے تو وہ غلط ہوتا اور اُس غلط فتوی کی سزا مین تمھارے لیے قطعی ممانعت کردی جاتی کہ پھر کبھی تم کسی کو مسئلہ نہ بتاتے ۱۲

ترى فقال عمر لرجل الى جنبه تعال
حتى احكم انا وانت قال فحكما عليه
ببعير فولى الرجل وهو يقول هذا
امير المؤمنين لم يستطع ان يحكم
في ظبي حتى دعا رجلا يحكم معه
فسمع عمر قول الرجل فسأله هل تقرأ
سورة المائدة قال لا قال فهل تعرف
هذا الرجل الذي حكم معي فقال لا فقال
عمر لو اخبرتني انك تقرأ المائدة لاوجعتك
ضربا ثم قال ان الله تبارك وتعالى يقول
في كتابه يحكم به ذوا عدل منكم
هديا بالغ الكعبة وهذا عبد الرحمن
ابن عوف۔

(۹۴) عن زيد بن اسلم عن ابيه
عن عمر قال اللهم ارزقني شهادة
في سبيلك واجعل موتي في بلد
رسولك۔ (البخاري)

کیا ارادہ ہے حضرت عمر نے ایک شخص سے جو انکے پہلو مین بیٹھا
ہوا تھا یہ کہا کہ آؤ تاکہ ہم تم دونون حکم دین چنانچہ اُن
دونون نے اُس شخص پر ایک اونٹ قربانی کرنیکا حکم دیدیا
تو وہ شخص کہتا ہوا پھر چلا کہ یہ امیر المؤمنین ہین کہ ایک ہرن
کے بارے مین حکم نہین دیسکتے یہانتک کہ ایک اور شخص کو
بلایا جو اُنکے ساتھ حکم کرے پس حضرت عمر نے اُس شخص کا
کہنا سُنا تو اُس سے پوچھا کہ کیا تو سورۂ مائدہ پڑھتا
ہے اُسنے کہا نہین حضرت عمر نے کہا کہ تو اِس شخص کو
جانتا ہے جس نے میرے ساتھ حکم دیا ہے اُسنے کہا نہین
حضرت عمر نے کہا اگر تو مجھسے بیان کرتا کہ سورۂ مائدہ
پڑھا ہوا ہے تو مین تجھکو بہت مارتا پھر انھون نے کہا کہ
اللہ بزرگ و برتر اپنی کتاب مین فرماتا ہے۔ یحکم به
ذوا عدل منکم هدیا بالغ الکعبة۔ اور یہ عبد الرحمن
ابن عوف ہین

زید بن اسلم اپنے والد سے وہ حضرت عمر سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت عمر نے کہا اے اللہ مجھے اپنی راہ
مین شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے
رسول کے شہر مین کر۔

ع ترجمہ اسکا یہ ہے کہ دو عدالت والے آدمی اس شکار کے بدلہ کا حکم دین وہ ہدی ہو کعبہ تک پہونچنے
والے مطلب یہ ہے کہ اس آیت مین حکم ہے کہ دو آدمی شکار کی جزا تجویز کرین اسوجہ سے مین نے تنہا تجویز کرنا پسند نکیا

فہرست مضامین جلد پنجم علم الفقہ

اللہ عزوجل کی تائید سے علم الفقہ کی پانچوین جلد جسمین حج وزیارت کا بیان ہے بخیر وخوبی تمام ہوگئی فللہ الحمد حمداً کثیراً

اب چھٹی شروع ہوتی ہے۔

ہیں ہوے سب کے وجوہ و اسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہیں کہ پوری تشفی ہوجاتی ہے سیکڑوں کتابوں کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے قیمت ہر تین جلدوں کی خریداری سے عہ

مختصر سیرت نبویہ جو پہلے النجم کے ساتھ شایع ہوچکی ہے ولادت شریف سے اخیر عمر تک آپ کے ضروری ضروری حالات نہایت مختصر جنکا یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لکھے گئے ہیں قیمت ۲

سیرۃ الحبیب الشفیع من الکتاب العزیز الرفیع مختصر سیرت قدسیہ نبویہ علیہ السلام جو صرف قرآن مجید سے ملخص کیگئی ہے یہ سیرت مقدسہ ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں نہایت ضروری چار مسائل کا بیان ہے باب اول میں عرب کے زمانۂ جاہلیت کا باب دوم میں آپکے حالات قبل از نبوت کا باب سوم میں نبوت و دلائل نبوت کا باب چہارم میں حالات بعد از نبوت کا۔ خاتمہ میں ان عظیم الشان نعمتوں کا جنکا وعدہ مسلمانوں سے ہے حجم ۲۰ جز قیمت ۴

آفتاب صدق وصفا شیعوں کے مایۂ ناز رسالہ آئینۂ حق نما کا جواب جس کے لیے پچیس ہزار روپیہ کا انعام مشتہر کیا گیا تھا۔ لائق دید ہے قیمت ۲

ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت اس رسالہ میں ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کے لیے سیوان جانا اور ایڈیٹر اصلاح کا یکے بعد دیگرے چار عذر تراش کر مناظرہ سے فرار کرنا مع تحریرات طرفین درج ہے قیمت ۲

ترجمہ ازالۃ الخفا جلد اول ڈبل للعہ بادامی للعہ سادہ سفید للعہ زرد للعہ

ترجمہ فتاوی عزیزی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالے کے فتووں کا اردو میں ترجمہ ہر قسم کے مسائل دینیہ قیمت عہ

تفسیر آیۂ تطہیر آیت تطہیر کی بے نظیر تفسیر شیعوں کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت میں انھوں نے آل عبا کو مراد لیا لہذا اہل سنت کی قرآن اور لغت سے تحقیق قیمت ۲

تفسیر آیۂ مودۃ القربی آیۂ لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارت۔ شیعوں کے اس افترا کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔ قیمت ۴

مقدمہ تفسیر آیات خلافت از مدیر النجم۔ قیمت ۴

تنبیہ الحائرین مع تکملہ قبلہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جس نے زلزلہ ڈال دیا آج تک جواب نہ دے سکے۔ ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر محال ہے اور

سنیون پر اتہام ہے اُنکے یہان کوئی تحریف کی روایت نہیں تحفہ مین چالیس لطف مسائل مذہب شیعہ کے ہین

درہ فاروقی شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم مین۔ قیمت ۴ر

نبوت کی ضرورت مولنا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی قیمت ۲ر

مقدس بشارات عیسائیون کی کتابون سے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریان ۱ر

تحفہ تیموریہ حضرت استاذ المحدثین مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل فقہ کا خاندان شاہی دہلی کے لیے لکھا تھا قیمت ۴ر

تحقیق البیان بدعات کی تحقیق اور رد۔ جابجا دلچسپ نقلین مصنفہ مولوی حافظ اکرام حسین صاحب کاکوروی

پردہ مروجہ کا شرعی ثبوت ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لیے مقرر کیا تھا ۱ر

مناظرہ بمبئی بمبئی مین ۱۳۲۸ ہجری مین شیعون سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف سے حقیت ہر سہ خلافت ثابت کی گئی۔ قیمت ۲ر

فتح مبین شیعون کے قبلہ وکعبہ ایڈیٹر اصلاح کا زبانی مناظرہ سے عاجز آکر مغلوب ہونا قیمت ۳ر

مناظرہ امروہہ ہر دو جلد شیعون کے قبلہ وکعبہ مولوی سبط حسن صاحب کا امروہہ مین مناظرہ ہوا ہے

صیحہ رنگون رنگون مین خواجہ کمال الدین مرزائی سے حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد مین جامع کتاب ۵ر

مجموعہ وظائف مقبولہ جس مین چھ رسالے ہین۔ حزب البحر۔ حزب اعظم۔ دعائے مغنی۔ چہل اسماء اعظم اسمائے اصحاب بدر۔ شجرہ چشتیہ منظوم قیمت ۶ر

احسن الوصایا بہترین وعظ ہر قسم کی نصیحتین آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے قیمت ۱ر

تقدیر وتدبیر مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کا اثر کس درجہ مین ہے فلسفیانہ طریق سے ان اہم مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۴ر

قصد السبیل الی المولی الجلیل تصوف کی ایک عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

ہزیمت شیعیان پنجاب۔ ضلع گوجرانوالہ کا عبرت آموز واقعہ قیمت ۴ر

انوار صحابہ مدح صحابہ مین عمدہ قصائد ہین۔ قیمت ۱ر

ہفت سورہ مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی قیمت ۱ر

فتوی تعزیہ داری تعزیہ داری کی حرمت مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا فتوی قیمت